

ہم آسماں کے لوگ ہیں۔ از۔ زید ذوالفقار۔ کتاب نگری

Posted On Kitab Nagri



کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

ہم آسماں کے لوگ ہیں

زید ذوالفقار

باب اول: تہمینہ

"اُس نگار گر کے اختیار میں لا تعداد ہنر اور اسکی دسترس میں بے انت رنگ تھے جنہیں اس نے اپنی تخلیق کو بے مثل کرنے کے لئے کمال خوبصورتی سے استعمال کیا تھا"

ہرے کے ہی دامن میں ایسا ایسا ہر اپن، ایسا ایسا سبزہ تھا کہ گنتی کے ہندسے اپنی مفلسی پہ شرمندہ ہونے لگتے تھے۔ اور نیلا تھا جو آسمان تھا، اور پانی تھا، اور پھر آسمان اور پانی کے درمیان کی زندگی تھی جو بھوری بھی تھی۔ بھورے بھورے تنے، سبزی کی چادروں کی بکل مارے ہوئے اور بھورے بھورے چڑیوں

Posted On Kitab Nagri

کے غول جن کی زرا زرا سی جان تھی اور گز گز بھر کی زبانیں۔ آم کی اونچی ڈالیوں میں ننھے ننھے سے بُور کو کترتے کترتے انکی چُوں چاں نے ہماری تہینہ کا دماغ ہی تو چاٹ لیا تھا۔
"دفع بھی ہو جاؤ۔۔۔ منخو سیں، سارا مزہ کر کر کر دیا کہانی کا۔۔۔"

اگر جو باسط اسے اپنی غلیل ادھار دیتا اور اگر جو اسکا نشانہ بس تھوڑا سا اچھا ہوتا تو وہ ان المسلماریوں کو اکٹھا دیگ پکوا کر سارے گاؤں کی دعوت کر دیتی۔

"چلو اڑ جاؤ یہاں سے، کہیں اور جا کر بکواس کرو جو بھی کر رہی ہو"

بڑے ابا پاس نہیں تھے، ہوتے تو اپنی چھڑی سے اسکے ٹخنے پہ ایسی کاری ضرب لگاتے کہ اسکی اکیس پشتیں یاد رکھتیں۔

"رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں معصوم پرندے۔ تم کاہلوں کی طرح نہیں، تم نافرمانوں کی طرح نہیں۔۔۔ دن کے مارے باندھے چار سجدے کیا کر لیتے ہو کہ گردن سیدھی نہیں ہوتی، وہی رٹے رٹائے جملے بس ایک گردان سی کہی جا رہے ہو، تم سے تو لاکھ درجے بہتر ہیں یہ"
"ہونہہ"

اس نے جھک کر زمین سے پتھر اٹھایا اور تاک کر مارا۔ چڑیوں کا غول جانے کیا کیا کہتا اڑا تھا۔
"لو عبادت کرتی ہیں، پکا مجھے گالیاں دیکر گئی ہیں"

اس نے منہ بنایا اور پھر سے رسالہ لیکر چار پائی پہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔

Posted On Kitab Nagri

"خیر ہی ہوا بھی تک وہ ابا کی چمچین آئی نہیں ٹاں ٹاں کرتی۔ ہو نہہ لاؤڈا سپیکر ناہو تو۔۔۔۔۔"

دھیان اسکا اپنا بھٹکتا تھا، غصہ وہ ان معصوموں پہ اتارتی تھی، بلاوجہ جھنجھلاتی تھی اور کہانی کے سست ہونے پہ بھی چڑر ہی تھی۔

"فضول کہانیاں لکھنے لگ گئی ہیں یہ عورتیں بھی۔۔۔۔۔ ہو نہہ فلسفے اور نصیحتیں۔۔۔۔۔ کوئی مزہ نہیں رہ گیا"

اس نے ننھی سی کیری کو دانتوں سے کترتے اور پھر اسکی ترشی کو زبان پہ محسوس کرتے ہوئے سوچا

"ابھی تک آئی نہیں چڑیل شمینہ۔۔۔ بہزاد بھائی کی موٹر کی پاں ہوئے تو بڑی دیر گزر گئی ہے۔۔۔ اللہ جی کہیں میں پاس تو نہیں ہو گئی۔۔۔۔۔"

دل کی خوش فہمی پہ وہ خود ہی ہنس پڑی تھی۔

سن چھیانوے کی گرمی ابھی شروع ہوئی تھی۔ ابھی زمانے کو اس تندی نے نہیں چھوا تھا کہ موسم اپنے آپ سے باہر ہو جاتے۔ جاڑہ سرد ہوتا تھا اور برسات اعتدال کے ساتھ برستی تھی۔ اور جب لو چلتی تو اپنے سے پہ چلتی تھی۔

جیسے اب چلتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

اس لو کے کارن کسانوں کے ہاتھ تیز چلتے تھے۔ سورج طلوع ہونے تک وہ اپنا بیشتر کام نمٹا چکتے تھے۔ ادھر پسینہ بہنا شروع ہوا، ادھر چارے کی گٹھڑی سر پہ رکھی، ریڑھی پہ لادی اور گھر کی راہ لی۔ گھر، جہاں وہ من و سلویٰ انکی راہ دیکھتا تھا۔ دیسی گھی میں چٹری روٹیاں اور ادھ رڑکا کہ جو جسم میں جا کر کو لیسرٹول نہیں بنتا تھا بلکہ قوت بخشتا تھا۔

اسی زمانے، اسی موسم کے درمیان تو وہ صبح تھی جب ساری حویلی میں یہ خبر پھیلی تھی کہ تہمینہ کا نتیجہ آج آئے گا۔ بڑے ابا نے صبح تہجد کے وقت بڑی مناجات کی تھیں کہ مولیٰ اب کہ لاج رکھ لینا۔ اب کہ تو کوئی بہانہ بھی نہیں سوچ رہا تھا جو بتاتے کہ شرمندگی سے بچ جاتے۔

"اب کہ پرچے بہت اچھے ہوئے ہیں ابا۔ امید ہے کہ سارے شہر میں سے امتیازی نمبر لوں گی"

ابھی پچھلی شام اس نے بڑے انداز سے باپ کو کہا تھا۔ چچی ڈوپٹہ دانتوں میں داب قفل کرنے لگیں۔

"بڑے ابا کو دل کا دورہ نا آجائے۔۔۔ میں کہتی ہوں چندا بس پاس ہونے پہ قناعت کرو، یہ امتیاز بعد کے لئے رکھ چھوڑو"

www.kitabnagri.com

اس کو بڑا برا لگا

"بس یہی بد شگونیاں میرے نتیجے کو لے ڈوبتی ہیں۔ ہر بار کوئی ایسی پھلجھڑی چھوڑ کر میری محنت کو راکھ راکھ کر دیتا ہے"

Posted On Kitab Nagri

خیر کہنا تو وہ اور بھی کچھ چاہتی تھی پر کوئی سننے کو تیار نہیں تھا۔ خاص کر چھوٹی چچی تو اسکی ایک بھی خاطر میں نہیں لاتی تھیں۔

"بس بس سے اچھی مانگو، بس خیر کرے گا ان شاء اللہ"

اللہ سے تو سب اچھی ہی مانگ رہے تھے۔ اور اسکے لئے تو سارے جی جان سے مانگتے تھے۔ جو نہیں مانگتے تھے، ان سے منگوانے کے ابا کے پاس بڑے طریقے تھے۔ اسکے نتیجے کی صبح ایک ایک بچے کو پکڑ کر بڑے دالان میں دیوار کے ساتھ بٹھایا تھا۔ کوئی دس منٹ تک دعا کروائی اور پھر دو دو آنے دیکر جان بخشی

"اللہ کرے تہمی باجی پاس ہو جائے۔۔۔ السلامی تہمی باجی کے اچھے نمبر آجائیں۔۔۔"

ایسی رقت بھری آواز میں تو کبھی تنہی باجی نے خود کے لئے بھی دعا نہیں مانگی تھی۔ ایسی یک آواز دعا کہ دور تک رہٹ کی آواز بھی اسی لے کے ساتھ ساتھ شامل ہو گئی تھی۔

"السلامی تہمی باجی پاس"-----

دن اتنے لمبے ہو گئے تھے کہ کاٹے نہیں کٹتے تھے۔ سارے کام نپٹا کر، نہائی دھوئی سے فارغ ہو کر، اچھن مے گلابی جوڑے کو پہن کر وہ تیار تھی پرا بھی گھڑی کی سوئی دس تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ بھوک بھی پھر سے لگنے لگی تھی۔ صبح کی دو چوڑی روٹیاں تو کب کی ہضم ہو چکی تھیں۔ ابھی بھی رومال میں

Posted On Kitab Nagri

لپٹی، گھی میں تر بتر آدھی روٹی پہ اچار کی دو پھانکیں رکھ کر، بغل میں رسالہ دبائے وہ پچھلے صحن میں آگئی تھی۔ کوئی راز تھا، کوئی بات تھی کہ وہاں وقت بڑے تیز تیز گزرتا تھا۔ وہ دو کہانیاں پڑھتی اور دوپہر بیت جاتی تھی۔

اب بھی ورق پلٹتے پلٹتے وہ کتنے ہی لمحے سر کا گئی تھی۔ روٹی ختم ہو گئی، اچار کی قاشیں چوستے چوستے سوکھ گئیں اور کہانی ختم ہو گئی۔

اچھل اچھل کر اس نے تین چار ننھی ننھی کیریاں توڑیں اور وہ بھی کتر ڈالیں۔ دن دوپہر اوڑھ چکا تھا جب بہزاد بھائی کی موٹر کی آواز سنائی دی تھی۔

اب جس کے اختیار میں جو کچھ تھا وہ کر چکا تھا، پھر بھی نتیجہ حسب منشا نہیں تھا تو ظاہر ہے قصور وار کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ تو ہر گز نہیں تھی۔ اسے قصور وار کسی نے کہا بھی نہیں تھا، کسی میں ایسا کچھ کہنے کی جرات بھی نہیں تھی۔ سب کو اپنے منہ اور دانت بڑے عزیز تھے۔

"بورڈ والوں کی غلطی۔۔۔ سراسر انکی خطا ہے۔۔۔ اب کی بار کسی بڑے ٹچے انسان نے پرچے چیک کیے ہیں۔۔۔ یقین مانئیے ابا، ایسے بھی خراب پرچے نہیں ہوئے تھے اب کی بار میرے۔۔۔۔۔"

وہ خاموشی سے بیٹھے سنتے رہے۔ اور کر بھی کیا سکتے تھے بیچارے۔ وہ جو کہہ رہی تھی، بالکل ویسا ہی ہوا ہوگا۔

Posted On Kitab Nagri

"انگریزی کا تو ابامیں پرچہ ایسا حل کر کے آئی تھی کہ آپ دیکھ لیتے تو عیش عیش کراٹھتے۔ جہاں چار سطروں کا جواب پوچھا گیا تھا، وہاں آدھا آدھا صفحہ بھر آئی تھی۔۔۔۔"

"اپنی اسی اول فول سے۔۔۔۔"

شہزاد کی ہنسی چھوٹ گئی۔ تہمینہ نے اسے بڑی غلط نظروں سے گھورا تھا۔ ابھی تو وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ اسے کچھ کہتی، اگر جو حالات سازگار ہوتے تو پھر پوچھتی منحوس کو، اللہ قسم چار دن کمر پہ ہاتھ رکھ کر روتا ایسا گھونسا مارتی۔ دانت نکالتا ہے کم ذات کہیں کا۔

"ہائے"

اماں نے سر د آہ بھری تھی۔

"چار سال سے یہیں اٹکی ہوئی ہے میری بچی۔ کیڑے پڑیں ان پرچے چیک کرنے والوں کو"

"اور اسکے دماغ کے کیڑے بھی اب نکل جائیں اماں یہ بھی دعا کرو"

بہزاد بھائی نے لقمہ دیا۔ وہ دانت کچکا کر رہ گئی۔

"اسکے ساتھ کابی ایس بھی کر چکا، اگلے مہینے سی ایس ایس کا پرچہ دے گا اور یہ۔۔۔۔۔ اسے کہیں اب

رحم کھائے ہم پہ اور خود پہ بھی۔۔۔۔۔"

بس ایک وہ انسان تھا اس گھر میں جو یہ سب کہہ سکتا تھا، جسکی وہ ساری سن لیتی تھی، اور جو اسکا مستقبل

سنوار سکتا تھا۔ اسکا بڑا بھائی۔

Posted On Kitab Nagri

"سنا اس بار پھر سے فیل ہو گئیں؟"

فرہاد شام کو ہی آگیا تھا۔ تہمینہ تو دوپہر کے بعد کی کمرے میں گھسی باہر ہی نہیں نکلی تھی۔ وہیں بستر پہ اٹوٹی کھٹواٹی لٹیے پڑی رہی۔ سب سے ناراض، جانے کا ہے۔ اماں نے کئی بار کمرے میں جھانکا، اسے لاڈ سے آوازیں دیں، دوبارہ تہمینہ کو بھی بھیجا پر وہ سوتی بنی رہی۔

"خبر سچی ہے کہ چچی نے جھوٹی افواہ پھیلائی ہے؟ ارے کمرے سے نکل کر تو دیکھ، چاچی تو ایک ایک کو بٹھا کر اطمینان سے تیرا نتیجہ پڑھواتی ہیں۔"

بہزاد بھائی اسے کمرے تک محصور کر سکتے تھے تو اس حصار سے باہر بھی بس ایک وہ انسان لا سکتا تھا۔ وہ جسکے ساتھ اس نے نو ماہ کا وقت ماں کے شکم میں گزارا تھا۔

"بکو اس کر رہی ہیں۔ موقع مل گیا ناں انہیں، اپنے بچوں کا پتہ نہیں ہو نہہ"

وہ منہ پھلائے اٹھ بیٹھی۔ وہ ہنس پڑا

"میں نے تو کہا پچھلی بار ہی کہ یہ سب پڑھائی وڑھائی فارغ فضول لوگوں کا کام ہے، دفع مارو، جان چھڑواؤ"

وہ سمجھانے کے سے انداز میں بولا

"ابا کو کہو ابو بکر سے بات کریں، شادی کرواؤ، شہر جاؤ، مزے کرو۔ کیا رکھا ہے اس سب میں۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ چپکلی رہ گئی۔

"ویسے تو سارے زمانے کی لن ترانیاں کر لیتی ہو اباسے، اپنی شادی کی بات پہ سانپ سو نگھ جاتا ہے۔ ارے ہمت کرو، زمانہ اب بدل رہا ہے، تمہیں پتہ ہے شہر میں لڑکیاں، اب اپنی پسند سے بھی شادی کرنے لگی ہیں۔ میری ہی ایک کلاس فیلو۔۔۔۔۔"

اسکے لئے فرہاد کے کالج کے دوستوں کا قصہ نئی بات نہیں تھا۔ وہ دو کلاس فیلو جو آپس میں پسند کی شادی کر رہے تھے۔ عرصہ ہوا اس نے رسالے میں ایسی سی ایک کہانی پڑھی رکھی تھی۔ اسے پتہ تھا زمانہ بدل ہی جائے گا۔

پراسکے لئے اسے بدلنے میں وقت درکار تھا۔

اسکے لئے باپ بھلے جیسا بھی نرم مزاج، جیسا بھی دوست تھا، رشتے کی بات کو لیکر، شادی کی بات آتے ہی وہ پردہ آجاتا تھا۔ ابو بکر اور شادی کی بات پہ وہ آج بھی خاموش ہو جاتی تھی۔ فرہاد یا کوئی بھی دوسرا لاکھ پٹیاں پڑھا لیتا، ابا کے سامنے اس موضوع پہ وہ آتی ہی نہیں تھی۔ جہاں اسکی پھپھی زاد کا زک شروع ہوتا، وہ اٹھ جاتی تھی۔ ہاں میں اسی زمانے کی بات کر رہا ہوں۔ وہ زمانہ جہاں بیٹی اور باپ کے درمیان شادی کے موضوع پہ بات کرنا گناہ سمجھتا جاتا تھا، اخلاقی گراؤٹ گردانا جاتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

نسبت تو وہ بچپن کی طے تھی۔ ایک عرصہ ہوا اس نے ابو بکر کو، اور ابو بکر نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ اب اکیلے ددھیال نہیں آتا تھا۔ کبھی سال چھ مہینے بعد آتا بھی تو ماں کے ساتھ اور باہر سے باہر ہی چلا جاتا تھا۔

شام کا آسمان گویا کسی محلول سے لبالب باسن تھا کہ جس کے کناروں سے وہ زردیں نارنجی محلول چھلک جانے کو تھا۔ اسی محلول میں وہ پرندوں کی ٹولیاں تیرتی تھیں، اسی میں کہیں سورج قطرہ قطرہ حل ہو رہا تھا۔ سارے دن کی لو اب ٹھنڈی پڑنے لگی تھی ایسے جیسے جلتے جلتے کوئلوں پہ پانی کی پھوار پڑے جو ان کی ساری تپش کو ٹھنڈی بھاپ میں بدل ڈالے۔

بڑے ابا سخت کبیدہ تھے۔

"اب چاہتا کیا ہے تو؟؟؟؟ کتنی بار سارے خاندان اور سارے گاؤں بھر کے سامنے میری جگہ ہنسائی کروائے گا؟؟؟؟ ہیں؟؟؟؟"

وہ ابا پہ غصہ تھے۔ ابھی ابھی باہر سے آئے تھے اور تب سے دھک رہے تھے۔ کسی نے پوچھ لیا ہو گا کہ کیسا رہا بیٹا کا نتیجہ، بس۔۔۔۔۔

"چھڑواؤ پڑھائی اور بٹھاؤ سکون سے گھر پہ۔ کر لیں اس نے افسریاں، بس بھر پائے ہم اس سب سے۔ اس سے بھی کہہ اور تو بھی ہمیں اب معافی دیدے بس"

Posted On Kitab Nagri

"جاہل رہ جائے گی میری بیٹی توکل کو پوچھ نہیں ہوگی؟؟؟"

"بس بھی کر"

بڑے ابا نے تیسے سے لاٹھی زمین پہ رگڑی

"پوچھ تو اس پہ بھی ہو سکے کہ بوڑھے باپ کا شملہ کیسے بیٹی کے ہاتھوں جہان بھر میں میلا کیا تو نے"

وہ جھپکے رہ گئے

"بس ہو گئی ہر قسم کی پڑھائی۔ بات کرو جلال سے، بیٹی کو طریقے سے رخصت کرو اللہ اللہ خیر صلا"

اب تو ابا کے پاس انکار کا کوئی جواز بچا ہی نہیں تھا۔ چوتھی بار، مسلسل چوتھی بار وہ دسویں میں فیل ہوئی تھی۔ اسکی چھوٹی بہن اب کے سال اسے پھلانگ کر اگلی جماعت میں چلی گئی تھی۔ اگر جو وہ ہمت اور مستقل مزاجی سے ایسا ہی ایک نتیجہ اگلے سال بھی پیش کرتی تو سب سے چھوٹا شہزاد بھی اس سے آملتا۔

ایسے میں خاندان بھر کے سر کا شملہ میلا نہیں ہو رہا تھا تو اور کیا تھا؟

www.kitabnagri.com

خاندان بھر کے بڑوں کی بیٹھک بڑے ابا کی سربراہی میں رات دیر تک چلتی رہی تھی۔ دو بار تو چائے کا دور چلا کہ پہلی بار میں شمینہ نے پیالیاں لبالب بھر کر، ساتھ میں نمک پاروں کے دو خوان بھر کر بھیجے تھے۔ دوسری بار چائے کی فرمائش آئی تو شمینہ بہری بنی سوئی رہی یا خدا جانے حقیقت میں سوئی پڑی

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ اس سے کچھ کہنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ اور رات کے اس وقت اتنی بے بہا چائے بنا ہی نادیتی، فالج نا آ جاتا اسکے مہین وجود پہ۔

اماں ہی اٹھی تھیں۔ الاچھی اور دار چینی کی مہک نے اسے بڑا ستایا پر وہ چادر میں منہ دیئے، چت لیٹی تاروں کو گھورتی رہی۔

باہر کی آوازیں یہاں تک آرہی تھیں۔ کون کون کیا کیا کہہ کر اسکی قسمت کے پٹوں کو رنگ رہا تھا، وہ سب سن رہی تھی۔ اور وہ حتمی فیصلہ اس نے اماں کی زبانی سن بھی لیا

"اللہ خیر کی گھڑی لائے۔۔۔ میں تو کب سے تیرے ابا سے کہہ رہی تھی۔۔۔ یہ عمر بہترین ہے میری بیٹی۔۔۔ اللہ میری بچی کا نصیب اچھا کرے۔۔۔"

وہ اس اندھیرے میں دیکھنا سکیں کہ کیسے اسکا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا

"اسی جمعہ کو بلا رہے ہیں ثریا کو۔۔۔ بس اگلے چاند کے نکلتے ہی کوئی دن رکھ لیں گے نکاح کے لئے۔۔۔"

www.kitabnagri.com

وہ تو اسکا ماتھا چومنے کو جھکی تھیں جب ان پہ عقدہ کھلا۔ جولائی کی اس ٹٹار گرم رات میں وہ گویا برف کی سل بنی ہوئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

زمانہ سازگار نہیں تھا۔ راستے دشوار تھے۔ سہولیات ناکافی تھیں۔ وقت خطرناک تھا۔ اس سب کے بعد بھی وہ اگر رات کے تیسرے پہر اسے لیکر شہر ہسپتال کی ایمر جنسی میں پہنچے تھے تو سمجھ جائیں کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتے تھے۔ ایک بس بہزاد بھائی کے پاس موٹر تھی لیکن رات کے اس وقت اسے لیکر نکلنا گویا چوروں کو خود دعوت دینا کہ آؤ اور ہمیں لوٹ لو۔ وہاں تو مغرب کے وقت ہی ڈکیت دندناتے دکھائی دیتے تھے اور لوگ ڈر کے مارے گھروں میں مقفل ہوئے رہتے تھے۔

پر پھر بھی۔۔۔۔

پھر بھی کہ بات اسکی تھی۔ وہ جو گھر بھر کی چہیتی تھی۔ انکی بھی جو اس سے چڑتے تھے اور انکی بھی کہ جنکے شملے اس نے میلے کر رکھے تھے۔

اس نے ان سب کی ہی جان نکال دی تھی۔

ٹھنڈا بے جان ہو چکا جسم۔۔۔۔۔ اوپر کو چڑھی آنکھیں۔۔۔۔۔ اکڑے ہوئے چاروں ہاتھ پیر۔۔۔۔۔

www.kitabnagri.com

شہزاد تو رو پڑا تھا۔ شمینہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ آنکھیں گیلی تو فرہاد کی بھی ہوئی تھیں پر اس نے وقت ضائع نہیں کیا تھا۔ فوراً اماں کو حکم دیا اور ان دونوں کو موٹر پہ لاد کہ شہر کو چل پڑا۔ باقی کا قافلہ پیچھے پیچھے تھا۔ بابا چچا بڑے ابا اور چھوٹے بڑے سب۔ تین ریڑھیاں بھر گئیں۔

Posted On Kitab Nagri

وہ جادو نگری تھی۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

سچ میں، اسے کچھ بھی کہا اور لکھا جائے پر وہ جادو نگری ہی رہے گی۔ وہ سفید گھٹنوں تک کی پوشاکیں پہنے تمہیں تانترک نہیں لگتے تو تمہارے دماغ کا خلل ہوگا، وہ تو بڑے پہنچے ہوئے سنیا سی ہوتے ہیں۔

ایمر جنسی اپنی استطاعت سے دوگنا بھری ہوئی تھی۔ خاموش مریض اور روتے پیٹتے لواحقین۔ یا پھر یوں کہ دونوں جماعتیں چیختی چلاتی ہوئیں۔ اس طلسم کدہ کے سحر کو اور بھی سحر انگیز بناتی ہوئیں آوازیں اور چیخ پکار۔ ایسا شور کہ چپ کر اؤ تو سنو کہ دوڑتے قدموں کی دھمک اور چلتے ہاتھوں کی تیزی۔ ہر نبض کے ساتھ دھڑکتے دل اور ہر اکھڑی سانس کے ساتھ چلتی سانسیں۔

"ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحب۔۔۔"

وہ وہیں تو تھے پھر بھی انہیں بڑی شد و مد سے پکارا جاتا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب ایمر جنسی ہے"

ہر مصیبت کا مارہ آکر بتاتا تھا، ارے وہ گھنٹوں سے کھانے پینے سے روزہ کیئے، دنیائے عالم بھلائے وہاں اسی لئے تو ہے کہ ایمر جنسی ہے۔

www.kitabnagri.com

"جلدی کریں ڈاکٹر صاحب، جلدی کریں"

وہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی اور وہ تین ریڑھیاں بھر کر آگئے تھے۔ پہلی تو جھاڑ اسی بات پہ ہوئی تھی۔

"ایک بندہ ٹھہر و بس، نکلو باقی سب ادھر سے، چلو"

Posted On Kitab Nagri

چلو جی وہ جسے جادو گر بننا تھا، جسے ہیر و بننا تھا، پہلے ہی منظر میں، پہلے ہی ہلے میں قصائی بننے کو ہے۔ بے حس، سنگدل، پتھر، ہونہ

"اتنا رش کیوں ہے، گارڈ کدھر ہے، نکالو سب کو باہر۔۔۔"

وہ زیادہ ہی تپا ہوا تھا۔ شاید اسکی جگہ تم ہوتے تو ہر گز نہیں تپتے بلکہ نپے تپتے لہجے میں آپ جناب کرتے۔ وہ بائیس چوبیس گھنٹے سے وہاں تھا تو کسی کے سر پہ احسان نہیں تھا۔

"ڈاکٹر صاحب آنکھ نہیں کھول رہی، بات نہیں رہی۔ اٹھ ہی نہیں رہی، بس یہ دورے کی کیفیت ہے

"

"اٹھو بی بی۔۔۔ اٹھو۔۔۔ اٹھ کر بیٹھو۔۔۔ کیا نام ہے تمہارا۔۔۔ بی بی"

وہ گہری نظروں سے معائنہ کر رہا تھا۔ ہاتھ میں چابی لئیے پیروں پہ رگڑتا رہا، سینے کی ہڈی پہ درمیانی انگلی کی ہڈی سے زور دیتا رہا، آنکھوں کے پوٹے پلٹ پلٹ کر دیکھے اور پھر گہری سانس لی۔

وہیں سے آواز لگائی

www.kitabnagri.com

"ایچی پی ڈی ہے، لاؤ امونیا۔۔۔۔"

غریب کے ساتھ کھڑے ابانے سکون کی سانس لی کہ شکر ہے ڈاکٹر کو مرض کا پتہ چل گیا ہے اور اب بس دوا ہونے کو ہے۔ کوئی انجکشن لئیے آیا۔ زرا سا کچھ سی سی محلول اور ساتھ میں روئی کا پھالہ۔ سوئی

Posted On Kitab Nagri

نکال کر انجکشن ہماری تہینہ کی ناک پہ رکھا اور وہ مائع اسکی ناک میں اتار دیا۔ جلدی سے روئی سے نتھنا بند کیا اور بند ہی رکھا۔ لمحے کے ہزار ویں حصے میں وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

بے تحاشا کھانتے ہوئے، بنا آب کی ماہی کے موافق تڑپتے ہوئے، قے کرنے کے سے انداز میں ابکائیاں لیتے ہوئے۔۔۔۔۔

بیچاری کی ناک میں جیسے کسی نے مرچیں بھر دی تھیں جو اسکے حلق سے ہوتی ہوئیں پھیپھڑوں تک جا پہنچی تھیں۔ وہ بے تحاشا کھانتے ہوئے بستر سے بائیں طرف جھکی تھی۔ منہ سے جھاگ جیسی تھوک بہہ رہی تھی۔ تکلیف کی شدت سے لال آنکھیں جن سے پانی بہنے لگا تھا۔ کھانتے کھانتے ہانپ گئی اور جیسے ڈھے جانے کے سے انداز میں پیچھے کو ہوئی تھی۔ وہ دوبارہ سے لیٹنے کو تھی جب وہ فوراً آگے بڑھا اور اسے ایسا کرنے سے روکا

"لیٹنا نہیں ہے، ہر گز بھی نہیں۔ اٹھاؤ اسے، تھوڑا سا چلاؤ، باہر کھلی فضا میں لے جاؤ"

اماں نے بڑی آس سے اسے دیکھا

"ڈاکٹر صاب پریشانی کی بات تو نا ہے؟"

"کوئی لڑائی جھگڑا ہوا تھا کیا گھر پہ؟؟؟ خاوند سے ناراض ہوئی ہے؟؟؟؟؟"

"نہیں جی کنواری ہے بیٹی ابھی"

Posted On Kitab Nagri

پھر سے انہیں گھورا

"پریشانی ہے کوئی گھر پہ؟؟؟؟"

"ہاں شائد پریشان تو تھی۔۔۔ نتیجہ آیا ہے ناں آج میٹرک کا، شائد فیل ہونے کا صدمہ۔۔۔"

چچی دروازے سے جھانک رہی تھیں، وہیں سے لقمہ دیا۔ وہ حیرانی سے دیکھنے لگا

"ہائے اتنی بڑی ہو گئی ڈھو کی ڈھو اور ابھی تک میٹرک میں ہے۔۔۔"

وہ کھی کھی کر کے ہنسنے لگا۔ تہمینہ کو بڑا برا لگا۔ ایسے بھی کوئی کرتا ہے بھلا۔ یعنی کہ وہ ہنس رہا تھا اس پہ۔
یعنی کہ انسانیت بچی ہی نہیں تھی اس میں۔

"ہیں ڈاکٹر صاب کوئی خطرے کی بات۔۔۔۔"

اماں کا لٹو گول گول گھومتا بھی تک وہیں کا وہیں تھا۔

"کوئی فکر کرنے کی بات نہیں ہے۔ ٹھیک ٹھاک ہے، دیکھو اچھی ہٹی کٹی ہے تمہاری بیٹا۔ گھر لے جاؤ۔
ایک اچھی نیند لے کر اٹھے گی تو بالکل ٹھیک ہوگی"

www.kitabnagri.com

پھر اسے دیکھا اور ایسے دیکھا کہ اسے دور تک دیکھ لیا۔ رسان سے اسکے شانے کو تھپتھپایا

"اپنوں کو پریشان نہیں کرتے پاگل لڑکی۔ جو ہمیں ایسا عزیز رکھیں کہ ہم سے پہلے وہ اپنا دم نکل جانے

کی دعائیں مانگیں، انکے تن بدن سے یوں دم نہیں نکالتے۔ سمجھیں؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

وہ سمجھی اور ناہی اسکے ساتھ تین ریڑھیاں بھر کر آئے لواحقین کہ ہوا کیا تھا اور کیوں تھا۔ کیسے یکدم سے، اچھی بھلی انکی بچی اس حالت کو پہنچ گئی کہ رات کے اس پہر انہیں ہسپتال تک آنا پڑا۔

تہجد کا ٹھنڈا وقت اپنے آخری وقتوں پہ تھا۔ فضا میں سناٹا تھا جسے توڑنے کے لیے نامعقول جھینگرتھے، نہر میں ٹراتے مینڈک تھے، کما کے کھیت میں گیدڑ تھے اور آوارہ کتوں کے جھنڈ تھے۔ بہزاد بھائی کی موٹر کی وہ مسلسل آواز بھی تو تھی۔ اماں سے ٹیک لگائے، بھائی کے پیچھے بیٹھی تہینہ مسلسل پتھرائی نظروں سے پتھر کے تاروں کو گھور رہی تھی۔ اماں ہولے ہولے کچھ پڑھتی جاتی تھیں اور وقتاً فوقتاً اس پہ پھونک مارتی تھیں۔ کبھی ہوا سے اڑتے اسکے آنچل کو سمیٹ کر اسکے سر پہ درست کرتی تھیں۔

گاؤں کی سرحد قدرے دور تھی جب کسی مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی تھی۔ جب اس نے دور ستاروں میں دیکھا کہ ان ہی جیسی دور وشن آنکھیں اسے دیکھ رہی تھیں۔ تب اس نے محسوس کیا کہ وہ لمس اسکا گال تھپتھپا رہے تھے۔ وہ آواز اسکا نام پکار رہی تھی۔

"خوش رہا کرو بیوقوف لڑکی۔ زمین کی بیٹی ہو، تو چوڑی ہو کر اس پہ رہو۔ اسے چھوڑ کر آسمان کی طرف جانے کی تمنا کیوں ہے؟ اسکے حق ادا کر دیئے ہیں کیا جو وہاں والوں سے ملنے کی پڑی ہے؟؟؟"

گھر بس آ ہی گیا تھا۔

وہ کب زمین کی بیٹی تھی۔ وہ تو آئی ہی آسمان سے تھی۔ اسے جنت سے بھیجا گیا تھا۔ اسے بہشت رہ رہ کر یاد آتی تھی۔ اسکا کچھ نہیں سب کچھ وہیں تو رہ گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"آرام کر میری بچی۔۔۔ سکون سے سو جا۔۔۔ بس فکریں مت پالتی رہ۔۔۔ آگ لگے ان پڑھائیوں کو۔۔۔ بس سارا کچھ ذہن سے نکال دے۔۔۔ آرام سے سو جا۔۔۔ آنکھیں بند کر لے۔۔۔"

اماں بہت دیر تک اسکے سرہانے بیٹھی رہیں، اسکا سر دانتی رہیں۔ پھر جب جان لیا کہ وہ سو گئی ہو گی تو ہولے سے اٹھیں۔ ابھی چار پائی سے اتری نا تھیں جب اس نے پکار لیا تھا۔

"اماں!"

وہ اندھیرے میں بھی اسکی آنکھوں میں وہ دیکھ سکتی تھیں جو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"اُس کا نام کیا تھا بھلا؟؟؟ ہیں اماں؟؟؟ اسکا ہی جسے تم کہتی تھیں ڈاکٹر صاب؟؟؟؟؟"



باب دوم: جھوٹی مرض

اماں کی ہمیشہ سے یہی عادت رہی تھی۔

تہجد کے وقت اٹھتی تھیں اور وہیں بڑے آنگن کی دیوار کے ساتھ، دھنئیے پودینے کی کیاری کے بغل میں جائے نماز بچھا کر اپنی مناجات کرتی رہتی تھیں۔ کب فجر ہوئی، کب قضا، سارا حساب وہیں بیٹھے بیٹھے رکھتی تھیں۔ کون جاگا کون نہیں، ساروں کے کچے چٹھے بھی انکے علم میں ہوتے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

"کبھی سے آوازیں دے رہی ہوں۔۔۔ ایک ایک کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ اٹھ جاؤ۔۔۔ بانگیں بھی کب کی چپکی ہو گئی، تم السلاماریوں کے ہوش ہی نہیں ملتے۔۔۔ اب اٹھی ہو جب وقت نکل گیا۔۔۔ یہ نا دیکھو گی کہ پڑھنی ہے کہ نہیں، جا کھڑی ہوں گی جائے نمازوں پہ۔۔۔ اُسکی عبادت کوئی ہنسی ٹھٹھ ہے کیا۔۔۔"

وہ روشنی سے وقت کا علم نکالتی تھیں۔ کتنی روشنی ہو گی تو کیا وقت ہوا ہو گا۔ ادھر سورج کی کرنیں انکی کھینچی، ان دیکھی قطار کے پار ہوئیں، اُدھر انہوں نے اشراق کی نیت باندھی۔ اسکے بعد وہ دنیا کے کاموں کی خبر لیتی تھیں۔ بڑی پر ات میں اتنا سارا آٹا لیکر گوند ہتھیں، دودھ کو ابال دینے کی خاطر چولہے پہ چڑھاتیں، تندور کے لئے بالن اکٹھا کرتیں اور اسے تاپنے کا حیلہ کرتیں۔ یہ سب وہ جانے کب سے کر رہی تھیں۔ شاید اس گھر کے ہر ہر بچے کے ہوش سنبھالنے سے وہ اس فرض پہ معمور تھیں جو ان پہ فرض تھا بھی کہ نہیں، معلوم نہیں۔

اس صبح بھی ابھی سویرا طلوع بھی نا ہوا تھا جب اس آہٹ پہ انہوں نے حیرانی سے سر اٹھایا۔ تہمینہ نلکے کے پاس کھڑی بازو کمنیوں تک موڑے، سر پہ ڈوپٹہ درست کر رہی تھی۔

"آج جانے سورج مشرق سے ہی طلوع ہو گا کہ مغرب سے۔۔۔ اگر جو آج ہی حساب کا دن ہوا تو۔۔۔۔۔ السلامیری توبہ۔۔۔۔"

وہ تسبیح بھول گئیں۔ وضو بنا کر وہ اندر چلی گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"طبعیت کیسی اب میری بٹیا کی۔۔۔ ٹھیک سے سوئیں تھیں ناں؟؟؟؟؟ اب سر میں درد تو نا ہے
"؟؟؟؟"

مامتا عبادت کو ہر اکر، سینہ تان کر کھڑی ہوئی
"میں ٹھیک ہوں"

وہ کس زاویے سے ٹھیک تھی؟ وہ ٹھیک ہوتی تو دن چڑھے اپنی چار پائی پہ گھک ملتی۔ ماں سے دھمک کھا
کر بھی اپنے مقررہ وقت پہ اٹھتی اور کوشش کرتی کہ منہ دھونے کُلی کرنے سے بھی پہلے آدھی روٹی
کھالے، گرما گرم۔ کس نے کہہ دیا تھا کہ وہ ٹھیک تھی۔ اس نے خود نے؟ تو اس نے آج تک کچھ ٹھیک
کب کہا تھا۔

آج اماں تند ورتا اپنے سے پہلے، پرات بھر آٹا گوندھنے سے بھی پہلے، اشراق کے بعد جائے نماز سمیٹ کر
سیدھا چھری رسوئی میں نہیں گئی تھیں۔ وہ اسکے پاس کمرے میں پہنچیں۔ وہ جہاں ڈولی کے پاس بیٹھی،
ایک ایک کتاب جھاڑ کر فرش پہ رکھتی جا رہی تھی۔ انہیں عجبہ ہوا

"اے یہ کیا صبح صبح؟؟؟"

"کتابیں نکال رہی ہوں"

اسکا لہجہ کیسا سادہ تھا۔ سادہ سا سفید رنگ ہو جیسے۔ ایک رنگ پر اسکے بچنے نوچ ڈالو تو پتہ چلے کہ اسکے
کلچے میں کیسے کیسے رنگ ہیں۔

Posted On Kitab Nagri

"ابھی سے تیاری شروع کروں گی تو سبیلی پاس ہوگی ناں اماں۔ آج سے ہی محنت کرنی ہوگی" وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں

"پر تیرے ابا اور بڑے میاں نے۔۔۔"

"اماں جاؤ ناشتے کا کچھ کرو۔ بھوک لگی ہے۔ روٹی کھا کر پڑھنے بیٹھوں گی۔" بنا سراٹھائے، اپنے کام میں وہ مصروف تھی۔

"ہمیں تو احترام نے یہ سکھایا کہ ساری حیات باپ کے سامنے آنکھیں بھی نہیں اٹھائیں، کجایہ کہ تیری اولاد میرے سامنے تن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ جہاں میں نے کہا دن، انہوں نے مل کر رات ہے، رات ہے کاپٹ سیا پاڈال دیا۔ بس مجھے نیچا دکھانا ہے انہوں نے۔ کسی دن میں نے کہہ دیا ناں کہ تم انسان ہو تو یہ مجھے لنگور بن کر دکھائیں گے"

سارے خاندان میں مشہور تھا کہ حاجی شفیع اللہ کی بیوی غصے کی تیز تھی، وہ بڑی تیکھی کوڑی تھی، شفیع اللہ تو بڑا دھیمے مزاج کا ٹھنڈا سا بندہ ہے۔ گھر کے سبھی بچوں کا مشترکہ خیال تھا کہ یہ ساری پھوٹیں بڑے ابا نے خود ہی پھیلار کھی تھیں۔ کم از کم تہمینہ نے انہیں کبھی خود سے شگفتگی سے بات کرتے نہیں پایا تھا۔ ابھی بھی اسے کتابوں کے انبار کو دھوپ لگواتے دیکھا تو انکے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

مقصد تو اسکا بھی یہی تھا ورنہ کتابیں کونسا سیت کی ماری تھیں کہ یوں سرعام انکی نمائش ہوتی۔ نمائش ہی مقصد تھا، بتانا مقصد تھا، وہی بات جو وہ سن چکے تھے۔ سن چکے تھے جو ابھی اس نے کہا بھی نہیں تھا۔

"جب فیصلہ ہو چکا کہ اس جمعہ اسکی تاریخ طے کر دیں گے تو اس سب کا کیا مقصد نکلے ہے؟ باغی ہے ناں پھر تیری لڑکی؟؟؟"

ابا پہلے چپکے رہے، پھر ہولے سے منمنائے

"اباجی بس بھی کریں، یاد نہیں ڈاکٹر نے کیا کہا تھا۔ پھر بے ہوش ہو گئی تو۔۔۔۔"

"تو یہ ہماری نرمیوں کا ناجائز فائدہ اٹھائے گی، یہی ہو گا ناں اب"

یہی ہو رہا تھا۔

جائز ناجائز کا تو پتہ نہیں، فائدہ وہ اٹھوار ہی تھی۔ باپ سے نظر نہیں ملائی پر کڑے لہجے میں بتا دیا کہ آگے پڑھائی کروں گی اور ان شاء اللہ اب کی بار پاس بھی ہو جاؤں گی۔ اب کی بار پرچے شائد ابا نے ترتیب دینے تھے یا کوئی چراغ اسکے ہاتھ لگا تھا کہ اسکے رگڑتے ہی اسکی دلی خواہشات پوری ہو جانا تھیں۔

"بٹیا اباجی ناراض ہو رہے ہیں۔ تجھے پتہ ہے انہیں یہ سب پسند نہیں ہے۔ کتنی بار جھگڑا کروں میں باپ سے؟؟؟؟؟"

"آپ چاہتے ہیں میں جھگڑوں اپنے باپ سے؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"اب یوں کرو گی میرے ساتھ؟"

انہوں نے لاچاری سے کہا تھا۔ وہ تو ٹیل تھی۔ ٹھان چکی تھی کہ پھر سے پرچے دے گی۔ ٹھان تو بڑے ابا بھی چکے تھے کہ اب کی بار اپنی عزت اسکے ہاتھ میں نہیں دیں گے۔ اسی شام اماں کو حکم دیا تھا۔
"تو کل چلیو میرے ساتھ۔۔۔ جلال سے میں خود بات کروں گا۔۔۔"

چچی بھنڈیوں کی ڈھیری لئیے، تڑتڑ کاٹی جاتی تھیں۔ برتن میں ترکاری کے ٹکڑوں کا حجم بڑھتا جا رہا تھا۔
باسط وہیں ماں کے پاس بیٹھا، باقی بچ رہ جانے والی ڈونڈیوں کو ستون پہ چپکاتا اپنے کھیل میں مست تھا۔
پاس ہی اماں کے پاس پیڑھی پہ بیٹھی تھمنہ سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔
"خوا مخواہ کی ضد مت پال میری بچی۔۔۔ بزرگوں کی ہر بات میں فلاح چھپی ہوتی ہے۔۔۔ وہ تیری خیر ہی سوچیں گے ناں، کون چاہیں گے کہ تیرا مستقبل خراب کریں۔۔۔ یوں بلا وجہ کے لٹا کے مت لے بڑے میاں سے۔۔۔"

www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/002997500595)

جانے انکے وعظ اس پہ غنودگی پھونک رہے تھے کہ بالوں میں چلتی انکی انگلیاں، وہ اونگھنے لگی تھی۔
"یہی عمر تو ہوتی ہے اور تیری تو پھر کنوار پن میں اتنی ہو گئی، میری گود میں تو تیری عمر میں تین بچے
تھے۔"

www.kitabnagri.com

چچی نے ٹھٹھ مارا

"اور ویسے بھی تو نے کونسا جج بھرتی ہو جانا ہے، کرنی تو یہی روٹی ہانڈی ہے، پھر کاہے کی مغز ماری کرنی،
ہیں"

اس نے منہ کے زاویے بگاڑے

Posted On Kitab Nagri

"کیوں میں جج کا ہے نہیں لگ سکتی؟؟؟ تم باور چن لگ ہو گئی ہو تو کیا اب پچھلے سب پہ یہی لازم ہے کہ
بس رسوئیاں ہی سنبھالیں؟؟؟"

"تو میری طرف سے صدر لگ جا، ہیں۔۔۔ میری بہن میں نے روکا تجھے۔۔۔۔ جہان اڑا اور جا چاند پہ
پہنچ جا۔۔۔"

انہوں نے کٹی ہوئی بھنڈیوں کا تھال ایک طرف رکھا اور پیاز کی ٹوکری اپنی اور کھسکائی۔
"اؤں ہوں چچی۔۔۔ اب پیاز بھی یہیں کاٹو گی کیا"

"اور کیا مشتری پہ چلی جاؤں؟؟؟؟ چلی بھی جاتی پر مجھے جہان چلانا نہیں آوے"
اب کی بار اماں بھی ہنس پڑی تھیں۔ وہ بالکل ناہنسی، بس دانت کچکچا کر رہ گئی۔

رات تک ایسے ہی رہی، بڑا بڑاتی رہی، دانت کچکچاتی، انگلیاں مڑوڑتی رہی۔ اماں خوشی خوشی اپنی تیاری
میں لگی ہوئی تھیں۔ سر کا کلف زدہ کرتا نکال کی کھونٹی پہ ٹانگا، نئی اجلی تہمند۔ ساتھ میں اپنے لیے بھی
وہی نیلا جوڑا نکالا جو نکلتے موسم میں ابا نے بنا کر دیا تھا پر انہوں نے ایک ہی بار تن کو لگایا تھا اور پھر بکسے میں
بند کر دیا تھا۔

"بڑی خوش ہو اماں۔۔۔ کیسے ہو لے ہو لے گنگناتی نیرہ نور بنی ہوئی ہو"
فرہاد نے مزاحا کہا تھا۔ وہ اٹھلائیں

Posted On Kitab Nagri

"خوش کا ہے ناہوں، اب دوہرا رشتہ اور بھی گہرا بننے کو ہے۔ میرا بھائی اب دوسری بار میرا سمدھی بننے کو ہے، خوش کا ہے ناہوں"

اس نے لاشعوری طور پر آمنہ بھابی کو دیکھا تھا۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

وہ صبح ایسی تھی کہ کوئی نابینا بھی اس میں ایک لمبی سانس لیتا تو بتا دیتا کہ آسمان کو سرمئی بادلوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کے کناریاں سنہری ہیں اور انکے دامن میں ڈھیر ساری بوندیں سمائی ہوئی ہیں۔ کوئی وقت ہو گا اور چھاجوں مینہ برسے گا اور ایسا برسے گا کہ آم کے اونچے اونچے پیڑ ڈھل کر نئے نکلور ہو جائیں گے۔

اماں نے فجر کے بعد بڑی دیر تک دعا مانگی تھی۔ خصوصاً اس بچی کا نام بار بار دہرایا تھا کہ جس نے پہلی سانس لینے کے بعد اگلی سانس لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ تب بھی رب کے آگے ہی گڑ گڑائیں تھیں کہ مولیٰ یہ لڑکا لڑکی کی تخصیص کرنے والے بہت ہیں پر ایک ماں کا دل نہیں۔ میرے لئے تو اسکے ساتھ جہنم لینے والا بیٹا بھی اتنا ہی پیارا ہے جتنی یہ بیٹی عزیز ہے۔ تب اسکی سانسیں مانگی تھیں، آج اسکے لئے خیر کی سوالی تھیں۔

آج تو انہوں نے آٹا بھی جلدی جلدی گوندھ دیا تھا۔ ارادہ تو یہی تھا کہ تندور بھی تاپ دیں پر چچی اور آمنہ نے انہیں سختی سے رسوئی میں گھسنے سے روک رکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"کیا کرتی ہو بھابھی۔ آج تو جان چھڑو ارکھوان کاموں سے۔ خبردار سوچنا بھی مت کہ آج تمہیں راکھ میں ہاتھ سیاہ کرنے دوں گی۔ آرام سکون سے کپڑے بدللو، میں ناشتہ بنا رہی ہوں، اللہ کا نام لو اور روانہ ہو جاؤ"

آمنہ نے فٹافٹ لسی بلوئی، پیتل کے بڑے گلاس کو لبالب بھر تھال میں رکھا اور بڑے ابا کے لئے سالن نکالنے لگی۔

"تو چلتی ہے ساتھ؟؟؟ ماں سے مل آنا؟"

اماں نے کل شام بھی پوچھا تھا ان سے۔ اسکا دل تو بہت تھا پر پھر رک گئی۔

"بڑے ابا کو برانا لگے اماں۔ آپ خیر سے جاؤ، جمعہ کو آئیں گے نا امی ابو تو میں تب مل لوں گی"

ساری تیاریاں پوری تھیں۔ اماں تیار شیار جانے کو تیار تھیں جب سوچا جانے سے پہلے بیٹی کا ماتھا چوم کر جائیں۔ اسے تو صبح سے دیکھا تک نہیں تھا۔ اب جو ڈھنڈیا پڑی تو سب نے اسکی کمی محسوس کی تھی۔ وہ تو سویر سے کمرے سے نکلی ہی نہیں تھیں۔

www.kitabnagri.com

وہیں چار پائی پہ لیٹی ہوئی تھی، سینے تک لحاف تھا، پسینے میں بھیگ چکی، ویسے ہی اکڑا ہوا ٹھنڈا جسم اور خاموش آنکھیں۔

Posted On Kitab Nagri

اب کی بار تو انہوں نے ہنگامی صورتحال کے اس وارڈ میں کھڑے ڈاکٹر کی بھی نہیں سنی تھی۔ اب کی بار وہ کوئی اور تھا پر بات اس نے بھی وہی کی تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ خطرے کی، پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔۔ بس ذہنی دباؤ۔۔۔"

فرہاد بضد رہا۔ وہ اسکی اچھے سے جانچ چاہتا تھا۔ خون کے نمونے نکلوائے، سارے ٹیسٹ جو جو بن پڑتے تھے، ساری رپورٹیں بڑے ڈاکٹر کو بھی دکھائیں۔ لب لباب انکی بات کا بھی وہی تھا اور ساتھ میں ایک پرچی۔

"یہ ذہنی دباؤ کے ڈاکٹر ہیں، ماہر نفسیات ہیں، انہیں دکھالیں بچی کو"

ماہر نفسیات کے پاس پاگل جاتے تھے اور انکی بچی بیمار تھی، پاگل نہیں تھی۔ وہ بڑا ڈاکٹر انہیں یہ بتاتا کہ اسکے دماغ میں رسولی ہے، یا اس سے بھی بڑی کوئی بات تو وہ مان لیتے اور اسکا بار بار بے ہوش ہونا اسی سے تعبیر کرتے لیکن یہ ماننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ انکے گھر کی لڑکی کے دماغ میں کوئی خلل تھا۔ ذہنی دباؤ سرطان سے بڑی بیماری ہے لیکن اسے بیماری کا درجہ دینے کو کوئی تیار نہیں تھا۔ وہیں شام ڈھلی اور رات ہو گئی۔

وہ رات کی ڈیوٹی پہ آیا تھا۔ اسے دیکھا تو فوراً پہچان گیا۔

"ارے تم۔۔۔ پھر سے۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

مانوس سی آواز پہ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ لاشعوری طور پہ۔ وہ ہنس پڑا
"اِتی بیمار ہو کہ سب کہہ رہے ہیں صبح سے آنکھ بھی نہیں کھولی، مجھے تو ٹھیک لگ رہی ہو۔۔۔"

وہ داہنی طرف سے اسکی طرف آیا، ہولے سے نبض کو محسوس کیا

"سچ سچ بتاؤ، بیمار یا بیمار ہونے کا ٹاک کر رہی ہو؟؟؟؟؟"

"میں کیوں کروں گی ٹاک"

وہ برا منا گئی۔ کیا ایسی ہی بُری بُری باتیں کر کے مریضوں کو ٹھیک کرتا تھا وہ؟

"مطلب بیمار ہو؟؟؟؟؟"

"میں ٹھیک ہوں"

"پھر یہاں کیسے؟؟؟ یہاں تو وہ آتے ہیں جو ٹھیک نہیں ہوتے۔ جنکا کوئی مسئلہ ہوتا ہے، تم بتاؤ کوئی

مسئلہ ہے تو، میں حل کر سکتا تو کروں گا"

وہ چپ رہ گئی

"وہ امتحان والی بات کی پریشانی ابھی تک؟؟؟"

اماں نے فوراً زور و شور سے گردن ہلائی

"جی آں جی آں ڈاکٹر صاب"

وہ اسے بغور دیکھتا رہا

Posted On Kitab Nagri

"فیل ہو گئی ہو تو اب سب کو بتا کر رہو گی کہ فیل ہو گئی ہو؟؟؟ فیل ہو گئی ہو تو کیا فیل ہو کر رہو گی؟؟؟"

پاس ہونے کے لئے بار بار بے ہوش ہونا پڑتا ہے کیا؟؟؟؟"

"کوئی پاس ہونے ہی نہیں دے تو؟؟؟"

"سوال یہ ہے کہ کیا تمہارا پاس ہونا کسی دوسرے کے فیل ہونے سے منسوب ہے؟ یہ بھی دھیان سے دیکھو کہ جو تمہیں روکا جا رہا ہے تو کیا کہیں تمہیں ایک بار پھر کی ناکامی سے تو نہیں بچایا جا رہا؟؟؟"

وہ واپس پلٹا، اسکی فائل کے پرچے پلٹے اور کچھ لکھنے لگا۔ وہ اسکی چھٹی لکھ رہا تھا۔

وہ تو شکر ہے کہ انکا ٹولہ وقت و وقتی گھر پہنچ گیا ورنہ بارش میں خواری ہوتی، سب کے سب وہیں شہر میں پھنس کر رہ جاتے۔ شام تو انہیں وہیں ڈھل گئی تھی، گھر پہنچتے پہنچتے تورات کا پہلا پہر آخری دموں پہ تھا۔ وہ تو کسی بھی سوال کے زخم پہ جواب کی مرہم رکھے بغیر ہی بستر پہ لیٹتے ہی آنکھیں موند چکی تھی۔ اماں کے کھانا کھائے گی، چائے پیئے گی سے لیکر سرد بادوں تک کی ہر بات پہ بس خاموش لیٹی رہی، سوتی بنی رہی۔ سوتی بنی رہی، سوتی تو لمحے بھر کو بھی نہیں تھی۔ شہتیروں اور سرکیوں کی چھت پہ ساری رات بوندیں برستی رہی تھیں۔ سناٹے میں دور تک وہ آواز گو نجی رہی تھی۔ چت لیٹی، کبھی آنکھیں کھولے، کبھی موندے، وہ اندھیروں کو گھورتی رہی۔ جانے چاہتی کیا تھی۔ سوچنا چاہتی تھی تو خبر نہیں

Posted On Kitab Nagri

کہ کیا، بھولنا چاہتی تھی تو خبراسکی بھی نہیں تھی۔ وہ اندھیرا سنتی رہی، سناٹے کے راگ بجتے رہے۔ رات کے کسی آخری پہرہ بوندوں کی ٹپ ٹپ خاموش ہوئی اور اسکی پلکیں جڑنے لگی تھیں۔

ابانے شہزاد کو یہ ذمہ داری سونپی تھی۔

"بہن کو کھیتوں تک لے جا۔۔۔ کھلی فضا میں چہل قدمی کرے گی تو من اچھا ہو جائے گا۔۔۔ آج تو موسم بھی اچھا ہے۔۔۔۔۔ جامیری بٹیا، بھائی کے ساتھ سیر کر آ۔۔۔ دیکھ کر آ مونگ پھلی کا کیا حال ہے۔۔۔۔۔"

اماں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں آمنہ کو اشارہ کیا۔ وہ جلدی سے چادر لے کر، شال کندھوں پہ ڈال کر ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی۔

من بہلانے کو وہاں بڑا کچھ تھا۔ اگر جو وہ ٹھان لیتی تو اسکی کلفت کو اپنے وجود میں سمانے کے لئے فطرت با نہیں کھولے موجود تھی۔ رات بھر کی بارش کے بعد ساری فضا مٹھی کی میٹھی سوندھی باس سے مہک رہی تھی۔ گیلے پتھے ہوا کی لہروں کے ساتھ لہراتے تھے اور اپنے تن پہ پہنے آبی پیرا ہن کو جھٹکتے تھے۔ آم کے پیڑوں کی ڈالیاں لدی ہوئی تھیں۔ پھل کی بہتات تھی جو مالی کی راہ دیکھتا تھا۔

آمنہ نے اچھل اچھل کر وہ بڑا سا آم توڑ ہی لیا تھا۔ فاتحانہ نظروں سے اسے دیکھتی، وہ تہمینہ کے پاس آ بیٹھی جو کہ خاموش سے پانی کے کھالے کے پاس بیٹھی، گیلی زمین پہ لکیریں کھینچ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"ہاں تو بتاؤ"

رسیلا پھل اسکے حلق تک شیرینی بھر چکا تھا۔

"کیا بتاؤں؟؟"

اس نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ وہ مزے سے پھل کھانے میں مصروف تھی۔

"وہی جو بتانا چاہتی ہو۔ جو کہہ دینا چاہتی ہو پرچپ ہو۔ زبان ایسی سختی سے بند ہے کہ وہ بات تمہارے ذہن تک جا پہنچی ہے اور تمہیں مفلوج کر دینے پہ تلی ہوئی ہے"

تہمینہ نے سر اور جھکا لیا۔ شاید وہ ڈر گئی تھی، چاہتی نہیں تھی کہ وہ بات اس تک پہنچے، وہ نام وہ جان لیتی تو اچھا نہیں ہوتا۔ وہ نام جو اسکے بھائی کا ہی تو نام تھا۔ ابو بکر کا۔ وہ بات بھی تو ابو بکر ہی کی تھی۔

"کس بات کی پریشانی ہے؟ جو بھی ہے، کہہ ڈالو۔ میں ہوں سننے کے لئے، مجھ سے کہہ دو، بنا جھجھکے۔ اس یقین کے ساتھ کہ جو بھی کہو گی میرے دل کے قبرستان میں ہمیشہ ہے لئے دفن ہو جائے گا۔ پھر

جب تک تم حکم نہیں دو گی، کسی راز کی قبر کشائی نہیں ہو گی تہمینہ"

تہمینہ نے اپنے دل کے قبرستان کے زنگ آلود دروازے پہ مچلتے رازوں کو وہ دہلیز پار کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں"

Posted On Kitab Nagri

"میں ٹھیک ہوں"

حسینہ پھپھو نے جب اسے سینے لگا کر ماتھا چوما تھا اور ہولے سے اسکی ٹھوڑی کو چھو کر پوچھا تھا تو اس نے کہا تھا۔

"میری بیٹی، اللہ خوش رکھے، اپنی حفظ و امان میں رکھے"

بیٹھک کو مردانے میں بدل دیا گیا تھا۔ یہ سب غیریت برتنے کے لئے ہر گز نہیں تھا، جلال ماموں سے کسی کا پردہ بھی نہیں تھا، بڑے ابا کو بھی اس سے کوئی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ اسکا بس ایک ہی مقصد تھا اور وہ یہ کہ جلال ماموں کے جلال سے بچا جاسکے۔ نانی نے جانے کیوں وہ نام رکھا تھا۔ اب رکھا تھا تو صاحب نام اپنی ذات کی آخری پور تک اس نام پہ پورا اترنا چاہتا تھا۔ انہیں گھر کی عورتوں کے ساتھ بیٹھنا، ضروری معاملات میں انکا بولنا، بلا وجہ کا ٹھٹھول پن ہر گز نہیں بھاتا تھا۔ انہیں مردانہ پسند تھا۔ شہر جاتے تب بھی وہ آئے مہمانوں میں بیٹھنے کی بجائے اپنے کمرے تک ہی محدود رہتے یا اگر کوئی مرد ساتھ ہوتا تو اسکے ساتھ بیٹھک میں رہتے۔ ان میں سے کوئی اماں کے ساتھ ہوتی بھی تو بس دور سے سلام، پیار لینے کو سر جھکا یا تو بس ہوائی پیار۔

اب برآمدے میں زنان خانہ بنا ہوا تھا۔ اماں، چچی اور آمنہ پھپھو کو گھیرے بیٹھی تھیں۔ انکی آؤ بھگت، انکی باتیں۔ اس گھر میں انکی ایسی مہمان نوازی کی بھی تو کئی صورتیں نکلتی تھیں۔ پہل سب سے اہم یہ کہ وہ اس گھر کی بیٹی تھیں۔ میکے سے لاڈنا اٹھوائے تو کس سے اٹھوائے۔ پھر وہ گھر انکی اکلوتی بیٹی کی

Posted On Kitab Nagri

سسرال بنا۔ اب انکی بہو بھی اسی گھر سے بننے والی تھی۔ اس گھر سے تعلق کوئی رسی تھا کہ اسے گرہیں لگا لگا کر، بل دے دے وہ اور مضبوط کرتے جاتے تھے۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا جان چھڑواؤ بچی کی اس سب سے، خواہ مخواہ کی مغز ماری۔ ہمارے ہاں کونسا نوکریوں کا رواج ہے۔ توبہ توبہ نری فتنہ صفت عورتوں کے لچھن ہیں یہ دفتریاں کرنا۔ سکون سے گھر رہے گی، اپنے بال بچے، دین دنیا سب سیدھا"

اماں نے تائید میں سر ہلایا

"آمنہ کے ابا نے تو مجھے کئی بار کہا کہ تم سے کہوں بھابھی۔ انہیں پسند نہیں تھا اسکا یوں روز روز شہر جانا۔ جوان بچی ہے، توبہ میرے منہ میں خاک، شیطانیت کو اپنا آپ دکھاتے دیر لگتی ہے کیا"

"صحیح کہہ رہی ہیں باجی"

چچی نے سر دھنا۔

وہ تو تاریخ پکی کرنے آئی تھیں۔ بڑے ابا نے ہری جھنڈی دکھائی گویا فیصلہ ہو گیا۔ تو بس اسی کا جشن منانے آئی تھیں وہ۔ مٹھائی کے دو تھال، دو پھلوں کے۔ اسکے لئے جوڑا، ایک ایک اپنی بیٹی اور داماد کا۔ اور اسکی مٹھی میں سوسو کے پانچ نوٹ۔

Posted On Kitab Nagri

"خوا مخواہ کے وہم مت پالنا میری بچی۔۔۔ یہ ذہنی دباؤ، نفسیات الا بلا، بیکار کی باتیں ہیں۔۔۔ کچھ بھی مت سوچو۔۔۔ بس سہاگ کے جوڑے کے بارے میں سوچو۔۔۔ اللہ بخشے اماں جنتن کہتی تھیں عورت کی سوچ اللہ نے اسی لئے تھوڑی دی کہ تھوڑا سوچے، زیادہ سوچے گی تو فساد مچائے گی۔۔۔"

اس شام وہ تیسری بار بے ہوش ہوئی تھی۔

اس کا سنی حسین شام کا سارا حسن بیکار رہا۔ قلاقند کا سارا مزہ کرکرا ہو گیا تھا۔ سب بڑوں چھوٹوں میں اماں خوشی خوشی مٹھائی تقسیم کر رہی تھیں جب شمینہ نے یہ منحوس خبر دی تھی۔

"ستیا ناس جائے ان ڈاکٹروں کا کہ جنکو میری بچی کی بیماری پتہ نہیں چلتی۔۔۔ بس ایک ہی رٹ کوئی مسئلہ ہے، کوئی پریشانی ہے۔۔۔"

اماں کے بکنے جھکنے کو کیسے روکا جاتا۔ وہاں وہی ملا تھا جسکی کاغذوں پہ مہر سے اسکا نام پتہ چلا تھا۔

"یا تو علاج میں گڑ بڑ ہے یا پھر تیرے علم میں"

اماں نے تو صاف کہہ دیا

"مجھے تو آپکی بچی کی زندگی میں گڑ بڑ لگتی ہے ماں جی"

وہ اسے گھورتا رہا پھر آہستگی سے پوچھا

"کیوں بھی جھوٹی مرضہ۔ چاہتی کیا ہو؟؟؟ بتا کیوں نہیں دیتی ہو؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

اب کی بار وہ قدرے غصے میں تھا۔ تہینہ کو اسکا خود کو جھوٹا کہنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"کیا بتاؤں؟؟؟"

وہ بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہاں وہی بات، بتادو۔ اچھی رہو گی۔ سکھی رہو گی۔ تم بھی اور یہ سب بھی"

دماغ کا بڑا آلہ لگوایا پر اسکی بھی زبان تھی۔

"سب ٹھیک ہے"

لیکن کچھ بھی تو ٹھیک نہیں تھا۔

آج تو اماں نے ٹھان لی تھی کہ اسکا بیماری سے تصفیہ کرا کر رہیں گی۔ اس سارے معاملے کو سلجھانے کے لئے ہی اسے جکڑے بیٹھی رہی تھیں۔ اس نے لاکھ کہا اماں مجھے سونا ہے پر اسے اپنے پاس سے اٹھنے نہیں

دیا تھا۔ وہیں چھپر تلے، چولہے کے پاس سیک میں بیٹھی رہیں، اسے بھی روکے رکھا

"تو مجھے آج بتا کر اٹھے گی کہ کیا پریشانی ہے تجھے؟؟؟ کیوں کلمو ہے ڈاکٹر ایک ہی بات کہی جاویں ہیں

؟؟؟ کونسا دباؤ ہے مجھے بتا؟؟؟"

دودھ کے ابال پہ پتی اچھال کر وہ اب ڈوئی لینے کو اٹھی تھیں۔ فضا میں پھیلی الاچی کی مہک پہ میں اب

چائے کی کڑواہٹ بھی ملنے لگی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"بول بھی؟؟؟ کیا بات ہو گئی؟؟؟ ہیں؟؟؟ کیوں کہتے ہیں کٹواؤنے ڈاکٹر ایک ہی بات بار بار؟؟؟؟ کس بات کی پریشانی ہے؟؟؟"

وہ خاموشی بیٹھی، آگ کی لپٹوں سے دینگھی کو سیاہ ہوتا دیکھتی رہی۔

"شادی کی بات کو لیکر پریشان ہے؟؟؟ ایسا ہے تو میری بچی یہ فطری ہے، بچیاں خائف ہو جاتی ہیں زندگی میں اس مرحلے کو لیکر لیکن ایسا بھی کیا کہ بیہوش ہو جانا۔ سچ بتانا، شادی کی بات پہ پریشان ہے؟؟؟؟"

تہمینہ نے لمبی سانس بھری اور ماں کو دیکھا۔ شعلوں کی پیلی زرد روشنی میں وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اس نے پار لگنے کی ٹھان لی اور دل کو حکم دیا کہ وہ راز عیاں کر دے۔
"مجھے ابو بکر سے شادی نہیں کرنی اماں"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

باب سوم: کیوں

ایک دہائی سے کچھ زیادہ پرانی بات تھی۔ تب جب ذہن کچی مٹی کی طرح تھے کہ انہیں جدھر کو لگایا جاتا، اسی اور کو پروان چڑھ جاتے۔ جب اسی کچی مٹی کے برتنوں میں جھوٹ موٹ کے پکوان پکاتیں، گڑیاں

Posted On Kitab Nagri

کھیلتیں وہ بچیاں سارا دن بڑے آنگن کو آباد رکھتی تھیں۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں دو ہفتے کو پھپھو میکے رہنے آتی تھیں، یہ ساری خرافاتیں تبھی پروان چڑھتی تھیں۔ اپنے سامان کے سوٹ کیس میں، اپنے ابو سے نظر بچا کر آمنہ لوگ گڑیاں چھپا کر لاتی تھیں اور اپنے جوڑوں کے ساتھ چار چار انکے جوڑے بھی۔ یہاں والیوں نے بھی اپنے انتظامات مکمل کر رکھے ہوتے تھے۔ گوٹا چمپا، نقشی دہلی کے نقش و نگار سے مزین غرارے شرارے اور پاجامے۔ بات تو پچھلے سال سے پکی ہوتی، اب کی بار تو انکے ہاں سے انکے ہاں دھوم دھام سے برات جاتی اور خوب شادیانے بجائے جاتے تھے۔

تہمینہ نے اُس سال اپنی بہو کے لئے بڑا کچھ سوچ رکھا تھا۔ سوچ رکھا تھا کہ دس جوڑے علاوہ سہاگ کے جوڑے کے بھاری سوٹ تیار کرے گی، ساتھ ہم رنگ جوتے اور زیور۔ ہو بہو طلائی، موتیوں کے ہار، اور ننھے ننھے جگ جگ کرتے جھمکے اور زرا زرا سی چوڑیاں۔ بڑا مزہ آنے والا تھا۔

چھ مہینے آنے، پیسہ پیسہ بچا کر اپنے گلک میں روپیہ بھی جوڑا تھا۔ کبھی اس سے ماٹھ، کبھی اُس سے لے، ہر اٹ سٹ لڑا کر قصہ مختصر اس نے گلک کا شکم بھر لیا تھا۔ ساتھ میں وہ خوبصورت دو منزلہ مکان جس میں اسے بہو کو بیاہ لانا تھا۔ چھوٹی تہمینہ سارا وقت اسے حسرت بھری نظروں سے دیکھتی تھی پر اسے چھونے کی اجازت اسے ہر گز بھی نہیں تھی۔ زرا جو وہ اپنی حد پار کرتی، اسکے ایک جھانپڑ پڑتا اور گنتی تو اسکی اچھی تھی، ایک دو سے چار پانچ بھی ہو جاتے، حسب ضرورت۔

Posted On Kitab Nagri

چھ مہینے سال اسی انتظار، اسی تیاری میں گزرے تھے۔ ہر آتے جاتے کے ہاتھ وہ آمنہ کو پیغام بھجوواتی، ہر خط میں اسکا تذکرہ کرواتا کہ وہ بھی یاد رکھے۔

اُسے یاد تھا۔ اس نے بھی تیاری پوری کی تھی۔ جہاں تک ممکن ہوتا، ابو سے نظر بچا، امی کی منتیں کر کے وہ بھی چیزیں جوڑ رہی تھی۔ جہیز کے نام پہ سامان کے دو چار ڈبے بھر لئے تھے جنہیں گاؤں تک لے جانا پل صراط پہ چلنے جیسا نا سہی، پر ویسا سا ہی کام تھا۔ ابو کو خبر ہو جاتی کہ ان دو بیگوں میں کیا کچھ جانے والا تھا، وہ پیٹ سیا پاڑتا کہ الامان۔ تو اس والی کی زیادہ محنت تھی۔ مالی، جسمانی اور ذہنی بھی۔ ڈر ہی لگا رہا جب تک ابوا نہیں گاؤں چھوڑ کر واپس نہیں لوٹ گئے۔

پھر شروع ہوئیں تقریبات، وہ لمحے جنہیں ان دونوں نے لمحے لمحے پاس آتے دیکھا تھا، پل پل جمع کیا تھا۔ بڑے آنگن میں آم کے پیڑ کے نیچے، بڑی کیاری کے پاس ساری تیاریاں کی گئی تھیں۔ وہ دونوں ہر شے بھلائے، اپنی اپنی چھوٹی بہنوں کو غلام بنائے، جوڑے ٹانکتی، میوے کی پڑیں بھرتیں، گٹ گٹ ہنستیں اور خوش رہتیں۔ اس دن سے ایک رات پہلے کی شام کہ جب گڈے کی برات کی تیاریاں مکمل تھیں، وہ تینوں چاروں بچیاں اندر کمرے میں جمع تھیں۔ ڈھونڈ ڈھانڈ چچا کاٹیپ ریکارڈر نکال لیا اور دو کیسٹ بھی دریافت کر لئیں۔ آواز تو اتنی زیادہ نہیں تھی، بول بھی ہولی جی لیندا میرا نام کے تھے، پر شاید ملکہ ترنم کی آواز کا سحر تھا جو ان کی کم بختی لایا۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ابو بکر جب کمرے میں آیا تو آمنہ اور تہمینہ کی کلی ڈالتے ہوئے، ایسی زور سے ہنس رہی تھیں کہ اس شام کی بانچھیں بھی کھل اٹھی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

تہمینہ نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا کہ کوئی بھائی اپنی بہن کو ایسی بری طرح سے بھی جھنجھوڑ سکتا ہے، ایسے اسکے بال مٹھی میں دبا کر، گھسیٹ کر دور تک لے جاسکتا تھا۔ وہ دہشت سے تھر تھرا کر رہ گئی جب اس نے ابو بکر کی مٹھی میں اسکے بال دیکھے جنہیں اس نے نخوت سے ہوا میں چھوڑا تھا۔ وہ جہاں کے کبھی باسی تھے، وہاں لال ماتھے پہ خون کے ننھے ننھے قطرے تھے۔

"ابھی گھر چلیں۔۔۔ ابھی چلیں۔۔۔ ابھی۔۔۔"

اسکی ایک ہی رٹ تھی۔ لال بھبھوکا چہرہ، غصے سے بیچنی مٹھیاں اور تنے ہوئے تاثرات۔ فرہاد وغیرہ کی تو کیا مجال، اباتک کا ہاتھ جھٹک دیا۔

اس دن جس دن برات آنی تھی، دلہنیا کو واپس لے جایا گیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے اسکے دولہا سے دور۔۔۔ سنا ہے جلال ماموں نے اسکا کندھا فخر سے تھپتھپایا تھا۔ پھر قہر بھری نظروں سے بیوی کو دیکھ کر کہا تھا "ان کو عقل کی چار باتیں بھی سکھا دو۔۔۔ لا حول ولا۔۔۔ یہ مجرے، یہ فتنہ بھری حرکتیں۔۔۔"

تمہارے بھائی کے ہاں ہوتا ہو گا یہ سب، میرے گھر جس نے ایسا سوچا بھی تو زمین میں گاڑھ دوں گا۔ اس کے بعد آمنہ کا وہاں داخلہ بند کر دیا گیا تھا۔ پھر اسکے بعد جتنی بار بھی پھپھو میکے آئیں، اکیلی آئیں یا عمر ساتھ ہوتا، آمنہ یا فاطمہ میں سے کوئی کبھی ساتھ نہیں آیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اماں کے اماں باوا اور بڑے ابا پیچھے کہیں رشتے دار تھے۔ اس زمانے میں تو خیر یوں بھی کرید کرید رشتہ داریاں نکالنے کا رواج تھا۔ اگر جو پیچھے کہیں دو گھرانوں میں کبھی ایک جیسی بھوری سفید گائے تھی یا ایک جیسی مقدار میں مرغیاں تو وہ آپس میں رشتے دار بن جاتے تھے۔ وہ ہجرت سے پہلے کے ہمسائے یہاں آکر رشتے دار ہو گئے اور یوں ہی کڑی سے کڑی ملا کر، ذات برادریاں بنا لیں۔ ویسے ہی وہ دو خاندان تھے۔ یاری دوستی تھی تو دونوں بابوں نے سوچا ایک قدم آگے بڑھیں۔ بڑے ابا نے جب نانا سے اماں کا ہاتھ مانگا تو لگے ہاتھوں انہوں نے بھی حسینہ پھپھو کے نام پہ سوال کر دیا۔ شغار کی بنیاد وہ پہلی بار نہیں تھی۔ اس سے پہلے تایا مرحوم اور بڑی صفیہ پھپھو بھی ایسے ہی ایک پنتھ دو کاج جیسے رشتے میں بندھے تھے۔ تایا جی ویسے الوداد کو پیارے ہو گئے، صفیہ پھپھو اجڑ گئیں اور دو بچے لیکر واپس میکے۔ انکی والی واپس آئی تو انکی والی کو بھی واپس ٹور دیا، اسکی بیوگی سے حیا کھائی اور نا ہی اسکے چار بچوں پہ رحم کھایا۔ جیسے کو تسیا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

تو وہ دو جوڑے اور بن گئے۔

جلال ماموں کی تو شروع سے شہر میں ہی سرکاری نوکری تھی۔ کلر کی سے کچھ زیادہ بڑی پرافسری سے چھوٹی۔ تو اچھا اٹھنا بیٹھنا تھا، وضع قطع تھی، طنطنہ اور رعب تھا۔ جیسا باہر تھا، اسکا چار گنا گھر پہ تھا۔ تہمینہ نے کئی بار سرگوشیاں سنی تھیں اس زمانے کی جب جلال ماموں پھپھو کو مارتے تھے۔ پتہ نہیں وہ مارنا "مار" میں شمار ہوتا تھا کہ نہیں، کوئی چار چھ دن بعد ایک آدھ تھپڑ، دو چار بار کی چٹیا دبوچنا یا بو نہی کے ہلکے

Posted On Kitab Nagri

پھلکے دھکے۔ وہ شاید مار نہیں تھی۔ یونہی چھوڑے موٹے جھگڑوں پہ شوہر کا بے قابو ہو جانا، ایک آدھ تھپڑ یا گالی، یہ سب شاید مار نہیں ہوتی، حق ہوتا ہے شاید۔ بیوی بد مزہ پکوان پکائے گی، پٹے گی، بے دھیانی میں کچھ گڑ بڑ کرے گی، بیشک مار کھائے گی، بلا وجہ شوہر کے عتاب کو آواز دے گی، تھپڑ ہی کھائے گی۔

وہ سب مار کے ذمے میں نہیں آتا تھا، مار وہ تھی جس کا قصہ چچی سناتی تھیں۔ کہیں ایسے ہی چھوٹے موٹے جھگڑے میں بات بڑھ گئی تھی۔ تھپڑوں سے بات لاتوں تک آگئی۔ دو چار ٹھڈے زیادہ مار دیئے گئے۔ حسینہ پھپھو ناراض ہو کر میکے چلی آئیں۔ ایسے کہ پہلی نظر دیکھو تو پہچان ناسکو، پھر غور سے دیکھو تو دل دہل جائے۔ نیل ہی نیل، آبلے اور گم چوٹیں۔

"السلامیری توبہ رب کو جان دینی ہے یہ ایسے بڑے بڑے گومڑ۔۔۔ مجھے تو آج بھی جھر جھری آ جاتی ہے۔۔۔ میں مرہم لگاتی تھی اور اسکی چیخیں نکل جاتی تھیں۔۔۔ جانور ہے تمہارا ماموں۔۔۔"

درندہ

www.kitabnagri.com

وہ درندہ نہیں تھا، انسان تھا۔ خطا کا پتلا جس کا غصہ تھوڑا تیز تھا۔ مرد کر جاتا ہے اونچ نیچ، ایسا بھی کیا۔ بڑے ابانے سارا فساد سن کر یہی کہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"چلو بی بی اپنے گھر، اپنے گھر کے قصے اپنے گھر نمٹاؤ۔ ہمیں بیچ میں کیوں گھسیٹے دے رہی ہو۔ جب اس نے اجازت نہیں دی تو کیوں نکلی وہاں سے؟؟؟ اس نے چوٹ دی، دوا بھی وہی کرتا۔ پھر کوئی اونچ نیچ ہوتی تو میں پوچھتا"

اسکی میت آتی تو تب وجہ پوچھی جاتی، اگر جو ایک بھی سانس چل رہی تھی تو تب انکے لب خاموش تھے۔

اگلے ہی دن انہیں جلال ماموں کے ہاں واپس بھیج دیا گیا بمعہ معافی۔ معافی جو انہوں نے خاوند کے سامنے ہاتھ جوڑ کر مانگی۔

"شوہر اور بی بی کے بیچ تیسرا شیطان ہی ہوتا ہے۔ میری بیٹی ہمیں وہ شیطان مت بناؤ"

کسی دفعہ کی گرمیوں کا ہی واقعہ تھا۔

اس واقعے سے پہلے کی بات تھی کہ جسکے بعد ان بہن بھائیوں کے نانکے آنے پہ روک لگادی گئی تھی۔ یہ اس سے کچھ چارچھ سال پیچھے کی بات تھی۔ وہ بچے بچے کھیتوں میں کھیلنے کو گئے تھے۔ تہمینہ اور آمنہ دونوں بڑی تھیں تو دونوں کی آپس میں زیادہ بنے تھی، ساتھ میں چچی کی بسم اللہ بھی تھی۔ یہ تینوں پانی کے خشک پڑے نالے میں بیٹھیں، گیلی ریت ملی مٹی سے گھر وندے بنا رہی تھیں۔ یہ بڑے بڑے لڈو جو گنتی میں کئی تھے۔ پھول پتے توڑ، ترکونوں سے سجاوٹ کر، اچھی پیاری حلوائی کی دوکان سجا رکھی

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ عمر تب چھوٹا سا تھا، یہی کوئی آٹھ نو سال کا۔ بچہ مچل گیا جب وہ خوبصورت شے دوسروں کے پاس دیکھی۔

"میں بھی ساتھ کھیلوں گا، مجھے بھی لڈو چاہیے ہیں۔۔۔۔"

"نہیں کھلانا تمہیں۔۔۔ چلوادھر سے خراب مت کرو ہمارا سامان"

"میں بھی کھیلوں گا"

اونچے نیم کے پیڑ میں چھپے پرندوں کی بھی نیند اس ضد نے توڑی تھی۔ فضا میں پہلے تو ٹیوب ویل کی آواز گونج رہی تھی، اب وہ ضد بھی شامل ہو گئی تھی۔ یہ مانیں اور ناہی وہ بچہ، غصے میں بے قابو ہو کر پیر سے سارے لڈو، سارے پکوان تھس نہس کر دیئے۔ آمنہ تو رو پڑی تھی۔ وہ بھی ماحول کی سنگینی دیکھ گھر کو دوڑا۔ ایسے کہ وہ سارے بچے آگے پیچھے گھرتک پہنچے تھے۔ روتی ہوئی آمنہ سیدھی ماں تک پہنچی تھی۔

"امی اس نے۔۔۔۔"

ہچکیاں اور دکھ۔ وہ بھل بھل روتی اپنا دکھ سناتی رہی۔ ابو بکرو ہیں ماں کے برابر والی چار پائی پہ لیٹا تھا۔ اٹھ بیٹھا، اپنا چیل اٹھا لیا۔ اس بچے کے چیخنے چلانے پہ آس پڑوس تک اکٹھا ہو گیا تھا۔ اسکی کمر پہ دور تک لاشیں پڑ گئی تھیں اور چیخ چیخ کر آواز بیٹھ گئی تھی۔ آمنہ اپنا دکھ بھول بھائی کی منت کرنے لگی تھی

"بھائی کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ بھائی میری غلطی ہے۔۔۔ بھائی عمر نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ بھائی الساکا

واسطہ۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

بعد میں بہت دن تک تہمینہ اور فرہاد میں بحث چلتی رہی تھی۔ وہ کہتی تھی تیرہ جوتے مارے تھے پر فرہاد کہتا تھا سولہ۔ شاید وہ صحیح ہو، وہ گنتی بھول گئی ہو جب ڈر کر ماں کے سینے سے جا لگی تھی۔

باپ نے یاد نہیں رکھا کہ جلال نے انکی بیٹی کو کیسی کاری مار ماری تھی پر وہ ماں۔۔۔ وہ بھولی نہیں تھی۔ وہ اس لڑائی میں مداخلت کر سکی اور نا ہی شوہر کے سامنے بیٹی کے لئے مقدمہ لڑ سکی پر دل میں نفرت جمع کرتی رہی، کرتی رہی۔ پھر جب اسکا دل بھر گیا تو اس دن اس نے خود سے وہ بوجھ اتار پھینکنے کا سوچا۔

ابا نے اماں پہ کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ کبھی زیادہ ہوا تو اونچی آواز میں غصہ کر لیا پر کبھی گالی تک نہیں دی۔ یہ بات دادی کو ہمیشہ ستاتی تھی۔ انکی بیٹی تو شوہر سے لاتیں تھپڑ کھاتی تھی اور یہاں بہو سکون سے صبح شام من پسند پکوان کھاتی تھی۔ یہ کاہے کا انصاف تھا۔ کم از کم اس ماں کے لئے وہ بڑی بے انصافی کی بات تھی۔ اسکا حل انہوں نے یہ نکالا کہ وہ فریضہ اپنے سر لے لیا جو انکے مطابق ابا کو سر انجام دینا چاہیے تھا۔

www.kitabnagri.com

جب جب وہاں، اُس گھر میں پھپھو پٹی تھیں، یہاں اماں کی شامت آتی تھی۔ وہ یکدم سے منہ پھٹ، بد تمیز، بد سلیقہ اور پھوہڑ بنادی گئیں۔ بات بے بات گالیاں، کوسنے، مار پیٹ، اور وہ سب جو انکی بیٹی کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب جب حسینہ پھپھو زخم لے کر میکے آئیں، اماں کو ویسے ویسے، وہیں وہیں نیل دیکر ماں کے گھر بھیجا گیا۔ حساب کتاب سارا برابر رہنا چاہیے تھا۔ انصاف کا تقاضا یہی تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اسے بچپن سے پتہ تھا کہ ابو بکر اسکا کون ہے اور اس کون ہونے کا مطلب کیا ہے۔ اماں رٹو طوطے کی طرح اسے اور بہزاد کو وہ سبق یاد کراتی تھیں۔

"ہاں ہاں آمنہ اور ابو بکر۔۔۔ تم اور تھینہ۔۔۔ کتنی پیاری جوڑیاں بنیں گی ناں۔۔۔ اسکا کالی نظر والوں سے بچائے، میرے بچے جیتے رہیں۔۔۔ ہاں ہاں تم دونوں کی ساتھ ہی کروں گی۔۔۔"

وہ ڈرجاتی تھی جب ابو بکر کے بارے میں سوچتی تھی۔ اسے عمر کی لالولال ہوئی کمریاد رہ گئی تھی اور آمنہ کے بالوں سے ابو بکر کی بھری مٹھی۔ وہ ذہن جھٹکتی پر وہ سب یاد رہتا تھا۔

وہ ان سب جیسا نہیں تھا۔ وہ اپنی عمر سے زیادہ بابا بن گیا تھا۔ بچپن میں وہ سب بچے مٹی کے باسنوں سے کھیلتے، پھول پتیاں جمع کرتے، فصلوں کی تباہی لاتے، بیریاں پتھر مار مار خراب کرتے، بارش میں خوب ہلا کرتے پر وہ نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ ماں کے ساتھ آتا تو زیادہ وقت بڑے ابابا چچا وغیرہ کے ساتھ گزارتا۔ جلال ماموں ساتھ ہوتے تو انکے ساتھ ہی رہتا۔ ان مٹی میں لتھڑے بھوتوں کو غلط نظروں سے دیکھتا اور گھن کھاتا تھا۔ پھولوں سے اسے کوئی راحت نہیں تھی، بہتے پانی کے نالے میں اس نے کبھی پیر نہیں ڈبوئے تھے، کچی کیری پہ لال مرچ چھڑک کر اسکی لذت کبھی محسوس نہیں کی تھی، بارش میں دور پگڈنڈی پہ کبھی نہیں دوڑا تھا۔ اسے اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے وہ سب کبھی کرنا چاہا بھی نہیں تھا۔ وہ اپنی عمر کے بچوں کی طرح لا پرواہ نہیں تھا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ تو ویسی ہی تھی جیسے بچے ہوتے ہیں۔ کسی ندی کنارے اُگے روئی کے پھالے جیسے پھول کی طرح کہ ہوا کا جھونکا اسے کہیں بھی لے جائے، پرواہ نہیں۔ اسے کسی شے کی پرواہ تھی بھی نہیں۔ پرواہ کرنی بھی کیوں تھی؟ دس گیارہ سال کی بچی کیوں بابی بڑھی بنتی؟؟؟؟ اس کے اپنے مسئلے بہت تھے۔ گڑیا کی شادی، روزانہ کا جیب خرچ، سکول کا کام، پڑھائی کی مصیبتیں، نئے کپڑے جوتے، من پسند کھانے۔ اس دوسرے کی فکریں یہ نہیں تھیں۔ اسے باپ کی نوکری کی فکر تھی کہ وہاں اندر ہی اندر سازشی لوگ تھے، پھر مہنگائی بڑھتی جا رہی تھی، سیاسی حالات بھی خراب تھے، بھارت سے تعلقات کشیدہ کب تک رہیں گے، پھر فصل کی فکر، گھر کے اخراجات۔ وہ باپ کا ہر بوجھ بٹانا چاہتا تھا، جسمانی، مالی ذہنی۔۔۔ ہر قسم کا بوجھ چاہے وہ سارے بوجھ اس کی کمر توڑ دیتے۔

پر وہ ٹوٹنے والوں میں سے نہیں، توڑنے والوں میں تھا۔ اس کے سامنے سارے پتھر موم تھے۔ جو کوئی اسے دیکھتا، اس کے ساتھ کچھ وقت گزارتا ایک ہی بات کرتا تھا۔ وہ بالکل باپ کا عکس تھا۔ ہو بہو۔ شکلاً عادتاً کر تو تھا۔ وہ جلال احمد ہی تھا۔ اور یہ اس کی زندگی کی کمائی تھی۔

اس نے بڑے ناول پڑھ رکھے تھے۔ بڑی بڑی خوبصورت، رومانوی کہانیاں۔ شاہ زادیوں کی کہانیاں جنکے لاڈ اٹھانے کو راجکمار تیار رہتے تھے۔ وہ خود کو ویسی ہی ایک شاہ زادی مانتی تھی۔ اسے ویسا ہی راجکمار چاہیے تھا۔ اس کا دماغ خراب نہیں تھا اور نا ہی اس کے دماغ میں رسالوں کہانیوں نے فتور بھرا تھا۔ وہ خود کو

Posted On Kitab Nagri

شاہ زادی مانتی تھی تو وہ جھوٹ نہیں تھا، وہ تھی۔ ہمیشہ سے تھی۔ اسکو راجکمار ہی ملنا چاہیے تھا۔ تو وہ اپنے اس راجکمار کو ابو بکر میں ڈھالنے لگی۔

جب کبھی پھپھو آتیں، کرید کرید سوال کرتی، سارا سامان بار بار دیکھتی کہ کہیں کچھ ہو جسکا سر ابو بکر سے جا ملے۔ کوئی بات، کوئی جذبہ، کوئی تحفہ، کچھ تو۔ کبھی ماموں کے گھر جاتی تو کوشش یہی کرتی کہ ایک بار اسے خود کو دیکھتا تو دیکھے۔ دیکھے کہ وہ اسے دیکھتا بھی ہے کہ نہیں۔ بس ایک بار اسکا نام لے کہ وہ سن سکے اسکا نام اسکی زبان سے کیسا لگتا ہے۔ اچھنبے سے پوچھے اچھا تہمینہ بھی آئی ہے۔ کسی سے بھی پوچھے تہمینہ رہے گی ناکچھ دن۔ وہ آواز سنائی نادی اور وہ شاہ زادی بہری کی بہری رہی۔ وہ راجہ تھا، اسکی گردن تنی اچھی لگتی تھی، اسکا گھمنڈ اسکی وجاہت کو چار چاند لگاتا تھا، سب جائز تھا پر ایک بار، کبھی بس ایک بار جھک کر اس مخلوق کو دیکھ لینا بھی اسکا فرض تھا۔

اس نے لاکھ جتن کیے پر اسکے ابو بکر کی صورت اسکے ہیرو سے ملی ہی نہیں۔ کہیں سے بھی نہیں۔ کسی عادت کا کوئی ٹکڑا، کسی لفظ کا پارچہ، کسی ہنسی کی جھنکار، کوئی ادا کچھ بھی نہیں۔ وہ بڑے آنگن میں کسی شام گلاب اکٹھے کر کے ایک گجرہ بناتی اور ابو بکر کے نام پہ کلائی میں باندھتی پر وہ رات کے پہلے پہر ہی مر جھا جاتا تھا۔ وہ اسکے نام کی مہندی سے پوریں رنگتی اور رنگ ہی نہیں چڑھتا تھا۔ وہ اس نام کو سوچ کر مسکرا نا چاہتی پر اسے کچھ سسکیاں سنائی دیتی تھیں۔ وہ اسکے کلف زدہ لباس پہ نظریں گاڑھتی تو اسے

Posted On Kitab Nagri

پھپھو کی شکنوں بھری قمیض نظر آ جاتی تھی۔ وہ اس سے محبت کرنا چاہتی تھی پر وہ اس سے ڈر کر رہ جاتی تھی۔

ہر موقع پہ وہ بہانے گھڑتی آئی تھی۔

پڑھائی میں وہ کبھی اچھی نہیں رہی تھی۔ مقابلے کے امتحان تو دور کی بات، وہ پوری سالم پہلی بار میں کبھی اپنی جماعت میں پاس نہیں ہوئی تھی۔ ایسی کوڑھ مغز نے پڑھائی اور اعلیٰ تعلیم کا بہانہ تب تراشا تھا جب گھر پہ اسکی شادی کی بات چل نکلی تھی۔ بڑے ابا کی مرضی تو یہی تھی کہ دونوں کافر لڑکے ایک ہی دن ادا کیا جائے۔ بہن ادا بھائی تو پڑھ لکھ نوکری پہ کھڑے تھے، ادھر ابو بکر بھی اپنا کاروبار شروع کر چکا تھا۔ اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی تھی جب اس نے ابا سے فرمائش کی تھی۔

"ابھی نہیں ابا۔۔۔ دیکھیں نا اب تو حکومت بھی سختی کرنے لگی ہے۔۔۔ نہیں ابا مجھے ابھی پڑھنا ہے۔۔۔ اچھا دسویں تو کرنے دیں۔۔۔"

سیٹیاں باپ کو منا ہی لیتی ہیں۔ اور یہاں بیٹی تہمینہ تھی اور باپ ابا جنہوں نے اسکی پیدائش پہ جو شکرانے کے نفل بولے تو آج تک ادا کر رہے تھے۔ سوچا ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے۔ باپ کی کڑوی کسلی سنیں پر اسکی مان لی۔

"یہ وقت بھی آنا تھا۔۔۔ ہیں؟ ارے ایسی کونسی افسریاں کروانی ہیں تو نے بیٹی سے۔۔۔ ہیں؟"

Posted On Kitab Nagri

جلال ماموں اچھے خاصے خفا تھے۔ پھپھو کو پھینٹی لگائی کہ نہیں، معلوم نہیں پر اماں کو اچھی خاصی سنائی تھیں۔ خیر نتیجہ یہ نکلا کہ آمنہ بہو بن کر انکے ہاں آگئی اور اسے دو سال کا وقت مل گیا۔ پہلے سال فیل ہوئی، اگلے سال پھر سے فیل۔

وقت کی مہلت بڑھتی رہی پر بڑوں کے حوصلے ٹوٹتے گئے۔

"کرلی ڈاکٹری تیری بیٹی نے؟؟؟ ہیں؟؟؟ اسے کہہ بس کرے، ابھی میرا منہ اور کالا کرنے میں کوئی کسر ہے کیا؟؟؟؟؟ ہیں؟؟؟"

اب کی باری تو تابوت میں آخری کیل تھی۔ اسکا پڑھائی کا بہانہ تو پرانے کسی کپڑے کی دھجی تھی کہ چراخ ہوئی اور ختم، اب اس بند کوچے سے فرار کیسے ممکن ہوتا کہ جسکے انت کا نام ابو بکر تھا۔

"مجھے ابو بکر سے شادی نہیں کرنی اماں"

وہ انہیں دیکھے بغیر کہہ رہی تھی۔ ویسے ہی جیسے وہ اسے دیکھتا بھی نہیں تھا۔ اماں البتہ اسے ہی دیکھتی رہ گئیں۔ چھری میں پھیلی شعلوں کی روشنی تھی یا شہتیر سے ٹنگی لالٹین کی زردی نارنجی روشنی جس میں اسکا چہرہ زرد نظر آتا تھا۔ وہ اپنی چائے بھول گئیں جو کڑوی مہک کو جھونکوں پہ سوار کراتی انہیں خود کو یاد کروا رہی تھی۔

"کیوں؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

ہائے-----

وہ گزرے ہر سال سے خود سے پوچھتی آرہی تھی کیوں، کیوں، کیوں۔۔۔۔۔ ہر شام، ہر رات، ہر جاڑے، ہر برسات، ہر کھلتی گرمیوں، ہر پگھلتی سردیوں، کیوں کیوں کیوں۔۔۔۔۔ ہر عید شب برات، ہر خوشی غمی، ہر بارفیل ہو کر، ہر بار روتے ہوئے، ہر بار اسے دیکھتے ہوئے یہی سوال کرتی تھی۔
کیوں۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔

اسکا کوئی جواب نہیں تھا۔ کوئی ایک جواب نہیں تھا۔ یا شاید کوئی جواب کافی نہیں تھا۔ بیٹی کا بس ناں کہہ دینا کافی کیوں نہیں ہوتا؟ ہر بار جواب کی ضرورت کیوں ہے؟؟ ہر بار ایک وضاحت کیوں ہو؟؟؟
کیوں ہو ہی کیوں؟؟؟؟؟ نہیں کے منہ پہ کیوں کا تھپڑ کیوں؟؟؟؟؟ نہیں کے بعد خاموشی کیوں نہیں
؟؟؟؟؟ نہیں کی رضا میں جھکی گردن کیوں نہیں؟؟؟؟؟؟؟؟
"کیوں دھیسے؟؟؟؟؟"

چائے ابلنے کو تھی۔ محنت اکارت ہونے کو تھی۔ اس نے بڑی ہمت کر کے ماں کو دیکھا تھا۔ اسکے پاس کیوں کے جو جواب تھے وہ لفظوں کی شکل میں نہیں تھے، وہ محسوس کرنے کی بات تھی۔ وہ محسوس کر سکتی تھیں وہ سب جو وہ محسوس کرتی تھی جب اسکا نام سنتی تھی؟؟؟ وہ اماں کو بتاتی کہ اسے اس سے ڈر لگتا ہے تو وہ اسکے ڈر سے ڈرتیں؟؟؟ وہ انہیں بتاتی کہ وہ اسکی مار نہیں کھا سکے گی تو کیا وہ اسے مار سے بچا

Posted On Kitab Nagri

لیتیں؟؟؟؟؟ وہ جو گنجلک رشتوں کی آپس میں بُنی ہوئی رسی تھی، وہ اسکے نام کا دھاگہ اس میں سے الگ کر سکتی تھیں؟؟؟؟؟؟
"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں"

باب چہارم: پریم پتر

اگلی صبح اماں ایسے تھیں جیسے پچھلی رات کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ ویسے ہی جیسے زردی مائل آسمان پہ رات کی سیاہی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ کوئی دیکھتا تو مان کر نہیں دیتا کہ گزری شب وہ کیسے آبِ سیاہ سے نہایا تھا۔ اب دیکھو تو وہ ایسے نکھرا نکھرا تھا کہ کسی میل کسی سیاہی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ جیسے ایک نظر اماں کو دیکھو، دو گھڑی ان سے بات کرو تو وہ زرا بھر بھی پریشاں، لمحہ بھر کو بھی خفا نہیں تھیں۔ یوں جیسے گزشتہ شب انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں تھا، اُس نے کچھ بتایا ہی نہیں تھا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Kitab Nagri

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کرنا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

زیر لب کچھ کچھ گنگناتے انہوں نے کلی کے بوٹے سے، سفید خوشبو بھرے پھول توڑ توڑ چادر کے دامن میں بھرے تھے۔ پھر وہیں دھریک کے نیچے پیڑھی رکھ، سوئی دھاگہ لئیے وہ انہیں پروتی رہی تھیں۔ چچی سے ہنسی ٹھٹھہ ہوا، آمنہ کو ہدایات دیں، تمہینہ کو تہذیب سکھائی، سب وہیں اور ویسے ہی معمول پہ، ساتھ ہی وہ گجرہ تیار ہوا جسے انہوں نے بڑے چاؤ سے تمہینہ کی کلائی میں باندھا تھا۔

"میرا پالنہار میری سوہنی کو سکھی رکھے۔ شگن ہیں میری پیاری۔۔۔"

وہ بغور انہیں دیکھتی رہی۔

Posted On Kitab Nagri

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو اماں؟؟؟"

وہ اسے دیکھے بنا دھاگے کی گرہ باندھنے میں مصروف رہیں۔

"پہلے میرے پیچھے پڑ گئیں کہ بتاؤ، اب بتایا ہے تو سنا ہی نہیں ہے، اب بتانا چاہتی ہوں تو کہتی ہو

شش۔۔۔"

"شش۔۔۔"

سختی سے کہہ کر وہ مسکرائیں اور ایک لمبی سانس لی۔

"بنانے والے کی قدرت دیکھی تو؟؟؟؟ دیکھ زرا، کیسی خوبصورت مخلوق بنائی اس نے۔۔۔ سو نگھ

تو۔۔ کیسی پیاری خوشبو ہے، اپنے علاوہ کچھ اور سوچنے دے رہی ہے بھلا؟؟؟؟؟"

"تو تم میرے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتیں؟؟؟"

اس نے گلہ کیا تھا۔

"تو میری بچی، تو بھی مت سوچ۔ کچھ بھی متی سوچ۔ بس چپ رہ اور کان بند کر لے۔ یہ ساری

اختراعیں، سارے وسوسے، بس چپ، چپ"

انہوں نے رسان سے کہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"تیری عمر میں جب مجھے بتایا گیا ناں کہ اگلے جمعہ میرا نکاح ہے تو میں نے بھی ایسی ایسی افواہیں ہی گھڑ لی تھیں۔ نئے نئے حیلے کہ ماں کا گھر نا چھوڑنا پڑے۔ مجھے پتہ ہے میری رانی تیری مشکل کیا ہے پر میری بات مان، یہ مشکل تو مشکل ہے ہی نہیں۔ ہیں میری بچی، پریشان نہیں ہونا ہے۔۔۔"

اسکا ماتھا چوم وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ ٹپہ جو بڑے دن سے وہ ہولے ہولے گنگنائی تھیں، اب پورے جذب کے ساتھ، لے میں گار ہی تھیں۔

ہوانے اپنی بند مٹھیاں کھول دی تھیں۔ اسکی خنکی بھری سانسیں دھرتی کے حدت زدہ ماتھے پہ ٹھنڈی پیوں کا کام کرتی تھیں۔ اب سورج کو بھی حکم ہوا تھا کہ ہولے۔ اب وہ ہولے ہولے نمودار ہوتا، زرا زرا اسی حدت کرنوں کو سونپ کر کہتا تھا اللہ کے سپرد۔ اب دن بھی تو سُکڑنے لگے تھے۔ دو چار کام ہوئے اور دن کا کام تمام۔

کسانوں نے سنہری سبزی مائل چھال میں چھپے بھٹوں کا ڈھیر لگانا شروع کر دیا تھا۔ کھیت خالی ہوتا تو اگلی فصل کے بارے میں سوچا جاتا۔ جو تیار تھا اسے جلد از جلد ٹھکانے لگانا تھا۔ جو کھیت خالی تھے وہاں ہل چل رہے تھے۔ کوؤں کے غول کے غول کیڑے مکوڑوں کے شکار کو اترے ہوئے تھے۔

آمنہ اور وہ چچی کے ساتھ پھلیاں توڑنے آئی تھیں۔ سبزہ پیلا پڑ رہا تھا، تبھی انکی کوشش تھی کہ بوٹے خالی کر لئیے جائیں۔ اب چچی تو کب کی کام میں لگی ہوئی تھیں۔ ہمسائیوں، ہمجولیوں کو جانے کس کس

Posted On Kitab Nagri

کے قصے سناتیں، ان سے سُننتیں، تیزی سے اپنے کام میں مصروف تھیں۔ انکی جھولی میں پھلیاں پھرتی جا رہی تھیں۔ وہ دونوں وہیں نالے کے پاس آ بیٹھیں۔ نہر آئی ہوئی تھی تو پانی صاف تھا اور ایسا ٹھنڈا بھی نہیں تھا۔ مَسْمَبی کا پھل لئیے، آمنہ پوری شد و مد سے اسے چھیلنے میں لگی ہوئی تھی۔

"تمہیں یاد ہے بچپن میں ایک بار عمر کو ہم سے لڑنے پہ کیسی مار پڑی تھی؟؟؟"

اسے وہاں آتے ہی وہ سب یاد آتا تھا۔ وہ ادا اس سا مسکرائی۔

"شائد پڑی ہو۔۔۔ مجھے یاد نہیں ہے۔۔۔"

تہمینہ ہنس پڑی

"ہاں تمہارا بھی کہاں قصور ہے۔ تم سب نے بھائی باپ سے اتنی ماریں کھائی ہیں کہ کوئی کوئی یاد رکھو گے"

آمنہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے لہجے کی کڑواہٹ اپنے حلق میں محسوس کر چکی تھی۔

"میرا باپ اور میرا بھائی جلاد نہیں ہیں تہمینہ"

www.kitabnagri.com

"تمہارا باپ اور تمہارا بھائی جلاد ہیں۔"

وہ فوراً بولی۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ تم نے ہی کہا تھا۔ اس دن جب تمہارے سر سے بال نوچ کر وہ تمہیں سسکتا چھوڑ گیا تھا۔ اور اس دن بھی جب عمر کی چوٹیں دیکھ کر تم رو رہی تھیں۔ اور بتاؤں کس دن؟؟؟ جب میں چھٹیوں میں تمہارے گھر آئی اور ماموں نے پھپھو کو۔۔۔۔۔"

"بس"

وہ زور سے بولی تھی۔ تہمینہ کو سانس چڑھ گئی تھی۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟؟؟؟؟"

مسمبی کے رس سے اسکے ہاتھ چیچپانے لگے تھے۔ تہمینہ نے اسے بغور دیکھا

"وہ مجھے بھی مارا کرے گا؟؟؟؟؟؟؟"

آمنہ کے ہاتھ سے پھل پانی میں بہہ گیا تھا۔ اس نے انہی چپکے ہاتھوں سے تہمینہ کا چہرہ تھام لیا تھا۔

"میری جان میرا بھائی کوئی سکی، کوئی پاگل، کوئی سٹھیا ہوا نہیں ہے"

"لیکن وہ جلا دے آمنہ"

www.kitabnagri.com

وہ بمشکل بول پائی۔ آمنہ چپ رہ گئی۔

"خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک بتاؤ گی؟؟؟؟؟ ہیں؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بہزاد بھائی نے کبھی تم پہ ہاتھ اٹھایا؟ وہ تمہیں مارتے ہیں؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔ وہ ایک لمحے کو رکی

"کیا ابو بکر کبھی مجھ پہ ہاتھ اٹھائے گا؟؟؟؟"

اب کی بار آمنہ کی گردن کو نفی میں ہلنے کے لئے کچھ وقت لگا تھا۔ اتنا ہی وقت جتنا اسے اپنے بالوں سے عاری، سر کے زخم کی تکلیف بھلانے میں لگا تھا۔

اماں تو بڑی دیر سے کوٹھڑی میں گھسی ہوئی تھیں۔ صندوقچے پیٹیاں کھول، اوئی کپڑوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے۔ پیٹیوں کے شکم بھی کسی پھس بھسے غبارے کے ایسے خالی ہو چکے تھے۔

"کب سے آوازیں دے دے حلق کاٹا ہو گیا پر یہ ڈھیٹ ہڈیاں اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں ہیں۔ ڈھو کی ڈھو ہو گئی ہیں پر مجال ہے جو کسی کام کو ہاتھ لگائیں۔ اری او شمینہ۔۔۔۔۔ آتی ہے کہ میں آؤں؟؟؟؟"

چچی نے پانی کے ٹب لبالب بھر رکھے تھے۔ سارے سویٹر جرسیاں بھگو بھگو کر نکالتی جاتی تھیں اور آمنہ انہیں سکھانے کے لئے الگ کرتی جاتی تھی۔ تہمینہ کا جی تو نہیں تھا پر پھر بھی وہ اماں کے ساتھ لگ گئی تھی۔ ان سے بات کرنی تھی، وہی بات جو ادھوری تھی اور اسکا ادھورا رہ جانا اسے کھائے جا رہا تھا۔

"اماں۔۔۔۔"

جامنی پھولوں والی لال جرسی کو جھاڑ کر ایک طرف ڈالتے اس نے ماں کو پکارا

"تم نے اُس کا نام بھی نہیں پوچھا۔ کون ہے، کہاں کا ہے، یہ تلک نہیں۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

"چپ کر جا"

اماں جانتی تھیں یہ ساتھ ہی کھرے پہ چچی بیٹھی کپڑے نتھار رہی تھیں اور یہ بھی کہ انکے کان کتنے بڑے تھے۔

"اماں لیکن۔۔۔"

"مجھے کسی کا نام نہیں پتہ کرنا۔ مجھے ضرورت ہی نہیں ہے میری بچی۔ پتہ ہے کا ہے؟" وہ سرگوشی جیسے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"تجھے الف سے اللہ اور الف سے ابو بکر سکھایا ہے۔ مجھے اپنی استادی پہ اعتبار ہے۔ مجھے پتہ ہے تیسرا کوئی نام تجھے آتا ہی نہیں ہے، تو نے سنا ہی نہیں ہے" وہ ماں کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔

اماں بلاشبہ ایک قابل استاد تھیں۔ انکے سکھائے درس، انکے پڑھائے سبق، انکی باتیں یاد رہ جانے والی تھیں۔ اس نے ایک عرصے انہیں یاد رکھا بھی تھا۔ تب تک جب تک اسے پتہ نہیں چل گیا کہ وہ سب باتیں جھوٹی تھیں۔ بس کہانیاں تھیں، دلجوئی کو دلا سے تھے اور بس باتیں تھیں۔ لیکن اس سب کے پتہ چلنے سے پہلے تک وہ خود بھی انکے جھوٹ کو سچ بنا کر بتاتی رہی تھی، سب کو سناتی رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ عمر جب گڑیا کی جگہ اس نے خود لے لی تھی۔ خود کو آئینے میں دیکھتے رہنے کا جی چاہتا تھا۔ اور جی یہ بھی چاہتا تھا کہ سجا کرے، بنا سنور کرے۔ گلابی رنگ سے ہونٹ رنگا کرے اور کبھی لال۔ سرے سے آنکھیں سیاہ کر لے اور کاجل۔ مہندی کو کبھی پھیکا نا پڑنے دے اور دور کہنیوں تک کلائیاں چوڑیوں سے بھر لے۔ جھمکے ہار اور پازیب۔

اسی عمر میں سہیلیوں سکھیوں سنگ، بیلے میں پینگیں جھولتے، پگڈنڈیوں پہ شرارتیں کرتے، سرسوں کے کھیتوں میں ڈوپٹے گم کرتے، پھول چنتے اور گجرے پروتے، اس نے اماں کے سارے سبق یاد رکھے تھے۔ ہولے ہولے، سرگوشیوں میں، لال شرمے چہرے کے ساتھ، دانت میں آنچل کا پلو دباتے وہ سہیلیوں کو اسکی باتیں بتاتی تھیں جس نے اس سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ جھوٹی اماں ہی بتاتی تھیں کہ جب وہ چھوٹی تھی تو وہ گھنٹوں اسکے ساتھ کھلتا تھا، اس سے باتیں کرتا تھا۔ اس نے وہ سب سچ مانا اور یہ بھی نتیجہ اخذ کیا کہ وہ آج بھی اس سے باتیں کرتا ہوگا۔ کسی رات چپکے سے، کسی دن چڑھے ہو لے سے، مندی مندی آنکھوں سے تاروں سے، کبھی کسی دن برستی بارش سے، وہ اسکی باتیں کرتا ہوگا۔ وہ سہیلیوں کو یہی بتاتی تھی اور خود کو بھی۔ یہی سب، وہی سب۔۔۔ اسکی سہیلیوں کے عید شب برات پہ تحفے آتے، کبھی لال چوڑیاں، دھانی چنریا، نگوں سے سجے جھمکے، مہندی، چھلے۔ اسکے پاس دکھانے کو وہ سب ہوتا تھا پر ان سب میں ابو بکر کی مہک نہیں آتی تھی۔ پھپھو ایک کی جگہ دس دس چیزیں لاتی تھیں اور چیزوں کا ڈھیر لگ جاتا تھا۔ وہ اس ڈھیر میں جذبے ڈھونڈتی رہ جاتی تھی۔ ان میں چھپی کوئی خواہش،

Posted On Kitab Nagri

کوئی بات، کوئی نظر، کوئی احساس۔ وہ ان کپڑوں زیوروں کو لاد کر خود کو دیکھتی تو خود کو ہی اچھی نہیں لگتی تھی۔ اسکا دل ہی نہیں ہوتا تھا کہ خود کو دیکھے۔ جب کسی کی خواہش ہی نہیں تھی کہ وہ جوڑا اسکے تن پہ ہو تو وہ اس کے تن پہ کیسے سجتا؟

اس نے ساری جوانی بس یہی خواہش کی تھی۔ ایک جوڑا بھداسا، ایک چوڑی، کانچ کی، ایک زیور میلاسا، ایک آنچل، بھداسا، کچھ بھی، ننھاسا، زرا سا پر ابو بکر کی طرف سے ہو۔ وہ اس میں اسکی چاہت پائے، اسے پائے۔

پراسکے پاس سارے خوبصورت جوڑے تھے۔

تمہیں بتاؤں میری پچاس کے پیٹے میں سفید سروالی ماں جو بس نسواری گاجری اور خاکی رنگ جوڑے پہنتی ہے، شوہر کالا یا پیلا جوڑا بھی خوشی خوشی پہنے گی اور وہ اس میں سبے گی بھی کیونکہ وہ اس جوڑے کے ساتھ اپنے مرد کی خود کے لئے محبت بھی اوڑھے گی۔ اس مرد کے دیئے ہزاروں روپے کے اس لباس سے جو وہ اپنی پسند سے لائی تھی، وہ اس پیلے جوڑے کو ہمیشہ اہم سمجھے گی۔

"میں ابو بکر سے شادی نہیں کروں گی"

Posted On Kitab Nagri

اماں نے سردیوں کے کپڑوں کے ساتھ اپنے جہیز اور داج کے جوڑے بھی نکال لئے تھے۔ چچی، سمعیہ اور آمنہ وغیرہ کو ساتھ ملا کر انکو بھی دھوپ میں ڈالا تھا۔ ابھی بھی وہ پرانا گوتا کناری والا کاسنی دوپٹہ لئے بیٹھی تھیں۔ کناروں پہ گوتا درست کرتے ہوئے، جب تہمینہ پاس آ بیٹھی تھی۔

"میرا دماغ متی خراب کر۔۔۔ چار دن کی مہمان رہ گئی ہے اس گھر میں تو آرام سکون سے گزارا کر۔۔۔ کچھ الٹا سیدھا کر لیجیو میرے سے"

"یہی تو میں چاہتی ہوں اماں کہ تم کچھ کرو۔ چاہے سیدھا یا الٹا، جو بھی پر کچھ کرو۔"

انہوں نے خفگی سے اسے دیکھا

"کس نے بھرا ہے یہ خناس تیرے بھیجے میں؟؟؟؟ ہیں؟؟؟ سمجھا سمجھا تھک گئی پر تجھ لو ننھن کی سمجھ میں بات ہی نہیں آرہی۔۔۔"

"مجھے مت سمجھاؤ۔ بڑے ابا کو سمجھاؤ بلکہ بتاؤ کہ مجھے اس سے شادی نہیں کرنی ہے"

"کیوں کیا برائی ہے اس میں؟؟؟؟؟"

www.kitabnagri.com

انہوں نے کپڑا سمیٹ کر نزدیک کیا

"ناپان چھالیہ، ناسگریٹ حقہ، شریف گھر کا بچہ ہے۔ عقل کدھر گئی ہے تیری؟؟؟؟ ہیں؟؟؟؟؟"

"مجھے اس سے شادی نہیں کرنی ہے بس"

Posted On Kitab Nagri

"اتنا پیار کرتا ہے تیرے سے۔ اتنی عزت کرے ہے تیرے ماں باپ کی۔ خیشن اور کیا ہو تیرے لئے؟؟؟؟"

"اور جو مار پیٹ کرے گا میرے ساتھ؟؟؟؟"

"پاگل کا بچہ ہے جو بے وجہ مارے گا کسی کو"

"تمہارے بھائی پاگل کے بچے ہیں جو بے وجہ مارتے ہیں پھپھو کو؟؟؟؟"

اماں کی برداشت کے پیمانے چھلک گئے تھے۔ جھک کر جوتا اٹھایا اور اسکی کمر سینک ڈالی۔ تراخ کی صدا پہ شمینہ دوڑی دوڑی آئی۔ اماں لال بھبھو کا ہوئی دھاڑ رہی تھیں۔

"دفعان ہو جا۔۔۔ تو میری بیٹی ہی نہیں ہے۔۔۔ قٹھ یہاں سے۔۔۔ ناس بیٹی میرے باپ تک جاتی ہے، میرے باپ کو گالی دیتی ہے۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ اٹھ جا کم بخت۔۔۔ چل۔۔۔"

ایک اور جوتا اسکے سر پہ مارا سے دو ردھکا دیا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

اماں شام سے رات تک اس سے خفا رہیں تو ناراض وہ بھی رہی۔ کمرے سے ہی نانگلی۔ گھر کے جس بندے نے سنا وجہ پوچھنے اماں کے پاس ہی آیا۔ اماں نے سُن گُن لینے والوں کے منہ بند کروا دیئے۔

"جو بھی ہوا تمہیں کاہے کامڑوڑاٹھ رہا ہے؟؟؟ ماں بیٹی کی لڑائی ہے، تم کاہے بیچ میں پڑ رہے ہو؟؟؟"

"

Posted On Kitab Nagri

اگلے دن تلک یہی معاملہ رہا۔ شمینہ سے ٹوہلی اماں نے تو وہ بتانے لگی
"کسی بری طرح مارا تم نے۔ کمر پہ یہ لال دھبے پڑ گئے ہیں۔ اور جو دھکا دیا تو اتنا بڑا گومڑا بنا ہے ماتھے
پہ۔۔۔"

"اسے کہو باہر آئے"

ابا نے حکم دیا پر وہ باہر نا آئی۔ چڑیوں نے انار کے بوٹے پہ بڑا ہلا مچایا۔ ترش پھل کو چونچیں مار خراب
کرتی رہیں پر انہیں بھگانے کو بھی وہ باہر نہیں آئی تھی۔ گھنٹہ بھر بالشت بھر کابلی کا پلہ ٹاں ٹاں کرتا رہا،
کان لپیٹے پڑی رہی۔ بھوک سے ہاری نا بھوکے پیٹ سے۔

کون ہارا؟ ماں ہار گئی۔ اسکی ناراضگی کے سامنے ہاری پر ضد کے آگے نہیں۔ پینٹل کا گلاس دودھ سے
لبالب بھر، ہلدی سے زرد کر کے، کٹوری بھر بادام لئیے کمرے میں آئیں۔

"ماں سے خفا ہوتی ہے۔۔۔ ہیں؟؟؟؟؟ پاگل ماں کی مار پہ خفا ہے؟؟؟؟؟ ہیں؟؟؟؟؟"

اس نے شکوہ بھری نظروں سے ماں کو دیکھا۔
www.kitabnagri.com

"بس یہی چاہتی ہو اماں کہ مار کھاتی رہوں، دودھ ہلدی پیتی رہوں؟؟؟؟؟"

"کیوں اپنا اور میرا کلیجہ جلاتی ہے؟ ہیں؟ کیوں مار پڑے گی تجھے؟؟؟ ہیں؟؟؟ مار پڑے تیرے دشمنوں

کو، ہاتھ ٹوٹے، کیڑے پڑیں"

اس نے ایک لمبی سانس بھری۔

Posted On Kitab Nagri

"میں اس سے محبت نہیں کرتی اماں"

اسکی دوست نے ایک بار اسے وہ پریم پتر دکھایا تھا۔

"میرے منگیترا نے بھیجا ہے۔ پتہ ہے، مجھ سے بڑا پیار کرتا ہے۔ تمہیں میری قسم ہے کسی کو بھی نہیں

بتانا ہے۔۔۔"

اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔ نا اس خط کے بارے، نا ہی ان لال چوڑیوں کے بارے، اور نا ہی اس راز کے بارے میں۔ لیکن اس دن جب وہ سکول سے گھر لوٹی تھی تو ایسے احساس کمتری کا شکار تھی جو حدت بنا اسے ساری رات تپاتا رہا تھا۔ طبیب کہتے تھے موسم بدلنے کا اکثر تھا، اماں کیتی تھیں بچی نظرائی گئی ہے، ابا کیتے تھے پڑھائی کی وجہ سے۔ لیکن وہ سب غلط تھے۔ اسے رہ رہ کر وہ ورق یاد آتا تھا۔ وہ پریم پتر جسکا لفظ اسکی دوست کی تعریف تھا اور دوسرا اسکا نام۔ بہت ساری راتیں اس نے جلتے جلتے گزاریں اور اس چودھویں رات فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ اپنے ابو بکر کے نام لکھے گی۔ ویسا ہی ایک خط

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Kitab Nagri

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"الف سے اسکا نام لیکر شروع کرتی ہوں اور اسی حرف کو بڑی عقیدت سے لکھ کر تمہارے نام کا آغاز کرتی ہوں۔ بعد خدائی، ب سے ساری تمہاری ہی بڑائی، ب سے اس سے مانگتی ہوں تمہاری بھلائی۔ پھر وہ جو "و" ہے نا، وہ اس دل کے لئے ہے جس دل کے لئے یہ پریم پتر ہے، وہ جو تمہارے لئے ہے۔ پھر ب لکھتی ہوں اور لکھتی ہوں بے بہا بار، بار بار تمہارا نام۔ ک سے کاش لے کر خواہش ہی کر سکتی ہوں کہ کبھی تمہارے لبوں سے بھی اپنا نام سنوں۔ ایک بار۔ دیکھوں تو سہی، سنوں تو سہی وہ کیسا لگتا ہے۔ اتنا حق تو بنتا ہے ناں میرا؟ اور آخری حرف تمہارے نام سے لے کر، ایک التجا ہے۔ راز رکھنا"

Posted On Kitab Nagri

وہ ایسے ہی کسی دن ماں کے ساتھ آیا تھا۔

ماں کے ساتھ آتا تو گھڑی دو گھڑی کو ہی رکتا تھا۔ روکنے والے روک روک تھک جاتے پر وہ قطعیت سے منع کرتا، چلا ہی جاتا تھا۔ وہی ایک رعب سا جس سے مرعوب ہو کر سامنے والے کو خاموش ہونا ہی پڑتا، اسکے رعب میں آنا ہی پڑتا، جو وہ کہتا سننا ہی پڑتا، اسکی کہی کو ماننا ہی پڑتا۔

وہ بڑے دالان میں تھی۔ ترش اناروں کا ڈھیر لئیے، دانے ٹونگتی جاتی تھی۔ اس بوٹے نے بھی بس اسے ہی فیض پہنچایا تھا یا پھر چڑیاں اس سے فیض یاب ہوتی تھیں۔ علاوہ ازیں اور کسی ذی روح میں اس قدر کھٹی شے کو زبان پہ رکھنے کا بھی دم خم نہیں تھا۔ پھل ایسے آتا کہ پودا لد جاتا، لال ایسے کہ لال رنگ بھی گھبرا جاتا، اور ذائقہ، الامان۔ وہ چینی کے دانوں کی طرح دانے نگل جاتی تھی۔ اب بھی وہ اسی کارِ خیر میں مشغول تھی جب وہ زرا کی زرا وہاں آیا تھا۔

اس نے جلدی سے سیدھا ہو، آنچل درست کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ابو بکر نے مٹھی میں دبا اسکا خط چوڑ موڑ کر کے وہیں چار پائی پہ اچھال دیا تھا۔

"ساری دنیا سے گھٹیا اور لچی لڑکیوں کی حرکتیں ہوتی ہیں یہ سب کرنا"

اسکا سر اتنا بھاری ہو گیا کہ جھکتے جھکتے سینے سے جا لگا۔

Posted On Kitab Nagri

"تمہاری خوش قسمتی کہ یہ خط مجھ تک پہنچا اور اب واپس تم تک لوٹ آیا ہے۔ اگلی بار یہ میرے ابو کے پاس پہنچے گا اور وہ نانا جان کو لوٹانے آئیں گے"

دھمکی میں سہی، تنبیہ میں سہی، غصے سے سہی، ڈانٹ کر ہی، وہ اسکا نام لے سکتا تھا۔ اس نے آخری خواہش بتا دی تھی۔ اسکا نام لیکر اسے پھانسی چڑھا دیتا پر اسکی خواہش کی لاج تو رکھتا۔ وہ تو صدیوں سے بہری تھی۔ ایک بار اسکے لبوں سے اپنا نام سن لیتی تو سماعت پا جاتی۔ وہ اسکے لیئے یہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کیوں کرتا؟؟؟ ایسا کرتا تو یہ اسکے جھکنے میں شمار ہوتا؟؟؟ اس بیوقوف لڑکی کی اس بے ضرر سی خواہش کی تکمیل کرتا تو گویا اسے شہہ ہی دیتا۔ کیوں دیتا؟؟؟ وہ گھٹیا حرکت ہوتی کہ اگر اسے اسکے نام سے پکار لیتا۔ کیوں کرتا۔۔۔۔۔

اس دن جب اماں نے اسے اسکا عروسی جوڑا بیسند سے خرید لانے کی دعوت دی تھی، وہ پھر سے بیہوش ہو گئی تھی۔

وہ شام جب بے ہوش ہونے کو تھی۔ لال زردیں محلول کے کدھے چڑھا کر، ڈمگاتے قدموں جانے کہاں جا رہی تھی، بانہوں میں ہوا کا آنچل لہراتی، کچھ کچھ گنگناتی تھی، تب وہ اسے لیکر ہسپتال پہنچے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

وہاں وہ مل گیا تھا۔ رات کی ڈیوٹی سے شام تک جانے کیسے آگیا تھا۔ شاید اس نے آنا تھا تبھی وہاں تھا۔
اسے پہچان گیا۔ اب کی بار غصے میں نہیں تھا۔ جھنجھلایا نہیں اور ناہی ڈانٹا، بڑے رسان سے سمجھایا۔
"کیوں کرتی ہو یہ سب؟؟؟؟؟"

"میرے اختیار میں ہے بیمار ہونا؟؟؟ کوئی شوق سے بیمار ہوتا ہے؟؟؟ ہسپتال بڑی اچھی جگہ ہے بار بار
آنے کے لئے؟؟؟؟؟"

وہ ہنس پڑا پھر لمحے بھر کو سنجیدہ ہوا
"جانتی ہو تمہیں سب ایچ پی ڈی بلاتے ہیں۔ اور بھلا جانتی ہو اسکا مطلب کیا ہے؟؟؟؟؟"
وہ چپ رہی۔

"جھوٹی مرضہ"

جھوٹی تو بھرپور طرح سے کہتا تھا۔ وہ ہر بار کی طرح برا منا گئی تھی۔

"میں جھوٹی نہیں ہوں"

"تو سچ کیوں نہیں بولتی ہو؟؟؟؟؟"

وہ آنکھیں پھیلا کر پوچھ رہا تھا

"بولا تھا، کسی نے سنا نہیں۔ کسی نے سمجھا نہیں"

"تم نے ٹھیک سے سنایا نہیں ہوگا، سمجھانا نہیں آیا ہوگا"

Posted On Kitab Nagri

تبھی باہر شور مچا تھا۔ لوگ چیخ و پکار مچاتے، ریڑھی گھسیٹتے لا رہے تھے۔

"تو کیسے سناؤں؟؟؟؟؟"

"ایسے کہ انہیں سننا ہی پڑے"

وہ کہہ کر رکنا نہیں تھا۔ وہ کوئی مرضہ تھی جو لائی گی تھی۔ تہمینہ نے سنا وہ کوئی تھا جو کہہ رہا تھا اس نے چوہے مار گولیاں کھائی ہیں۔ اس نے سارے میں تہلکہ مچتے دیکھا تھا۔ آنا فنا وہاں موجود ہر مسیحا اس مرضہ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ شاید وہ سننے کے لئے جو وہ بتانا چاہ رہی تھی۔

باب پنجم: ہنگامہ ہے کیوں برپا

اُس صبح کو یہ ضرور پتہ تھا کہ اس کی کوکھ سے جنم لینے والے دن کے دل میں کئی راز ہیں اور یہ بھی کہ وہ دن کوئی گل تو ضرور کھلائے گا یا کم از کم اسکی رات کچھ کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہوگی جس میں اس اُجلے سویرے کا بھی ہاتھ ہوگا۔

کچھ تو ہوگا، یہ اس صبح کے امبر کو بھی پتہ تھا، جہی تو خوفزدہ سا، بڑی دیر تک بادلوں کا لحاف ماتھے تک اوڑھے کانپتا رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اماں نے دیکھا تہینہ مرغیوں کے ڈربے کے پاس کھڑی تھی۔ مٹھی میں گندم کے دانے لئیے، آآ کی آواز نکالتی، ان کم بھکڑوں کو کھانے کی دعوت دے رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا اور اچھنبے سے سوچا۔ جو مذاکرات اس سے کل شب ہوئے، وہ جو کسی نتیجے پہ نکلنے سے پہلے فساد پہ ختم ہوئے، وہ جو سب رونا دھونا چیخ پکار ہوئی، اس کے بعد وہ اتنی صبح یوں ایسے یکدم طلوع کیسے ہو گئی تھی۔ اسے تو ابھی تک باسی رات اوڑھے، خفا خفا پڑے ہونا تھا۔ یہ ہونا چاہیے ہی تھا۔

اچھا تو جبھی دن کے ماتھے پہ تفکرات کی لکیریں تھیں۔ اس نے بھی ماں کی آنکھوں میں سوال پڑھ لئیے۔ انکے دیکھنے سے دیکھ لیا کہ وہ دیکھ کیا رہی ہیں۔

"ہنگامہ ہے کیوں برپا

تھوڑی سی جو پی لی ہے

ڈاکہ تو نہیں ڈالا

چوری تو نہیں کی ہے۔۔۔۔"

www.kitabnagri.com

ابا کی پسندیدہ غزل تھی۔ بڑی شائیں اس کے ہونے سے گلابی ہوئی تھیں۔ بہت راتیں اسکے ہونے سے پرسکون ہوئی تھیں۔ کل رات بھی ان ماں بیٹی کی تکرار کے پس منظر میں یہی بجتی رہی تھی۔

اب وہ جتنی نظروں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔ انکے دل کو کچھ ہوا۔ کم بخت ایسے کیوں دیکھتی تھی۔

"صراطِ مستقیم پہ چلوں تو چڑتی ہو، بغاوت کروں تو بھی پریشان رہتی ہو۔ جاؤں کدھر اماں؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

وہ کہنا چاہتی تھیں جاکرے میں چلی جا۔ خفا ہو جا، بالکل بات مت کر۔ جا چھری سے چھری لا اور ساری مرغیاں اپنے قہر کی نظر کر ڈال۔ بس ایسے مسکرامت، چیخ چلا، غضب برپا کر، ایسے سکون سے بات مت کر۔

"ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی۔۔۔۔"

وہ اب چپکے چپکے گنگناتی ہوئے کیاری کے سر پہ پہنچ گئی تھی۔ گلابوں کی شامت آئی تھی۔ توڑ توڑ لال پتیوں کو، ہوا میں اچھال اچھال جھوم رہی تھی۔ گائے جاتی تھی، جھومتی جاتی تھی۔ جانے خوش کا ہے تھی، ابھی کل تو اسے ناخوش کیا گیا تھا۔ جب اماں نے اس سے سختی سے کہا تھا۔

"اور کچھ بھی مانگ لے، کچھ بھی فرمائش کر، تیرا ہر حکم مان لوں گی پر یہ بات اپنے بھیجے سے نکال دے کہ تیری شادی ابو بکر سے نہیں ہوگی۔" یہ آخری کے بعد والا فیصلہ تھا۔

"تمہینہ کا مطلب ہے ابو بکر۔ بس۔ یہ نام، یہ مطلب بس یہی یاد رکھ۔ پھر بعد میں چاہے ماں باپ بہن بھائی بھول جا، کوئی غم نہیں، کوئی گلہ نہیں۔ بس ابو بکر" اس نے شدت سے انکار میں سر ہلایا تھا

Posted On Kitab Nagri

"تہینہ کا مطلب تہینہ۔ ابو بکر کیا کیا مطلب ہے، یہ وہ جانے۔ میری بلا سے کوئی مطلب ہے بھی کہ نہیں، میری بلا سے۔۔۔۔"

لاٹین کی زرد روشنی میں اسکا لال چہرہ متمتارہا تھا۔

"اور نہیں کا مطلب نہیں۔۔۔۔ مطلب بغاوت۔۔۔۔ مطلب نہیں۔۔۔۔ مطلب کچھ اور نہیں۔۔۔۔ بس نہیں۔۔۔۔"

اماں روپڑی تھیں۔

تہینہ کو یاد تھا، اسے پتہ تھا وہ انکا سب سے کارگر حربہ تھا۔ بچپن میں بھی ان سب بہن بھائیوں کو آخری مات وہ اسی حربے سے دیکھتی تھیں۔ کتنی جنگیں اسکے بھائی انکے آنسوؤں سے ہارے تھے۔ کتنی بار اسکی ضدیں ان آنکھوں سے بہتے پانیوں نے چپ کروائی تھیں۔ اب بھی وہی پانی، وہی آنسو میدان میں اترے تھے۔ اماں کے ہمیشہ کے فاتح سپاہی۔

"تو ماں باپ کو ذلیل کروانا چاہتی ہے؟ یہی چاہتی ہے ناں؟؟؟؟ جانتی ہے تیرے انکار سے کیا ہوگا؟؟؟ گھر ٹوٹیں گے، اجڑیں گے اور ان میں سے پہلا گھر تیری ماں کا ہوگا۔ دوسرا تیری پھپھی کا اور تیسرا تیرے بھائی کا۔ اسے یوکر لے کہ پہلا تیرے باپ کا، دوسرا ماموں کا اور تیسرا ماموں زاد کا۔ کتنے رشتے گنوائے گی؟؟؟ کتنی بلیاں چڑھا کر اپنی ضد پوری کرے گی؟؟؟؟؟ ماں کو طلاق دلوائے گی اس عمر میں

Posted On Kitab Nagri

؟؟؟ پھپھی کے منہ پہ کالک ملوائے گی؟؟؟ اور وہ جسکے پیٹ میں چار ماہ کا بچہ ہے، اسے، اسے شوہر کے گھر سے در بدر کروائے گی؟؟؟ یہ کرے گی؟؟؟ ہے نا؟؟؟

وہ بس سنتی رہ گئی۔ اور کرنے کو تھا بھی کیا؟؟؟ ماں کی بھیگا چہرہ دیکھنا یا وہ بھیگی آواز سننا، کیا چنتی؟؟؟

"کیا چنے گی پھر؟؟؟ ماں کو تو نہیں چنے گی؟؟؟ ناں پھپھی، نا پھپھی زاد۔۔۔ پھر؟؟؟ خود کو چنے گی

؟؟؟؟؟"



وہ خود بھی رو پڑی تھی۔

"مجھے اس سے شادی نہیں کرنی اماں"

"اس مے سے نہیں مطلب

دل جس سے ہو بیگانہ

مقصود ہے اس مے سے

دل ہی میں جو کھچتی ہے۔۔۔"

وہ کھیتوں کے لئے چلی آئی تھی۔ اماں نے روکا نا کسی اور نے۔ سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ اسے اسکی مرضی کرنے دی جائے۔ ہاں مگر اسے اسکی مرضی کرنے کی اجازت نہیں تھی، بس اتنا تھا کہ سانس اپنی مرضی سے لے سکتی تھی۔ یہ بھی شاید تب تک تھا جب تک ہوامفت تھی اور کسی کی جاگیر نہیں تھی۔ اس پہ بھی کوئی آقا ہوتا تو یہ من مرضی بھی کب کی چھن چکی ہوتی۔

Posted On Kitab Nagri

تو وہ کھیتوں پہ آگئی۔ کچے ہرے ٹیٹ کنو کے بوٹے جن میں فاختائیں اور شامائیں چھپی ہوئی تھیں۔
امرو دوں کے اونچے پرانے پیڑ جن پہ بلبلوں نے اجاڑے ڈال رکھے تھے۔ ترش خوشبو سے مہکتے، زرد
پھل سے لدے نیبو اور مسبے۔ اس نے کھٹے کنو جی بھر کر توڑے، پتھر مار مار امرود جھاڑے اور مسبے
کے بوٹے کا حشر کر ڈالا۔ وہیں پانی کے کھالے کے پاس بیٹھی بہت دیر تک روتی رہی، ترش پھل کھاتی
رہی، وہیں عمر کی چیخیں سنتی رہی، مٹی کے لڈو بناتی رہی، آمنہ کے بالوں کی کسی کی مٹھی میں سسکتا سنتی
رہی، پھر کھٹے پھل چوسے اور گلے سے ڈوپٹہ کھینچ ایسی شدت سے چلائی کہ سرسوں کی نیم سہم گئیں۔
سراٹھاتے زرازرا سے لہسن کے بوٹے بھی کانپ کر رہ گئے۔ مٹی کو بے بسی سے مکے مارتی وہ بڑی دیر
تک آہ و زاریاں کرتی رہی تھی۔

"لُچی لڑکیاں۔۔۔۔۔ لُچی لڑکیاں۔۔۔۔۔"

"سورج میں لگے دھبہ

فطرت کے کرشمے ہیں

بت ہم کو کہیں کافر

الہ کی مرضی ہے۔۔۔۔۔"

وہ جب گھر پہنچی تو دن جوان ہو چکا تھا۔ کسی بڑھیا کے تنو مند لشکارے مارتے، بودے سنوارتے، شوخے
لڑکے کی طرح جو یونہی بلا وجہ اٹھکیلیاں کرتا تھا، بس اپنے آپ میں مست رہتا تھا۔ جوانی ایسی تھی کہ

Posted On Kitab Nagri

سب بار بار اسے ہی دیکھتے تھے اور وہ اس پہ پھولانا سماتا تھا۔ گلے میں رومال ڈالے، سیٹیاں بجاتا، شرارتیں کرتا ہوا۔۔۔

اس نے گھر آتے ہی اپنا پسندیدہ جوڑا نکالا تھا۔ وہ گہرا نیلا اور لال جوڑا جو اسی سال اماں نے بنایا تھا۔ ابھی اس کا موسم نہیں تھا اور نا ہی موقع کہ اسے کہیں آنے جانے کے لئے، عید شبرات کی خاطر رکھ چھوڑا گیا تھا۔ پر آج اسے وہ پہننا تھا۔ اسے وہی مئے درکار تھی جو اس کا دل میں کھینچ جاتی۔ وہی جوڑا پہنا۔ بال بنائے۔ ڈھونڈ ڈھانڈ چوڑیاں۔ جھمکے۔

چھوٹی چچی دیکھ کر چپکی رہتیں، ممکن کیسے ہوتا۔

"آئے ہائے رانوں۔۔۔ بڑے ارمان نکل رہے ہیں۔۔۔ ابھی سے سہاگن بننے کی مشقیں شروع کر دیں کیا۔۔۔"

وہ پھس پھس کرتی ہنس دیں۔ وہ بھی ہنسی پر اسکی ہنسی طنز میں ڈوبے جھانپڑ جیسی تھی جو چچی کے دے کر مارا گیا تھا۔

www.kitabnagri.com

"چھوٹی چچی قصور تمہارا بھی نہیں ہے۔ تم چھوٹی عورت ہو، تبھی تو چھوٹی سوچ ہے، جھبھی تو چھوٹی بات کرے ہو۔ اب تمہارے منہ کیا لگنا۔ میری بات تمہیں سمجھ دانی میں آئے گی بھی کہاں۔۔۔"

"اُوں ہوں۔۔۔ بڑا نخرہ ہے بھئی"

"میرے جیسئوں کو سجتا بھی ہے نخرہ۔ میں نہیں کروں گی تو کیا تم دکھاؤ گی؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

اماں نے بھی اشارے اشارے یہی سب کہا

"کنواری لڑکیاں ایسے سجدہ جی مٹکتی اچھی نالگے ہیں۔ جوان بھائی ہیں، دھیان کیا کر۔۔۔"

وہ ہنس پڑی

"ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے"

اس نے کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا تھا۔ اس نے بھلا کہاں چوری کی تھی۔

رسالہ لئیے پچھلے دالان میں آگئی۔ اپنی جھلنگا ہو چکی چار پائی پہ لیٹے لیٹے دو افسانے پڑھے، پھر پینگ پہ جا بیٹھی۔ ہوا کو مٹھیوں میں جکڑے بڑی دور تک، بڑی دیر تک جھولا لیتی رہی۔ زیر لب گنگناتے ہوئے، بڑی اونچی ہنسی ہنستی رہی۔ ایسے کہ آنکھیں بھیگ گئیں، بھیگتی رہیں۔

"نا تجربہ کاری سے،

واعظ کی یہ باتیں ہیں

اس رنگ کو کیا جانے

پوچھو تو کبھی پی ہے۔۔۔۔"

دن کی کوکھ سے شام نے جنم لیا تھا۔ گلابی لال گالوں والی حسین مخلوق۔ پھیکا سا نیلا آسمان جس میں زرد نارنجی بادل تیرتے تھے۔ کبوتروں کے غول اور کسی منچلے کی اڑائی پتنگ۔

Posted On Kitab Nagri

وہ دبے پاؤں چلتی کو ٹھڑی میں آئی تھی۔ اسے پتہ وہ اسے وہیں ملیں گی۔ اس نے اماں سے اگلو الیا تھا۔ اور وہ اسے وہیں مل گئیں۔ وہ پرانی سی پوٹلی جسے ڈوٹے میں چھپائے، ہولے سے کو ٹھڑی کی کوڑ چڑھا وہ باہر نکل آئی۔

"کیا مل گیا یہ سب کر کے تمہیں؟؟؟ ہیں بتاؤ؟؟؟ جان چلی جاتی تو کسی کا کیا جاتا؟؟؟ تمہارا ہی نقصان ہوتا، کسی کا کچھ بھی نا بگڑتا۔۔۔"

اسے وہ شام یاد تھا جب وہ اکڑوڈا کٹر اس لڑکی سے کہہ رہا تھا۔ وہ جس نے چوہے مار گولیاں کھالی تھیں۔ وہ جس کا جلدی جلدی معدہ صاف کیا گیا تھا۔ وہ جو الٹیاں کرتی، کھانس کھانس کر بے حال تھی۔

"کیوں ایسا بھی کیا ہو گیا کہ زندگی ہی بری لگنے لگی؟؟؟ کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی ایسے خود کی جان کا دشمن ہو جائے؟؟؟ ہیں؟؟؟ بتاؤ زرا، دیکھو زرا۔۔۔ یہاں تو ہر طرف بیچارے انسان قطرہ زندگی، لمحہ لمحہ مہلت مانگ رہے ہیں، مانگ رہیں کہ کچھ چند سانسیں اور مل جائیں اور تم ہو کہ جو پاس ہے اسے ہی ختم کرنے پہ بضد ہو، ایسا کرتے ہیں بھلا۔۔۔"

تمہینہ نے نخوت سے سر جھٹکا۔ وہ اتنی بے تحاشا بک بک کر سکتا تھا۔ اسکی زندگی میں کوئی ابو بکر جو نہیں تھا۔

"غور کرو اور سوچو کہ تم کتنی بڑی بیوقوف ہو"

Posted On Kitab Nagri

اس نے بڑی دیر تک غور کیا تھا، بڑی دیر تک سوچتی رہی اور پھر یہی نتیجہ نکالا۔ وہ کتنی بڑی بے بس تھی۔

وہ پوٹلی کو مٹھی میں دبائے اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

شام راستہ بھٹک جانے کہاں گم ہو گئی۔ رات کسی لالچی انسان کی طرح ہر شے نکل گئی۔ مٹھی بھر بھر اندھیرا یہاں وہاں برسا یا اور تھک ہار کر بیٹھ گئی۔ ابا باہر دالان میں ٹیپ ریکارڈ رکھے، چائے کی چسکیاں لیتے، سردھن رہے تھے۔

"ہنگامہ ہے کیوں برپا
تھوڑی سی جوپی لی ہے
ڈاکہ تو نہیں ڈالا

چوری تو نہیں کی ہے۔۔۔۔۔"

وہ زرا زرا سی گولیاں اسکی مٹھی میں تھیں۔ اُن سے اس تک کابل سے زرا سا فاصلہ تھا۔ وہی فاصلہ اسکا فیصلہ تھا۔ فیصلہ یہی تھا کہ فاصلہ ختم ہو اور بس یہ شورش ختم ہو۔ یہ اتنے سالوں کی بے چینی، یہ آہ و زاریاں، یہ منہمخے، یہ سب اب بس ختم ہوں۔

"گھٹیا لڑکیاں۔۔۔۔۔ لچی لڑکیاں۔۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

اس نے دیکھا اندھیرے میں وہ ہیولہ دور کھڑا اس پہ غصہ ہو رہا تھا۔ اس نے دیکھا اسکے پیچھے اماں تھیں۔
ہونٹوں پہ انگلی رکھے، شش کہتے ہوئے۔ اس نے دیکھا پھپھو بھی وہیں تھیں۔ زخموں زخم چہرے کے
ساتھ۔ اور اس نے آمنہ کو دیکھا۔ خاموشی سے خود کو دیکھتے ہوئے۔
فیصلہ ہو گیا۔

وہ دانے اسکے حلق سے معدے میں اتر چکے تھے۔

"ہر ذرہ چمکتا ہے"

انوار الہی سے

ہر سانس یہ کہتی ہے

ہم ہیں تو خدا بھی ہے۔۔۔۔"

اس نے شکوہ بھی کیا کہ کیوں اسکا اختیار ہر شے پہ تھا پر وہ پھل اسکی دسترس میں کیوں نہیں تھا؟ جنت
جب ساری اسکے لیئے تھی تو اس پھل سے پرہیز کیوں کہا گیا؟ اس نے اسی کی ضد کی۔ حکم کو بھول بھال
www.kitabnagri.com

اس نے وہ پھل کھا لیا تھا جسے کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ اب اسکے بہشت میں رہنے کا کیا جواز تھا؟؟؟
اسکی سانسیں سینے میں اٹکنے لگی تھیں۔ اس نے منہ بھر کرتے کی تھی۔ وہ اس اندھیرے میں بھی لالیاں
دیکھ سکتی تھی۔ اسکی آنتیں پیٹ میں گچھا مچھا ہو رہی تھیں۔ ہانپتے ہانپتے اس نے ملچی روشنی میں دیکھا۔
کوئی اسکی طرف آرہا تھا۔ کوئی اسکا نام پکار رہا تھا۔ وہ نام جسے وہ کسی اور کی زبان سے سننا چاہتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

چھٹا باب: سُنو

کلیوں کا بوٹا سہا ہوا تھا۔ اسکی ٹہنوں کو مضبوطی سے جکڑے ہوئے سفید ریشمی کلیاں وہ منظر دیکھنا نہیں چاہتی تھیں، تبھی تو خود کو ڈوڈیوں کی صورت میں لپیٹے، اندر ہی اندر چھپی رہی تھیں۔ انار کے بوٹے کو وہ سب دیکھنا پڑا اور اسکی شاخوں میں چھپی چڑیوں کو بھی کہ جو اندھیرے کو غنیمت جان، آنکھیں موند دو گھڑی آرام کر رہی تھیں۔



اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029903357500595)

جوان تنومند بھائیوں کو وہ دھان پان سا وجود سہارا دیکر اٹھانا پڑا تو انکی چیخیں نکل گئیں۔ اسکے منہ سے بہتی جھاگ دیکھی تو رنگت زرد پڑ گئی اور اسے یوں ہوش سے بیگانہ دیکھا تو مانو قدموں تلے کی زمین سرک گئی۔

ہسپتال تک اسے کیسے اور کب لے جایا گیا، ان میں سے کسی کو بھی صحیح اور مکمل اعداد و شمار کے ساتھ یادنا رہا تھا۔ وقت اور اسباب بے معنی ہوئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس ہنگامی حالت والے کمرے میں پہنچ گئے۔

"چوہے مار دو؟؟؟؟"

بہزاد بھائی نے سر اثبات میں ہلایا۔ اسکی مٹھی میں دبی وہ پوٹلی انہوں نے سب سے پہلے دیکھی تھی۔

"کتنی گولیاں؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"خدا ہی جانے۔۔۔۔۔۔ بھیا یہ نقشیش بعد میں بھی ہو سکے ہے، ابھی تو میری بچی کی جان داؤ پہ لگی ہے

"

اس نے جلدی جلدی پرچے پہ دوائیں لکھیں اور حکم دیا فوری لے آؤ۔ فرہاد سرپٹ دوڑا۔ جب تک مطلوبہ اشیاء لیکر لوٹا، وہ اسکی ناک سے خوراک والی نالی معدے تک پہنچا چکے تھے۔ یہ بڑے بڑے انجکشن ناریل کے تیل سے بھرے اور اس نالی میں ڈالنا شروع کیے۔ وہ کھانس رہی تھی، الٹیاں کر رہی تھی، ہوش میں نہیں تھی۔ سب گردنیں موڑے انہیں ہی دیکھ رہے تھے، کھوجتی نظروں سے، لبوں کے آخری کونے پہ سوالوں کو روکے، تجسس سے بھرے ہوئے۔ معدہ صاف کرتی اس ڈاکٹر نے انہیں وہ انجکشن دکھایا جو اس نے تہمینہ کے معدے کے مواد سے بھر کر نکالا تھا۔ پیلا مائع جس میں گولیوں کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔

اماں تو کلیجے پہ ہاتھ رکھ، پھوٹ پھوٹ رو پڑیں۔ تہمینہ وہیں انکے بازو سے لگی، آنکھوں میں مٹھیاں دیئے کھڑی تھی۔

www.kitabnagri.com

"میری بچی کو بچا لو ڈاکٹر صاحبہ"

"سوال تو یہی ہے میری اماں، تمہاری بچی کو کس سے بچاؤں؟؟؟ خود سے، یا اُس سے؟؟؟ یا پھر تم سب

سے؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ چپکلی ہو رہیں، ویسے ہی روتی رہیں۔

Posted On Kitab Nagri

وہ الٹیاں کر کر ہانپ رہی تھی۔ مدافعتی جنگ لڑا اب تھک چکی تھی، جبھی تو شکست مان کر بستر پہ گر چکی تھی۔ ناک سے لٹکتی اس نالی سے وہ مائع ابھی تک بہہ رہا تھا۔

اس کی حکم عدولی پہ سزا فوری دی گئی تھی۔ فرمان جاری ہوا اسے بہشت سے نکال دیا جائے اور اسکی ساری حیات کا مقصد اسی بہشت کو واپس پانے کی تگ و دورہ جائے۔ جو اس کا ہے، چھین لیا جائے کہ اسے اسکی قدر ہی نہیں ہے۔

اماں اسکے سرہانے بیٹھیں، اسکا ہاتھ بازو سے لگائے کڑیاں لے لے رو رہی تھیں۔ چھوٹی چچی بستر پہ چڑھی بیٹھی، اسکے پاؤں داب رہی تھیں۔ وہیں بستر کی پائنٹی بہزاد بھائی کھڑے تھے، برابر میں ابا اور فرہاد۔

"کس چیز کی کمی چھوڑی ہم نے۔۔۔ کھانا پہننا اوڑھنا۔۔۔ ہر شے کی آزادی۔۔۔ ہنسنا رونا گانا سب۔۔۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔۔۔ کس شے کی کمی چھوڑی؟؟؟؟؟"

اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ ویسے ہی چت لیٹی، خاموشی سے سنتی رہی۔ ہاں سن رہی تھی، ابھی تو بتایا گیا تھا کہ ہوش میں ہے۔

"بڑے سے چھوٹے تک، کس نے کیا کیا کبھی تجھے؟؟ کونسی فرمائش پوری نا ہوئی؟؟؟؟ کونسی زیادتی ہوئی کبھی؟؟؟؟؟ ہیں؟؟؟؟؟ اور بدلہ کیا ملا ہمیں؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"اماں بس۔۔۔"

بہزاد بھائی گھوم کر آئے اور انکے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر دبا یا۔

"اس کو بھی کہو کہ بس کرے۔۔۔ کوئی اسکی بھی منت کرو، اسکو بھی لگام ڈالو۔۔۔"

"تہمینہ کی ماں۔۔۔"

اباجی نے ہولے سے کہا۔

"بس نیک بخت۔۔۔"

انہوں نے سراٹھایا اور شکوہ بھری نظروں سے شوہر کو دیکھا۔ وہ خاموشی سے سر جھکا گئے تھے۔

وہ اگلی رات کو آیا تھا۔

اسے بستر پہ دیکھ کر پہلے تو آنکھوں میں ایک مانوس سا تاثر اتر ا جس نے فوری اچھنبا اوڑھ لیا تھا۔ اسکی

ناک سے لگی خوراک کی نالی اور اسکا سُتا ہوا چہرہ دیکھا تو پہلے پہلے اسکے بیڈ پہ ہی رک گیا۔

"اب کیا ہوا؟؟؟؟؟"

اسے بتایا گیا کہ ہوا کیا تھا۔ اس نے ایسے دیکھا گویا یقین نا آیا ہو۔ نظروں ہی نظروں میں اس سے یقین

دہانی چاہی۔ پھر جب معلوم پڑا کہ وہ سچ تھا تو اسکے نزدیک آیا۔

"یہ اتنا ضروری تھا کیا؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

وہ خاموش رہی پر اسے ہی دیکھتی رہی

"کیا قیمت ہے چار چوہے مار گولیوں کی؟؟؟ اور کیا قیمت ہے تمہاری؟؟؟ حساب لگانا تو دھیان رکھنا حساب درست رہے۔ گھاٹا تمہارے حصے زیادہ آئے تو سمجھ لینا کہ یہ ضروری نہیں تھا"

"آپ نے کہا تھا انہیں اپنی بات سناؤ"

"یوں تمہاری سنی جائے گی؟؟؟ تمہیں لگتا ہے اب تمہیں دیکھا بھی جائے گا؟؟؟ پہلے کان لیٹے گئے تھے، یقیناً انواب آنکھیں بھی میچ لی جائیں گی۔"

"اور کیا کرتی پھر؟؟؟؟؟"

وہ زرار کا

"چوہے مار گولیاں چوہوں کے لئے بچا کر رکھتیں"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

وہ ہسپتال میں چار روز رہی تھی۔

وارڈ میں داخل کر دی گئی۔ ساری دوائیں، خون کے نمونوں کی جانچ، سب ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ سب گھر والے دود و کر کے ملنے آئے، تیمارداری ہوئی۔

جانتے ہو اس دن کون آیا؟

Posted On Kitab Nagri

ماں اور باپ ساتھ تھے۔ ایسے ہلکے سے نیلے رنگ کے سوٹ میں، کالر، کف اوپر کو چڑھے ہوئے، گھڑی۔

پھپھونے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا، پیار دیا، طبعیت پوچھی، پاس بیٹھی باتیں کرتی رہیں۔ وہ باپ بیٹا وہیں پاننتی کے پاس کھڑے رہے، ابا سے، بہن ادبھائی سے باتیں کرتے رہے۔ اماں نے دو چار بار بیٹھنے کو کہا پر کوئی جواب دینا ہی بیٹھے۔ تہمینہ کن انکھیوں سے دیکھتی رہی۔ سارا وقت، سارا وقت۔ ایک بار بھی اس بندہ خدا نے اسکی اور نہیں دیکھا۔ ایک بار بھی اسکا حال نہیں پوچھتا۔ ٹھیک ہے اس نے کونسا کوئی جنگ جیتی تھی کہ اسے مبارکباد پیش کی جاتی۔ گھڑی دو گھڑی رک کر وہ بھی چلے گئے تھے۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کتنی اہم ہو۔ ایک پل کے لئے رکو اور زرا سوچو، تمہارے بغیر اس دنیا کا کیا ہوگا۔۔۔"

www.kitabnagri.com

چوتھے دن اسکی چھٹی بنائی گئی۔ دوائیوں کا پرچہ تھماتے اس نے بہن ادبھائی سے کہا تھا "اسے ماہر نفسیات کو ضرور چیک کروائیں۔ انسان اتنا بزدل ضرور ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جان لینے کا سوچ کر ڈر جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک بار اس نے بہادر بن کر ایسا کرنے کی ٹھان لی، اگر اس نے ایک بار یہ

Posted On Kitab Nagri

بہادری دکھا دی تو پھر وہ بزدل نہیں رہتا۔ جس نے ایک بار گولیاں کھائی ہیں، وہ دوبارہ بھی کھا سکتی ہے۔ اسے روکنا چاہیے۔

وہ خاموش بستر پہ پڑی اسے دیکھتی رہی۔

"تمہیں اب روکنا چاہیے۔"

وہ اتنے دنوں سے روز یہی کہتا تھا۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ رک کر کیا کرے؟ اسکی تو ابھی منزل ہی نہیں آئی تھی۔ اسکے تلووں میں ابھی سفر لکھا تھا، وہ رک کر کیا کرتی؟؟؟؟؟

"تمہارا اور صرف تمہارا نقصان ہوگا۔ کسی کا کچھ بگڑا ہے اور نا ہی بگڑے گا۔ کوئی بہن بھائی، ماں باپ، دوست رشتے دار، کوئی بھی ساری عمر ماتم نہیں منائے گا۔ تمہارے جانے سے انکا کچھ نہیں بگڑے گا۔ بس تمہارا نقصان ہوگا اور اس خوبصورت دنیا کا جو کہ تمہارے لیے بنائی گئی ہے۔ وہ نعمتیں بے قدری ہو کر رہ جائیں جنہیں خاص تمہارے لیے اتارا گیا ہے۔"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کرنا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029903357500595)

اسے سہارا دیکر وارڈ کے دروازے تک لایا گیا تھا۔ وہ ایک آخری بار اسے دیکھنے کے لئے رکی تھی۔

"سنو!!!! تمہیں کبھی بھی مددگار کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں"

تہمینہ نے اسے بغور دیکھا۔ وہ جسے اماں بڑی لے سے پکارتی تھیں۔ ڈاکٹر صیب۔۔۔۔

"اپنا خیال رکھنا تہمینہ"

اسکا نام کتنا خوبصورت تھا۔ اس نے گویا آج پہلی بار اپنا نام سنا تھا۔

وہ ماں بیٹیاں ایک بار پھر سے آمنے سامنے تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

پیڑھی پہ دھری لالٹین کے آس پڑوس میں لکھوں لکھ پتنگے جمع تھے۔ انکا بھی عجب عشق تھا۔ سر پٹنچ،
قطرہ قطرہ مرتے رہنا جانے کیا راحت بخشتا تھا۔ اماں نے تندور سے آخری لکڑی بھی کھینچ دی تھی۔
سر مئی اور سیاہ کسلا دھواں چھپر کی قید سے آزاد ہو کر آسمان کی طرف ہجرت کرنے لگا تھا۔

"اب چین مل گیا تجھے؟ خاندان بھر میں بدنامی کروا کر، اب سکون ہے تجھے؟؟؟ اب ہے کلیجے میں ٹھنڈ
؟؟؟ خوش ہے اب؟؟؟"

وہ ناخن سے زمین کھرچتی رہی۔

"میں نے ابو بکر سے شادی نہیں کرنی اماں"

اماں نے آگے ہو کر اسکی کنپٹی پہ جھانپڑر سید کیا تھا۔ ایسی جلدی میں کہ انکے گٹھنے سے چائے کی پیالی
لڑھک گئی اور دور تک ننھی سی نہر بہہ نکلی۔

"مار لو، جتنا جی چاہے مار لو چاہے مار دو پر ابو بکر سے شادی نہیں کروں گی"

وہ تیز آواز میں بولی تھی۔ اماں نے چٹاخ سے سوال دے مارا

"کیوں؟؟؟؟"

"کیوں کہ میں اس سے شادی کرنا نہیں چاہتی۔۔۔"

اسکی آواز اور اونچی ہو گئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"وجہ چاہیے تو بتاؤ کس وجہ سے رام ہو جاؤ گی؟؟؟ ہوں؟ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں؟ یہ کافی نہیں ہے نا۔۔۔ چلو وہ اور کسی کو پسند کرتا ہے۔ یہ ممکن نہیں؟؟؟ یہ ممکن ہے کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتا؟؟؟ مجھے اس سے نفرت ہے؟؟؟ اسے مجھ سے نفرت ہے؟؟؟ بتاؤ کیا وجہ دوں؟؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ اسکے اندر کوئی جوالا مکھی بھڑ بھڑ جل اٹھا تھا۔

"اس سے شادی کروں گی تو حسینہ پھپھو بن جاؤں گی۔ میں مار کھا کر آیا کروں گی، زخموں سے چور، نیلو نیل۔ اماں تم۔۔۔ تم اپنی ساس بن جاؤ گی۔ بہزاد بھائی بیوی سے میرے بدلے نہیں لیں گے پر تم، اماں تم۔۔۔ تم بہو اور بیٹی میں بیٹی کو چنا کرو گی۔ تم بیٹی اور بیٹے کے گھر میں سے بیٹی کا گھر چنو گی۔۔۔ تم حسینہ پھپھو کی ماں کے بدلے انکی بیٹی سے لو گی۔۔۔"

وہ شدت سے نفی میں سر ہلار ہی تھیں

"تم لاکھ ناں ناں کرو، ایسا ہی ہو گا اماں۔ تم سب عورتیں، تم سب عورتوں کی قسمت، نہیں اماں۔۔۔ میں اس سے شادی نہیں کروں گی"

www.kitabnagri.com

وہ اب التجاؤں پہ اتر آئی تھیں۔ ماں کو دیکھ وہ اب رو پڑی تھی۔

"تم نے کچے ذہن میں اسکا نام بٹھایا اماں تو ایک تاثر اس نے اپنا بھی تو چھوڑا ہے۔ تم نے جب جب کہا ابو بکر، میرے دل نے دہرانے سے انکار کیا ہے۔ میں نے سالوں اسکے نام کا جاپ کیا ہے اماں پر۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

پر مجھے اسکا نام آج بھی یاد نہیں ہو سکا ہے۔ وہ اسکا نام آج بھی اٹک اٹک کر لیتی ہوں۔۔۔ میں آج بھی اسکا نام لینا نہیں چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

"میری بچی۔۔۔"

اماں نے اسکا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ ہاتھوں کے کٹورے میں لیا تھا۔

"وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا۔۔۔ وہ تجھے کیوں مارے گا؟؟؟؟ میں آمنہ کو کیوں ماروں گی؟؟؟؟ ہیں میری بچی؟؟؟؟ تو اتنی پریشان کیوں ہے؟؟؟؟؟؟؟؟"

"اگر وہ ایسا نہیں بھی ہے، وہ مجھے نہیں مارے گا، وہ مجھ سے پیار بھی کرتا ہے، سب اچھا بھی ہوگا، تب بھی اماں۔۔۔ تب بھی اگر جو کہوں اس سے شادی نہیں کرنی ہے؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ بے بسی سے ماں کو دیکھ رہی تھیں۔ جانے کڑوا زہر دھواں تھا جو آنکھیں جلارہا تھا کہ اپنی بے بسی۔

"رشتے داؤ پہ مت لگا میری بچی۔۔۔ ایسے نا کر۔۔۔ یہ بچپن کے طے رشتے، یہ ٹوٹے تو سب ختم ہو جائے گا۔۔۔ تو بات کیوں نا سمجھے ہے۔۔۔ یہ بڑوں کی مرضی ہے۔۔۔۔۔ یہ فیصلے۔۔۔۔۔"

اماں "!!!!!!"

وہ کانوں پہ ہاتھ رکھ کر پوری قوت سے چلائی تھی۔ وہ حقا بقارہ گئیں۔

"مجھے۔۔۔ ابو بکر سے۔۔۔ شادی۔۔۔ نہیں۔۔۔ کرنی۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

سارے بدن کی طاقت جمع کر کے، وہ ایسی شدت سے چلائی کہ اسے چکر آ گیا تھا۔ سانس پھول گیا اور گردن کی رگیں تن گئی تھیں۔ حویلی کے ہر کونے کھد رے تک اسکی آواز گونج رہی تھی۔ اس نے مشورہ دیا تھا ناں کہ سب کو ایسے سناؤ کہ تمہاری بات سننا ہی پڑے۔

ساتواں باب: بہت بے آبرو ہو کر

تمینہ کو حکم ہوا کہ وہ اسکے اعمال نامہ کی کتاب پہ کاتب مقرر ہو جائے۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، روتے ہنستے ہر سہ وہ اسکی پرچھائیں بنی، اسکے ساتھ ہی لگی رہتی تھی۔

تمینہ چڑ گئی۔ بڑی سخت سست سنائیں، گالم گلوچ، طعنے اور خدا جانے کیا کیا۔ آفرین ہے اس لڑکی پہ کہ اسکی اتنی بے تحاشا حقارت کو آپ شیریں کے مافق پتی رہی اور اپنا فرضہ سرانجام دیتی رہی۔ اس کی ایک ایک حرکت پہ نظر رکھتی، وہ کیا کر رہی ہے، کیا کرنے والی ہے، اسکا سارا حساب رکھتی۔ ان گنتی کے چھ دنوں میں وہ اسکی سوچ تک پڑھنے پہ قادر ہو چکی تھی۔ اسکا بستر اتمینہ کے بغل میں تھا۔ اسکا کھانا پینا، اوڑھنا پہنا سب اسکے معمولات کے مطابق ڈھال دیا گیا تھا۔ وہ کھائے گی تو یہ کھائے گی، وہ جدھر کارخ کرے گی، یہ بھی کرے گی۔ قصہ مختصر یہ سانس بھی اسکی سانسوں کی لے کے ساتھ ساتھ لے گی۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ تم ٹھیک نہیں کر رہی ہو اماں۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔ ارے ایسی بے اعتمادی، ایسی بے بہا سختی۔ میں جانور نہیں ہوں اماں، تم مجھے یوں قید نہیں کر سکتیں"

وہ کر سکتی تھیں۔ وہ سب کچھ کر سکتی تھی۔ اسے وہ سب کرنے سے روکنے کے لئے جو وہ کر چکی تھی اور وہ سب روکنے کے لئے جو وہ کرنا چاہ رہی تھی، وہ یہ سب اور سب کچھ کر سکتی تھیں۔

"یہ بے اعتمادی بھی تو نے خودے کمائی ہے لڑکی۔ یہ ساری سختیاں یو نہی بے وجہ ہیں کیا؟؟؟؟؟ اپنے ایمان کی کہہ، اب جیسی ماں بن گئی ہوں، کیا سدا سے ایسی ہی ماں تھی میں؟؟؟؟؟"

"ہاں تم سدا سے ایسی ہی ماں تھیں"

وہ انکے منہ پہ کہہ گئی۔

"مجھے سانس تو لینے دو، اتنا تو ستم مت کرو"

"لے سانس۔۔۔ جی بھر کے لے۔۔۔ روکا ہے کسی نے؟؟؟؟؟ تیرے سوا تیری سانسوں کا دشمن اور ہے کون بھلا؟؟؟؟؟ ہیں؟؟؟؟؟ لے سانس، ساری ہوا، ساری فضا تیری ہی ہے۔۔۔۔ لے سانسیں

اور خدا کا واسطہ ہمیں بھی سکون سے سانسیں لینے دے۔۔۔ اپنی دشمن بن اور نا اپنی سانسوں

کی۔۔۔ نا ہمار یوں کی۔۔۔۔"

وہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔

"پھر تم بھی تو دشمنی مول نالو۔ بیٹی ہوں، بیٹی سمجھو۔"

Posted On Kitab Nagri

"بیٹی ہی تو سمجھا ہے، جبھی تو بیٹی کو بچانے کی تگ و دو میں لگی ہوں۔"

سب سے پہلے تو اماں نے گھر سے چوہے مار دوائی کا خاتمہ کیا تھا۔ وہ دوائی اور اس سے ملتی جلتی ہر وہ شے جو زندگی ختم کرنے کے لئے استعمال ہو سکتی تھی، تلف کر دی تھی۔

"ارے کم بخت دو نمبر دوائیاں ہیں۔ چوہے مرتے ناں ہیں، انسان لمحوں میں انٹا غفیل ہو جاویں ہیں۔ دفع کروان منحوسوں کو۔۔۔"

دفع کر دیا گیا۔ وہ ساری گولیاں، غسل خانے سے بلیچ اور تیزاب کی بوتلیں، باورچی خانے سے ساری چھریاں چاقو، ہر شے چھپا دی گئی، ایسی تحتُ سرا میں کہ وہ چھٹانک بھر کی لڑکی بنا کسی کی مدد انہیں کبھی ڈھونڈنا پاتی۔

"شکر کرو بات دب گئی بھا بھی، وگرنہ جو گاؤں والے بھنک بھی پا جاتے تو۔۔۔۔۔"

پھپھو آئی تھیں۔

www.kitabnagri.com

"ابو بکر کی سناؤ"

"اسکی کیا کہوں۔ غصہ ہو رہا تھا۔ اور بھا بھی تم اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہو، اسکا غصہ کرنا بجاناں ہے؟؟؟؟ ارے دیکھو اسکی بہت ساری حرکتیں بچپنا سمجھ کر بھول جاویں، پر یہ سب۔۔۔۔۔ خود کشیاں تو بچپنا نہیں ہوتیں، بیوقوفی ہوتی ہیں"

Posted On Kitab Nagri

وہ چپکی ہو رہیں۔

"کچھ بولی کہ کاہے کیا یہ سب ؟؟؟؟"

چھوٹی چچی نے نظریں چرائیں۔ اماں سبزی کی ٹوکری پہ جھک گئیں۔

"بس ایسے ہی۔۔۔ بیوقوف ہے ناں"

سب نے وہ سنا تھا جو اس نے سنایا تھا پر سن کر بھی سب بہرے بنے رہے تھے۔ مگر اس سن لینے اور

بہرے بن جانے کے درمیان میں بڑا فساد مچا تھا۔

"اسے ایک ہی بار بٹھا کر پوچھو کہ ہماری عزت کے جنازے نکالنے کے لیے اسے کیا منصوبے ہیں۔

"

بڑے ابا چیخ چیخ کر ہانپنے لگے تھے۔

"اپنی من مانیاں کرنے کی اجازتیں دواسے، اور دو۔ اور پھر کچھ کہو بھی مت کہ کہیں خود کشی نہ کر لے۔

یہ تو سراسر بے راہ روی ہے"

ابا تو بس دم سادھے بیٹھے رہے۔ یوں جیسے انہیں یقین ہی نہ آیا ہو کہ تہمینہ نے وہ سب کہا تھا اور وہ سب کیا

تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"پسند کی شادی کرادوں اسکی؟؟؟ کہیں بھی جہاں کہے۔۔۔ کہیں بھی کہ ناں ذات برادری دیکھوں، نا یہ کہ ہم پلہ ہیں کہ نہیں۔۔۔۔"

"جھوٹ بولتی ہے اباجی۔ کوئی بھی اور نہیں ہے"

اماں نے فوراً کہا تھا۔

"پھر ابو بکر کے نام سے کاہے بدکتی ہے"

یہی بات فرہاد نے اس سے پوچھی تھی۔ جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تھے، اپنے اپنے فیصلے سنا چکے تھے، اس رات جب وہ چھپر تلے اکیلی رہ گئی تھی، تب وہ بہت دیر اسکے سامنے بیڑھی پہ سر جھکائے بیٹھی تھینہ کو دیکھتا رہا تھا۔

"ابو بکر کے نام سے کیوں بدکتی ہو؟؟؟؟"

اس نے لمبا سانس بھرا

"اگر جو بڑے ابا کے پاس انتخاب ہو، یہاں تک دیکھ لینے کے بعد کہ جلال ماموں نے پھپھو کو کیسی کیسی ماریں ماری ہیں، اب جو اگر کوئی کیسے بھی کر کے وقت کو موڑ دے اور بڑے ابا کو پھر سے بیٹی کی شادی کا فیصلہ لینا ہو تو وہ کیا کریں گے فرہاد؟؟؟؟؟؟ وہ ایک بار اپنی بیٹی کی شادی اس مرد سے کر دیں گے جنکے بارے انہیں پتہ ہو کہ وہ انکی بیٹی کو چوٹ پہنچائے گا؟؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ خوشی خوشی کر دیں گے۔ دوسری بار بھی۔۔۔ تیسری بار بھی۔۔۔ کیونکہ شوہر کا بیوی پہ ہاتھ اٹھانا اس کا حق ہے اور مار کھانا بیٹی کا نصیب۔۔۔۔"

وہ چپ چاپ اسکی سنتا رہا

"بس اتنی سی بات ہے فرہاد۔ وقت نے ایک بار پھر فیصلے کا اختیار دیا ہے، وہ اب کی بار فیصلہ بدل کیوں نہیں سکتے؟؟؟؟؟ وہ ابو بکر کو جلال ماموں اور مجھے حسینہ پھپھو بننے سے بچا کیوں نہیں سکتے؟؟؟؟؟" وہ ابھی رونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ابھی اپنا موقف بیان کر دینا چاہتی تھی

"فرہاد میری مرضی، میری رائے اہم نہیں ہے، کوئی بات نہیں۔ انکی اپنی عقلیں کہاں گئی ہیں؟؟؟؟؟ آج خاندان ذات برادری کے پہاڑوں کے پیچھے سیلاب جیسے عیب بھلے چھپ جائیں، پر کبھی تو یہ بندھ ٹوٹیں گے ناں؟؟؟؟؟ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں انکے کھیل میں اپنی زندگی کی بازی لگا دوں؟؟؟؟؟؟؟"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

رات کے سناٹے میں بس اسکی آواز گونج رہی تھی۔
"میں ساری زندگی اسکی مار نہیں کھاسکوں گی فرہاد"

"اور اگر وہ ایسا نہیں نکلاتو۔۔۔۔"

"اور اگر وہ ایسا ہی نکلاتو۔۔۔۔۔"

وہ فوراً بولی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

کہنے والے اس سے کو خزاں کا نام دیتے تھے، حالانکہ اسے تو بہار کا نام بھی دیا جاسکتا تھا۔ جانے یہ کس نے کیا تھا، کس نے اس موسم سے ایسی چپقلش پالی تھی کہ اسے فراق سے تعبیر کر دیا تھا۔
باغیچے میں لگا انجیر کا پیڑ پھولوں کے گچھوں سے لداوا تھا۔ زرہ زرہ سی کلیوں سی اٹھتی ہلکی ہلکی باس
تتلیوں کے ہوش اڑائے دیتی تھی۔ ان حسیناؤں کے غول کے غول، ملائم پنکھڑیوں سے شرارتیں
کرتے، اپنے ہی گیت گانے میں مصروف تھے۔

تہمینہ نے غور سے سنا

"اب اس گھر کے چھوٹے بڑے فیصلے کریں گے؟؟؟؟ اب بڑوں کو چھوٹا کر کے یہ اپنی اپنی من
مرضیاں کریں گے؟؟؟؟ اب ہدایت اللہ کے گھر میں یہ ہوگا؟؟؟؟؟"
وہ تتلیوں کی بھن بھن سن سکتی تھی پر اماں نے منمننا کر کیا کہا، وہ ناجان سکی۔
"بڑے ابا وہ۔۔۔۔۔"

www.kitabnagri.com

"توچپ کر"

انہوں نے گرج کر فرہاد کوچپ کروایا۔

"لاڈلہ ہے تو لاڈلہ بنا رہ۔ نافرمانی کا سوچو بھی مت۔ چاند مانگ، میری دستار نہیں"

"وہ راضی نہیں ہے پھر؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

وہ چپ ہر گز ناہوا۔ اس سے وعدہ کر کے گیا تھا کہ اسکا مقدمہ اب سے خود لڑے گا۔ تہمینہ کو اس پہ بھروسہ تھا۔ نو مہینے ماں کے پیٹ میں اسکے ساتھ سے گزارا تھا۔ اسے اس پہ اعتبار تھا۔ اسے بڑے ابا پہ اعتبار نہیں تھا۔

"اسے راضی ہونا پڑے گا۔ اسکے پاس اور کوئی چارہ نہیں۔ ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں۔"

وہ اسکی آواز میں گرج سن اب دھیمے پڑے تھے۔

"بچپن سے طے رشتے یوں ایسے کیسے ٹوٹ جائیں گے میرے بچے۔ زبان کے مان رکھنے ہوتے ہیں۔ یہ مان ٹوٹیں تو بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ اب بتا، ایمان کا ہے نہیں بچاؤں اپنا۔۔۔"

تہمینہ نے لمبی سانس بھری۔

"جو بھی کہیں بڑے ابا، میں اپنی بہن کے ساتھ زیادتی ناہونے دوں گا"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

وہ مرد کا بچہ تھا، بہن کے لئے ڈٹ گیا۔

بڑے ابا نے آنکھیں دکھائیں، ابا سے جھڑکے کھائیں، پراسکی ڈھال بننے سے باز نہیں آیا۔

"اسکی مرضی نہیں ہے تو بس بات ختم ہے۔ آپ کی کن گھٹی ہوتی ہے تو میں ماموں سے بات کر لوں گا، وارث ہوں میں بھی اسکا"

"اے ہے۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

اماں کے روکے سے تورکنے والا وہ گز بھی نہیں تھا۔

"ناہنجار کیسے اول فول بولتا رہتا ہے۔۔۔ فرہاد میں کہے دے رہا ہوں خبردار۔۔۔ خبردار جو تیرے منہ سے انکے ساتھ کچھ بھی الٹا سیدھا نکلا تو۔۔۔۔"

وہ تو کوئی وقت ہوتا اور ماموں کے چلا بھی جاتا

"میرے لئیے بہن زبان سے زیادہ اہم ہے اباجی۔ زبان نارہی تو گونگوں میں سہی، زندوں میں تو رہوں گا۔ میرے منہ میں خاک گر بہن کو کھو دیا تو نازندوں میں رہوں گا نا ہی مردوں میں۔۔۔۔"

گھر میں دبی دبی جو اسکے نکاح کی تیاریاں ہو رہی تھیں، اس نے بند کروادی تھیں۔

"اٹھو تم بھی، نکلو کمرے سے۔ بس اب سارے حیلے، سارے بہانے بند۔ کوئی شادی نہیں ہو رہی، خوش ہو جاؤ۔ جاؤ باغ میں، پھل جھاڑو، چڑیوں پہ نشانے باندھو۔ بس پرسکون رہو۔۔۔۔"

ساتھ ہی اس نے حلف بھی لیا تھا۔

"خبردار جواب موت سے پہلے مرنے کے بارے میں سوچا تو۔۔۔ یاد رکھنا تمہارے پیچھے پیچھے میں بھی چلا آؤں گا۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

یہ تماشہ ہفتہ بھر چلتا رہا اور پھر بڑے ابا نے ہار مان لی۔ وہ مرد تھا، جی بھی مان لی۔ جوان خون ہے جانے کیا کر بیٹھے، اس خدشے سے ڈر کر ہار مان لی۔ بھائی سے کوئی نہیں ڈرا، بہن تو چلو کسی گنتی میں نہیں تھی، ہاں مگر ایک بیٹے سے ہار مان لی گئی۔

"میں نے منع کر دیا ہے جلال کو۔ کوئی ڈولی نہیں اٹھے گی۔ تو بھی اب سیدھا ہو جا۔۔ دھیان لگا پڑھائی میں۔۔۔ ہفتے بھر سے گھر پہ ہے، ادھر کالج کا حرج نہیں ہو رہا۔۔۔"

کوئی اور ہوتا تو جھانپڑ کھاتا اور چپکا ہو بیٹھتا پر وہ تھا۔ سبھی جانتے تھے اسکے امتحان سر پہ تھے۔ وہ اسکے بعد بھی گاؤں میں تھا تو وجہ بس تہمینہ تھی۔

"تو میرا بیٹا دل لگا کر پڑھائی کر۔ شاباش۔ میاں جی نے کہا ہے تو بس اب فکر نہ کر۔۔۔"

سٹیل کے بڑے ٹفن میں ابا نے اسکے لیے پیخیری بنائی تھی۔ چاروں مغز، بادام اور دیسی گھی۔ دال بنائی، اخروٹ کا حلوہ بھی۔ تہمینہ نے بڑے جی جان سے اسکا بیگ باندھا تھا۔ اپنے مسیحا کے لیے اتنا تو کر ہی سکتی تھی۔

www.kitabnagri.com

سات آٹھ دن ہی گزرے تھے۔

وہ ہر شے بھلا کر اپنی کتابوں، رسالوں میں گم ہو گئی تھی۔ باغیچے میں گھسی رہتی، پینگ جھولتی، سہیلیوں کے ہاں گئی رہتی یا انکے ساتھ کھیتوں پر۔ اماں نے ہر روک ٹوک اٹھالی تھی۔ اسکا فرشتہ اب آزاد تھا اور وہ

Posted On Kitab Nagri

خود بھی۔ ہر رات اب وہ پرسکون ذہن کے ساتھ، ابا کے ریڈیو پہ بجتی ملکہ ترنم کی میٹھی لوریاں سنتے سوتی تھی۔

اس نے خطا کی تھی، نافرمانی ہوئی تھی، پھر کیوں ابھی تک بہشت میں تھی؟ وہ بھلے وہاں تھی، پر اسے وہاں سے جلد نکالا جانا تھا۔ اسکے لئے سزا لکھ دی گئی تھی، بس عمل درآمد ہونا باقی تھا۔ وہ سب اسی کی تیاری میں لگے ہوئے تھے۔ اپنے اپنے ذمہ لگے فرائض، ہولے ہولے ادا کرتے، وہ اسکی جنت کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں لگے تھے۔

اس نے جب تک وہ محسوس کیا، دیر ہو چکی تھی۔

وہ لال خون جیسا جھل مل کرتا عروسی جوڑا تیار ہو چکا تھا۔ جگر مگر کرتا سونے کا یہ بڑا سالا کٹ، چوڑیوں کا ڈھیر۔ وہ حق دق بیٹھی رہ گئی۔

اماں کے پیچھے پیچھے کمرے کے دروازے تک ابا بھی آئے تھے۔ اس نے سر اٹھایا تو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

www.kitabnagri.com

"میری بیٹی ہے تو میری مرضی مان لے۔۔۔ نہیں تو وہ کر جو تیرے جی میں آئے۔۔۔"

اسے پتہ تھا یہ ہوگا، اس نے درجنوں کہانیوں میں یہ پڑھ رکھا تھا۔ اسے سو فیصدی اس لمحے اچھنبا نہیں ہوا، پتہ جو تھا کسی لمحے یہ ہوگا کہ بات جذبات میں بھگو کر کی جائے گی۔ جب خون کے تیشے سے اسکے مضبوط فیصلے پہ وار ہوگا، اسے پتہ تھا۔

Posted On Kitab Nagri

جمعہ دور کہاں تھا۔

یہ ابھی دودن کی دوری تھی۔ فرہاد کے واپس آنے کی بالکل بھی امید نہیں تھی۔ جمعے کے روز ہی تو اسکا پرچہ تھا۔ بڑے ابانے پکا کام کیا تھا۔ وہ کل کا بچہ سمجھا کہ انہیں ہرا گیا۔ ہونہہ بیوقوف کہیں کا۔ وہ جال میں پھنس چکی تھی۔ وہ جال جو اسے تب نظر آیا جب دانے کے پیچھے پیچھے وہ زمین پہ اتر آئی تھی۔ اب لاکھ ہاتھ پاؤں مارتی، قید اسکا نصیب تھی۔ اسے قید نہیں ہونا تھا۔ ویسے جیسے پھپھو قید تھیں۔

اسے وہ دن یاد تھا جب وہ ماں کے ساتھ انکے ہاں رہنے گئی تھی۔ وہ دن جب جانے کیوں جلال ماموں غصہ ہوئے اور پھپھو کا سر پھاڑ دیا تھا۔ اسے یاد تھا تب ابو بکروہاں تھا۔ اسے یاد تھا اس نے ماں کو نہیں چنا تھا۔ اسے یاد تھا کہ میاں بیوی کے معاملے میں ایک بیٹا نہیں کودا تھا۔ اس دن وہ پھپھو کے زخم صاف کرتی خود کو انکی جگہ محسوس کرتی رہی تھی۔ اسے لگا وہ خود کے زخم خود صاف کر رہی ہے اور اسکا بیٹا خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اسے وہ بیٹا بیٹے کی صورت چاہیے تھا اور نا ہی شوہر کی صورت میں۔ یہ تب کا فیصلہ تھا۔ یہ آج کا فیصلہ تھا۔

اور آج اس نے فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

ابانے ساری حویلی لال ہری مرچوں سے سجوائی تھیں۔ پھولوں کے تھال کے تھال جن سے آمنہ اور شمینہ لڑکیوں کے ساتھ مل گہنے پر ونے میں مصروف تھیں۔ بڑے دالان میں حلوائی کڑھائی لیئے آچکا تھا۔ شیرہ کڑھ رہا تھا۔ موتی چورلڈ و تیار کے مرحلے میں تھے۔

تہمینہ نے خاموشی سے رات کو دبے پاؤں اترتے محسوس کیا تھا۔ اسکی ہلکی ہلکی آہٹ ایسی گونج میں بدل گئی کہ اسکے پیچھے ساری آوازیں خاموش ہو گئیں۔

لال جوڑے کو اس نے وہیں چھوڑ دیا۔ زیورات کا وہ ڈھیر بھی بنا چھوئے پڑا رہنے دیا۔ ہاتھ میں لپٹے گجرے وہیں دہلیز پہ نوچ ڈالے اور اپنی شال کو ماتھے تک کھینچ کا چہرہ ڈھانپ لیا۔
"معاف کرنا بابا۔ میں وہ بیٹی نہیں جو تمہاری زبان پہ اپنی زندگی قربان کر دوں"
اسکے قدم سڑک کی طرف بڑھ رہے تھے۔ روشنیوں سے سچی حویلی دور ہوتی جارہی تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

آٹھواں باب: زبیر

رات کا سارا نشہ ہرن ہوتا رہا۔

Posted On Kitab Nagri

وہ جو خود پہ مان تھا، تار تار ہوتا رہا۔ اسکی جوانی کو بھی ڈھلنا ہی تھا۔ اسکی سیاہ زلف کو بھی سرمئی ہونا ہی تھا۔ جب حکم ملتا ہے تو پھر ماننا ہی پڑتا ہے۔ یہ سے وہ ہونا ہی پڑتا ہے۔

آسمان نے وہ تاروں سبھی سیاہ شال اتار پھینکی تھی۔ تہمینہ نے خود پہ شال کو اور مضبوطی سے لپیٹ لیا۔ پہلے تو اندھیرا تھا جو پردے رکھے ہوئے تھا، اب تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ چائن تو سارے راز اُگلنے والا تھا۔ پہلے تو شاید وہ دیکھنے پہ نظر آتی، غور کرنے پہ معلوم پڑتا کہ ایک وہ بھی ہے، اب تو دیکھے بنا بھی وہ دیکھنے والی تھی۔ یہ بھی جانے کیسے ہو جاتا ہے۔ معلوم نہیں کیسے عورت سب کو ہی نظر آ جاتی ہے۔ ہر وہ جگہ جہاں اسے نہیں دیکھنا، دیکھتے رہا جاتا ہے اور جہاں یہ لازم ہے کہ اسے بھی دیکھا جائے، وہ نظر ہی نہیں آتی۔ دیکھنے والوں نے دیکھنے اور اندھے ہو جانے کا عجیب ناک بونا کھا ہے۔



اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029903357500595)

سامان کے نام پہ کچھ بھی نہیں تھا۔ زادہ راہ کے نام پہ چند روپے۔ ایک مٹی کا بت جس نے کالی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ جسے بس لاری اڈے پہ اتار کہ اب خود بھی گھڑی بھر کو سکون کر رہی تھی۔ وہ صبح انگڑائیاں لے لے نیند اتارتی تھی۔ اپنے باسی چہرے پہ ہوا کے چھینٹے مار، بھاپ اڑاتے چائے کے پیالے سامنے رکھے، دن بھر کے لائے طے کر رہی تھی۔ کونے پہ زرا سے ڈھابے کے سامنے چولہا رکھے، تو اسجائے دوکاندار پر اٹھے تلنے کا تیار تھا۔ میدے اور آٹے کے زرا زرا سے پیڑے، انڈوں کے کریٹ، کٹی ہری مرچ اور پیاز کا چھوٹا سا مینار، کچلے آلوؤں کا آمیزہ اور چائے کی کیتلی۔

بھوک تو اسے زوروں کی لگی تھی۔ جی تو چاہا کہ پہلے ایک گرم گرم پراٹھا کھائے اور ساتھ چائے

-----پر

-----پر

Posted On Kitab Nagri

ایسی حواس باختہ اور کوڑھ مغز تو وہ تھی نہیں کہ شہر کی روانیوں سے گھبرا جاتی، چادر کے پلو کو بار بار ماتھے تک کھینچتی اور لب کاٹتی، انگلیاں کچلتی ٹھہر ٹھہر کر سوچتی اور رک رک کر ڈرتی۔ اسے پتہ تھا لاری اڈے سے تانگہ لیکر فرہاد کی در سگاہ پہنچا جاسکتا تھا۔ گھر سے یو نہی منہ اٹھا کر نہیں نکلی تھی، کہاں کو جانے ہوگا اور کیسے کیسے، یہ ساری منصوبہ بندی پوری تھی۔

گھوڑے کے ٹاپوں کی سڑک سے اچھی یاری تھی۔ دونوں ایسی اونچی زبان میں گفتگو کر رہے تھے کہ سب سن لیویں اور اچھے سے سمجھ بھی سکیں۔ تہمینہ کو اس ٹانخ ٹانخ میں چنداں دلچسپی نہ تھی، جی بھی تو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا، پیچھے ہو بیٹھی۔

"کیا ہوا ہو گا زیادہ سے زیادہ؟؟؟؟؟ وہی مار پیٹ، رونا دھونا، چیخ دھاڑ؟؟؟؟ کرتے رہیں۔۔۔۔" وہ سوچتی رہی۔ تانگہ گاڑی چلتی رہی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"اماں کا کیا ہوا ہو گا۔۔۔۔۔"

سڑک جانے کا ہے چہکی تھی۔ اس نے سر جھٹکا

"میرا سوچا کسی نے جو میں انہی کا سوچ رہی ہوں۔ میری مرضی پوچھی نا خوشی کا سوچا۔ بس انکی زبانیں، انکے شملے، انکے بنائے رشتے۔۔۔۔"

وہ سوچوں کا دھارا تانگے کے ساتھ ساتھ دوڑتے مناظر کے ساتھ بہانے لگی۔

Posted On Kitab Nagri

فرہاد کے کالج پہنچ کر وہ فرہاد تک کیسے پہنچے گی، یہ بھی اس نے سوچ رکھا تھا۔ تانگہ اسے گیٹ پہ چھوڑ گیا تھا۔ اپنی قمیض کے دامن کی شکنیں درست کرتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھی تھی۔

"مجھے فرہاد سے ملنا ہے"

فرہاد وہاں کئی ہوتے۔ یہ اتنا سا تعارف ہر گز نا کافی تھا۔

"کون فرہاد"

کوئی بات نہیں۔ اس نے پرسکون سانس بھری۔ والد کا نام بتایا، جماعت بتائی، رہائش کا گاؤں بتایا۔ اپنا رشتہ بتایا۔ اسے وہیں رکنے کا کہہ کر چوکیدار نے ہر کارہ اندر بھیجا تھا۔

"بیٹھ جاؤ بیٹی"

وہ سکون سے بیٹھ جاتی جب بھائی مل جاتا۔ پرسکون ہو جاتی، رک جاتی، تھم جاتی جب وہ اپنا مل جاتا۔ ابھی کے لئے سفر جاری تھا۔ منزل بیشک یہ یہاں تھی پر ابھی بھی ملی تھی۔

کچھ پل گزرے جب اندر جانے والا لوٹ آیا۔

وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ وہ بھی تھا۔

"میرا نام زبیر ہے۔ میں فرہاد کا دوست ہوں، روم میٹ ہوں۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ شائستہ سی زبان بولتا تھا۔ نظریں زرا کی زرا اٹھاتا اور پھر جھکا لیتا تھا۔ کسی کی بہن سے جیسے ادب سے بات کرنی لازم ہوتی ہے، وہ ویسے ہی بات کر رہا تھا۔ تہمینہ کو اپنی چادر درست نہیں کرنی پڑی تھی۔

"فرہاد تو پرچہ دینے چلا گیا ہے"

تہمینہ نے سر اٹھایا

"وہ کب تک آئیں گے؟؟؟"

"چار گھنٹے کا تو پرچہ ہے۔ ابھی تو دیر لگے گی۔"

وہ زرار کا

"میرا خود امتحان ہے، دوپہر میں۔۔۔۔"

"چلیں میں انتظار کر لیتی ہوں۔۔۔۔"

وہ کہہ کر وہیں بیٹھنے کو تھی۔

"آپ مناسب سمجھیں تو یہاں مت رکیں۔ یہ راستے ہے، سو آنے جانے والے۔ طرح طرح کی

نظریں۔ یہاں بغل میں ایک لڑکیوں کا ہو سٹل ہے، میری اپنی بہن وہاں رہتی ہے۔ آپ وہاں رک

جائیں، وہیں انتظار کیجئے گا"

اس نے لمحہ بھر کو سوچا

"باقی آپکی مرضی ہے جیسے آپکو۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ جس گھر سے آئی تھی، جیسی رہائش کو وہ گھر کہتی تھی، اسکے سامنے وہ کمرہ ننھی سی ڈبیا تھا۔ زرا سی دیر میں اسکا جی گھبرا گیا۔ پرانی سی دیواریں جن کا جگہ جگہ روغن اکھڑ رہا تھا۔ سیلن کی ماری ہوئیں، بھر بھرے نمک کی ہوں جیسے۔ نیچی سی چھت، ایسے کہ ہاتھ اونچا کرو تو چھت چھو لو۔

اس نے وہیں کھڑے کھڑے چار پانچ گہرے گہرے سانس لیئے تھے۔ ایسی وہ کونسا عوج بن عنق تھی کہ ہاتھ بڑھاتی اور چھت کو چھو لیتی، اور ان منحوس دیواروں سے کونسا اس نے گلے ملنے تھے۔ وہ کونسا گھر تھا، سرائے تھی۔ گھڑی دو گھڑی کو سستانا تھا، اسکے لیئے وہ ٹھکانہ ٹھیک تھا۔

"آپ آرام سے بیٹھو، جیسے آپکاد دل کرے۔ میری بہن بھی جلد کالج سے آجائے گی۔ میں ناشتہ بھجواتا ہوں ابھی آپکے لیئے۔۔۔"

اسکا بھی پرچہ تھا تو وہ بھی جلدی میں تھا۔ اسے خود بھی اچھا نہیں لگا کہ اپنی تیاری چھوڑ، وہ اسکی سیوا میں لگا رہے۔ اسکے منع کرنے کے بعد بھی وہ شاہر پکڑا گیا۔

ایک اخبار میں لپٹا پراٹھا، انڈوں کا خاکینہ اور چائے۔

"دروازہ لگا لیجئے گا اور کسی کے لیئے بھی کھولئے گامت۔ آپ نئی ہیں ناں، انجان شہر ہے تو خوا مخواہ کوئی مسئلہ ناہو"

یہ تو وہ نا بھی کہتا تو ایسے ہی کرتی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ نیم غنودگی میں تھی جب یکدم اسکی آنکھ کھلی۔ بہت دیر تو ناکافی روشنی میں وہ سمجھ نہیں سکی کہ ہوا کیا ہے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ دروازے پہ دستک ہوئی تو اسے آنکھ کھلنے کی وجہ سمجھ میں آئی تھی۔ جلدی سے اٹھ کر اس نے چادر درست کر کے اوڑھی اور دروازے تک آئی۔

"کون ہے؟؟؟؟"

الٹے سیدھے ہاتھ مار وہ بلب روشن کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"میں ہوں زبیر۔۔۔۔"

دروازہ کھلنے پہ وہ سامنے کھڑا تھا۔ ہاتھ میں سامان بھرے تھیلے تھے۔

اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ لیٹی اور آنکھ لگ گئی۔ اب جس حساب سے اندھیرا تھا، معلوم یہی پڑتا تھا کہ شام بھی ڈھل چکی ہے۔ وہ ساری رات کی جاگی ایسی ہوئی کہ ہوش ہی نہیں رہا تھا۔

"فرہاد کہاں ہے؟؟؟؟؟"

www.kitabnagri.com

"میں پرچہ دینے گیا، تب تک وہ ابھی آیا نہیں تھا۔ ابھی فارغ ہو کر آیا ہوں تو معلوم ہوا کہ وہ جلدی میں

گاؤں گیا ہے۔"

وہ دھک سے رہ گئی۔ یقیناً اسکی غیر موجودگی کی اطلاع پہ وہ گھر گیا تھا۔ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟؟؟

Posted On Kitab Nagri

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہو۔ آپ کو واپس جانا چاہیئے"

وہ زرار کا

"لیکن ابھی نہیں۔۔۔ ابھی آپ نے خود کہا ابھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ معاملہ وہیں کا وہیں ہے، وہاں جائیں گی تو کیا ہوگا؟ معافی تلافی ہو کر وہ آپ کا نکاح آپ کے ماموں زاد سے ہی کروائیں گے۔" وہ اسے ہی دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"میرا مشورہ یہ ہے کہ ابھی رک جائیں۔ میں فرہاد سے رابطہ کرتا ہوں، بلکہ میں خود گاؤں جاتا ہوں، اسے ساری بات بتاتا ہوں۔ آپ تب تک یہیں رہیں۔ پھر آپ کا بھائی آپ کے لئے جو بھی فیصلہ کرے، اسکے مطابق دیکھ لیجئے گا"

اسکی بات دل کو لگتی تھی۔ گھر چھوڑنے کی جو وجہ تھی، وہ وہیں تھی۔

"میری بہن فاطمہ کل یا پرسوں آجائے گی۔ آپ بے فکر رہئے۔ میں ہر صورت فرہاد سے رابطہ کرتا ہوں۔ آپ پریشان مت ہوئے گا"

www.kitabnagri.com

وہ پھر نہیں سو سکی تھی۔

وہ رات اور اس سے اگلا سارا دن، جاگتی رہی تھی۔ یونہی بیکار بیٹھی رہی، سوچتی رہی، کمرے کی بکھری حالت سمیٹی، سوچتی رہی، کھڑکی میں کھڑی آسمان دیکھتی رہی، وہی سب سوچتی رہی۔

Posted On Kitab Nagri

سوچ کا پرندہ جو دور گاؤں پہ تنے آسمان میں، حویلی پہ گول گول چکر کاٹ رہا تھا۔ وہ بڑے دالان میں جاری پنچائیت دیکھ سکتا تھا، انکی بولیاں سن سکتا تھا۔

اسے شدت سے فرہاد کا انتظار تھا اور یہ انتظار بڑھتا رہا تھا۔ اگلی شام رات میں ڈھل گئی تھی۔ وہ بن آب کی مچھلی، ہر آہٹ پہ چونک جاتی، فوراً دروازے کی اور لپکتی تھی۔ ایسے ہی جاگتے سوتے وہ سو گئی تھی۔ اگلی صبح جب دستک ہوئی تھی۔

زیر آیا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔۔۔ فرہاد سے رابطہ ہوا۔۔۔۔۔ وہ کہاں ہے۔۔۔۔۔ آپ کل سے کہاں تھے۔۔۔۔۔" "؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

سوال گویا سالوں سے کسی پنجرے میں قید پنچھی تھے۔ اب جو دروازہ کھلا دیکھا تو بیقراری سے اسکی طرف بھاگے تھے۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"میں گاؤں گیا تھا"

کمرے کی سیلن زدہ فضا میں تازہ روٹی کی خوشبو گھلنے لگی تھی۔ تہمینہ کے پیٹ میں مڑوڑاٹھنے لگے۔ وہ کل سے بھوکی تھی۔ وہ اب پلیٹ میں سالن کی پڑیا کھول رہا تھا۔

"پھر کیا ہوا۔۔۔۔۔ فرہاد نے کیا کہا۔۔۔۔۔ اسے پتہ ہے میں کہاں ہوں؟؟؟؟؟؟؟؟"

"وہ ابھی گاؤں میں ہے لیکن کچھ روز تک آجائے گا"

Posted On Kitab Nagri

وہ لمبا سانس بھر کر رہ گئی۔ خاموشی سے وہیں چٹائی پہ بیٹھتی چلی گئی۔

"دیکھیں تہمینہ آپ پریشان مت ہوں۔ وہاں وہ سب غصے میں ہیں۔ انہیں لگتا ہے آپ کے گھر سے جانے کا فرہاد کو علم ہے اور اسی لئے وہ اسکی جاسوسی کے لئے آپکے والد کو ساتھ بھیجیں گے۔ اسکا ابھی آپ سے ملنا ٹھیک بھی نہیں ہے۔ یقین مانئے، حالات کا تقاضا بھی یہی ہے"

وہ کھانے کی ٹرے اسکے سامنے رکھتا، اسکے لئے گلاس میں پانی انڈیل رہا تھا۔

"ابھی کچھ دن تک، جب تک یہ معاملہ گرم ہے، اسکا آپ سے ناملنا ہی بہتر ہے۔"

دھواں اڑاتے کھانے میں اسکی دلچسپی ختم ہو چکی تھی۔ بھوک مٹ چکی تھی۔ اسکا جی ہی نہیں چاہا کہ گرم نوالہ، اس اشتہا انگیز شوربے میں بھگو کر معدے تک پہنچائے۔

"آپ کے بھائی نے آپکے لئے ایک فیصلہ بھی کیا ہے تہمینہ"

وہ کہہ کر زرار کا۔ کچھ دیر اسکے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔

"وہ چاہتا ہے میں آپ سے نکاح کر لوں"

www.kitabnagri.com

نواں باب: فیصلہ

Posted On Kitab Nagri

وہ بہت دیر سے بیٹھی اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔ انگلیوں کے ناخن لمبے ہو رہے تھے۔

"کیا مجھے ناخن تراش مل جائے گا؟؟؟ زبیر کی بہن کے سامان میں اتنی عام استعمال کی چیز تو ہونی ہی چاہیے"

اس نے سوچا تھا۔

اتنی بے تحاشا ہم باتوں کے بیچ واقعی اس نے یہ بھی سوچا تھا۔ اتنے سارے خیالات کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی آیا تھا۔ جبھی تو وہ تلاش شروع ہوئی تھی۔ پھول کراکھڑ چکی قلعی سے بے نیاز دیوار پہ ٹنگا شیشہ تو گزرے وقتوں کی کوئی شے تھا۔ شاید حضرت انسان کے ساتھ ہی زمین پہ آیا کہ تب سے اب تک ایسا دیکھنے لگا تھا۔ اسکے دامن میں ایک گنداسا کنگھا، دو چار فالتو فضول کی چیزیں اور کچھ انکے سوا نہیں تھا۔

"آپ غصہ مت ہوئے گا اور مجھے غلط بھی مت سمجھئیے گا۔ خدا گواہ ہے میری نیت میں کوئی فتور ہے اور ناہی نظر میں کوئی کھوٹ ہے۔ یہ نہیں کہ میں خود سے کچھ گھڑ رہا ہوں۔"

اس نے سامانِ ادھر ادھر کھسکا نا شروع کیا۔ زرہ بھر کی چیز ناخن تراش کہیں بھی نہیں ملا تھا۔

"واللہ میں یہ نہیں کرنا چاہتا اور یہ مجھے آتا بھی نہیں ہے۔ کوئی خود کی سچائی بیان کرے تو کیسے کرے، خودی کو صادق بتائے تو کیسے اور ثابت کرنا پڑے تو کیا کیا کرے۔۔۔۔۔ میں یہ سب نہیں کر سکتا"

اب اسے جھنجھلاہٹ ہونے لگی تھی۔ زرہ اسی دیر میں اسے اپنے لمبے ناخنوں سے کراہیت آنے لگی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"فرہاد نے کہا ہے میں آپ سے نکاح کر لوں، یوں آپکے دادا وغیرہ کو اپنی ضد سے پیچھے ہٹنا ہی ہوگا۔ اس طرح سے آپ کو بھی وقت مل جائے گا اور یہ مصیبت بھی ٹل جائے گی۔ بعد میں آپ جیسا چاہیں گی، فیصلہ کر دیا جائے گا"

وہ تھک کر وہیں چٹائی پہ بیٹھ گئی۔ کسی پھول کے ایسے جس کا نگھ سارے چمن میں ایسا دلکش ہو، جسکی مہک ایسی میٹھی ہو کہ بھنورے تتلیاں آپوں آپ اسکی طرف لپکتی رہیں۔ ویسے ہی سوچیں تھیں جو اسکی اور ہجرت کر رہی تھیں۔

"مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے"

وہ زیر لب بولی تھی۔ زرا سی سرگوشی۔ ناخن کو دوسری انگل کے ناخن سے توڑتی، وہ نفی میں سر ہلارہی تھی۔

"یہ کوئی فیصلہ نہیں ہے تمہینہ۔ یہ بس ایک مشورہ ہے۔ فیصلہ آپ کا ہی ہوگا، بے فکر رہیں"

فکریں کہاں بے فکر رہنے دیتی ہیں۔ سارا کیا دھرا تو انکا ہی ہے۔

ایک اور دن بے فضول شے کی طرح، بے قدریاں سمیٹا دم توڑ گیا تھا۔ جھوٹے برتن دھو کر وہ کمرے میں آئی تو بلب کے گرد دو تین پروانے چکرارہے تھے۔ زبیر کے لائے سامان کے تھیلے وہیں چٹائی پہ پڑے تھے۔ دو جوڑے، جوتا، کچھ کھانے کی اشیاء۔ اسکا دل ہر شے سے کھٹا ہو چکا تھا۔

"مجھے جلد از جلد گھر چلے جانا چاہیے"

Posted On Kitab Nagri

اس نے اپنا فیصلے کا حق استعمال کر لیا تھا۔

باہر شور شرابا مچا ہوا تھا۔ عجب ہلڑ بازی کی سی آوازیں آرہی تھیں۔ رات کا وہ پہر جو خاموش ہونا چاہیے تھا، ایسی بے تحاشا آہ و پکار سے نالاں تھا۔ تہمینہ نے دہشت کے مارے سینے پہ ہاتھ مارا۔

"اللہ اللہ"

باہر دوڑتے قدموں کی آوازیں تھیں۔ کوئی بڑے اونچے سخت لہجے میں گالیاں دیتا تھا، پھر احکام صادر کرتا تھا، پھر سے مغلوضات بکنے لگتا تھا۔ بڑی دیر سے یہی تماشہ جاری تھا۔ وہ سہمی ہوئی بستر میں دبکی، دنیا بھر کی دعائیں دہرا چکی تھی۔ وہ سب جو جو یاد آتا رہا، یاد کرتی رہی یہاں تک کہ بیرونی دروازہ کھٹکایا جانے لگا۔ اب کہ کلیجہ اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ اس نے لحاف کا کونا ماتھے تک کھینچ لیا۔ آن کی آن میں اسکے بدن کا ہر مسام کسی جوالا مکھی کی مانند پھٹ نکلا تھا۔

دروازے پہ مسلسل دستک ہوتی رہی اور اسکی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اب وہ کوئی اسکے دروازے پہ گالیاں دے رہا تھا۔ اسکا لحاف کھینچتے ہاتھ اب تھکنے لگے تھے۔ اب سارا سر بھی چھپ چکا تھا۔

دروازہ دھاڑ سے کھلا اور اس نے بھاگتے قدموں کو یہاں وہاں محسوس کیا تھا۔ وہ لحاف تلے تھر تھر کانپنے لگی تھی۔ آوازیں یہ یہاں زرہ بھر کی دوری پہ تھیں۔

"ابے کون ہے اپنی ماں کا یار"

Posted On Kitab Nagri

گالی دینے والے کو وہ موٹی سی گالی دیتے بڑا مزہ آیا ہو گا۔ اسکے سر سے لحاف نوچ دیا گیا تھا۔ اس نے تب بھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

کیا کرتی آنکھیں کھول کر؟؟؟ موت کا رنگ بھی اس اندھیرے جیسا ہی تھا۔ اسے تو وہ بند آنکھوں سے بھی دیکھ سکتی تھی۔

"دھندہ کرتی ہے (گالی) شرم نہیں آتی تجھے (گالی) ڈر نہیں لگتا (گالی)"

کسی نے ہاتھ سیاہی میں ڈبو اسکے چہرے پہ مل دیئے تھے یہ نا بھی کیا جاتا تب بھی اسکا چہرہ کالا سیاہ تو پڑ چکا تھا۔ اب اسکی ضرورت ہی کیا تھی۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔"

وہ سنتری اسکے تھر تھر کانپتے وجود کو گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں تک لایا تھا۔ اسکی کنپیں بڑھتی جا رہی تھی اور زبان گھٹتی جا رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

"مجھے چھوڑو۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ نن۔۔۔۔ نہیں"

سارے لفظوں کو سیلقے سے ایک جملے میں ڈھال بھی لیتی تب بھی اسکا ہونا فضول ہی ہوتا۔ اس سے صفائی مانگی ہی نہیں گئی تو سنی کیوں جاتی۔

"مجھے چھوڑو۔۔۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

تراخ سے تھپڑ اسکے سیاہ گال کو لال کر گیا تھا۔ دوسرا تھپڑ اسکی گدی پہ پڑا اور کئی قدم آگے نکل گئی۔ سنتری نے اسکی کلانی دبوچی اور آگے دھکا دیا۔

"اب زبان چلائی تو ایک ایسا راپٹادوں گا کہ سات پشتیں یاد رکھیں گی، چل سیدھی"

ہائے۔۔۔۔۔

چل سیدھی۔ سیدھی بالکل۔ سیدھا۔ اس سیدھ نے ہی تو ٹیڑھا کر دیا تھا۔

اس نے زبیر کو دیکھا اور اسکا جی چاہا زمین پھٹ جائے اور وہ دور تک پاتال میں دھنسا دی جائے۔ یا کچھ ایسا ہو کہ ساری دنیا اپنی یادداشت کھو بیٹھے اور کسی کو یاد ہی نہ رہے کہ کون کیا ہے، کیسا ہے۔ وہ دیکھ سکتی تھی جب وہ پولیس والے سے الجھ رہا تھا۔ وہ یہاں تک آتی اسکی غصے سے بھری آوازیں بھی سن سکتی تھی۔

"آپ کیسے عزتوں کے محافظ ہیں جنہیں معزز اور ملزم کا فرق دیکھنا بھی نہیں آتا۔"

"اوہ زیادہ اچھل مت۔ وہ کل رات جہاں سے ملی ہے، وہاں دھندہ کرنے والیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ جس جگہ سے ملی ہے ساتھ میں کئی لیٹر شراب ملی ہے اور اسی شراب میں دھت پاپی بھی۔ تو ہمیں مت سکھا کہ کون معزز ہے اور (گالی)"

پولیس کا چھاپہ کامیاب گیا تھا۔ وہاں سے وہی سب ملا تھا جسکے ملنے کی انہیں خبر ملی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ اپنی دوست سے ملنے گئی تھی۔ اسے نہیں پتہ تھا وہاں وہ سب ہو رہا ہے۔"

وہ طنزیہ ہنسا

"بچے مت کر۔ مجھے وہ مت سمجھ جو سمجھ رہا ہے"

وہ بڑی دیر مغز ماری کے بعد اسکے پاس آیا تھا۔ ملاقات کا بس چار منٹ کا وقت تھا۔ سارا وقت وہ سنتری سر پہ کھڑا رہا یہاں تک کہ زبیر نے اسکی جیب میں وہ نوٹ اڑ سے تھے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور سر سے ہٹ گیا۔ زبیر سلاخوں کے نزدیک ہوا تھا۔

"غور سے سنیں۔ آپ نے وہ کرنا ہے جو میں کہہ رہا ہوں"

جانے کیسا پکارنگ تھا کہ اتر کر بھی اتر نہیں رہا تھا۔ ایسی سیاہ رنگی سیاہی تھی کہ چاندی بھی اس سے ہار گئی تھی۔ وہ منہ پہ پانی کے چھینٹے مار مار ہانپنے لگی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں۔ مجھے نہیں پتہ تھا یہ سب ہو گا۔ مجھے معاف کر دیں تمہینہ۔ مجھے نہیں۔۔۔۔۔"

وہ تھر تھر کانپتی، سر پہ چادر ڈالے اسکے برابر والی کرسی پہ بیٹھی تھی۔

"بی بی اپنا بیان دو لیکن ایک بات یاد رکھنا، جھوٹ بولا تو بہت برا حشر کروں گا"

اس نے سچی کتاب پہ اپنے ہاتھ کو جھوٹا پایا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ میری اہلیہ ہیں۔ کل شام اپنی دوست سے ملنے اس ہو سٹل گئی تھیں جہاں انکی دوست نے انہیں ضد کر کے روک لیا۔ اس جگہ ہونے کی اسکے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے"

وہ لب کاٹتی، خاموشی سے ان اوراق کو دیکھتی رہی جو زیر نے اسکے اور اپنے نکاح نامے کے طور پہ جمع کروائے تھے۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

"میں آج کی عدالت میں جھوٹ کہہ کر سچی بن گئی ہوں، ہوں تو جھوٹی ہی۔ رہوں گی تو جھوٹی ہی۔"

زبیر سمجھ نہیں سکا وہ کیا کہہ رہی تھی۔ وہ کہنا کیا چاہتی تھی۔

"مجھ سے سیانکاح کر لیں"

بچپن میں ایک بار اسکا اور فرہاد کا جھگڑا ہوا۔ سارا قصور فرہاد کا تھا کہ پہلے ستایا پھر جب اس سے جھانپڑ کھایا تو گالی بھی دی۔ پر ابا کے سامنے صاف مکر گیا، اللہ کی قسم کھا گیا۔

Posted On Kitab Nagri

تہمینہ حق دق رہ گئی۔ اس نے تو سیکھا تھا اللہ کا نام، اسکی کتاب بیچ میں آگئی تو پھر سچا، سچا اور جھوٹا ہمیشہ کے لئے جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے۔

اگلے دن سے وہ بڑا بیمار ہوا۔ الٹیاں کر کر بے حال ہو گیا۔ تب تہمینہ نے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی۔
"تو نے جھوٹی قسم کھائی تھی ناں۔"

وہ گھر جائے گی تو گزری پانچ راتیں کہاں تھی، اسکا جواب دینے کے لئے وہ نکاح نہیں کیا تھا۔ وہ اس سے نکاح کر کے وقتوقتی ابو بکر سے نکاح سے بچ جائے گی، زبیر سے نکاح کی وجہ یہ بھی نہیں تھی۔ کوئی محرم درکار تھا نا کوئی ٹھکانہ، بس ایک ہی بات تھی۔

"میں نے جھوٹی قسم کھائی ہے"

"تہمینہ آپ۔۔۔۔"

"میں جھوٹی۔۔۔۔"

اسے لگا اب اس پہ اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس میں اب مزید کوئی عذاب جھیلنے کی ہمت نہیں تھی۔
دو اسکے دوست تھے، دو اور آدمی، دو ہی لڑکیاں۔ قاری صاحب اور وہ دونوں۔

زبیر نے لاکھ منع کیا پر وہ خاموشی سے برتن سمیٹتی رہی یہاں تک کہ اس نے نرمی سے اسکی کلائی تھامی۔
"نہیں کریں ناں۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ اسکے ہاتھ سے ہر شے نکال، ٹرے میں رکھ کر باہر لے گیا تھا۔ اسکے واپس آنے تک وہ وہیں ویسے ہی بیٹھی رہی۔

"میں نے کہا تھا آگے کا فیصلہ آپکا ہوگا۔ مجھے لگتا ہے اب ایک طرف لگ جانے کا وقت ہے تہینہ" وہ خود بھی اس سے تنگ آچکی تھی۔ وہ چھپن چھپائی اب اسے تکلیف دینے لگی تھی۔ ڈوب کر بھی دیکھ لیا تھا کہ پوری ڈوب ناسکی تھی، تبھی سوچا چلو پار لگ کر دیکھتے ہیں۔

"میں آپ کو جلد گھر لے جاؤں گا۔ اور اب کی بار کا وعدہ سچا ثابت کروں گا۔ ابھی لے بھی جاتا مگر معلوم نہیں میری والدہ کیسا تاثر دیتیں۔ ایسے یوں اچانک سے کسی کو بیوی کیہ کر گھر لے جانا۔۔۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہوناں؟؟؟؟؟؟؟"

سمجھ میں ہی تو کچھ آیا نہیں تھا۔ وہ سب جو ہو رہا تھا، سوچ سمجھ سے پرے تھا۔ وہ ننھا سا گھر اس نے کھڑے پیر کرائے پر لیا تھا۔ ایک کھڈا سا کمرہ، چھوٹا سا باورچی خانہ، ملحقہ برآمدہ اور اتنا سا ہی آنگن۔

"ایسے موقعوں پہ وعدے کیئے جاتے ہیں، قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ (زر اسی طنزیہ ہنسی) مجھ جیسا آدمی کیا وعدے کرے گا جو پہلے ہی فرض سے ٹکر کھا منہ کے بل زمین پہ گر گیا۔ شرمندہ ہو سکتا ہوں اور شرمندہ ہوں، آپکو میری حفاظت میں بھیجا گیا اور حفاظت نہیں ہو سکی۔ میں شرمندہ ہوں"

Posted On Kitab Nagri

آر پار ہونے کا فیصلہ لینے سے پہلے بیٹھ کر تہمینہ نے ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچا تھا۔ جو پیچھے چھوڑ آئی تھی، اب اسے پا کر حاصل بھی کیا تھا۔ وہ واپس جاتی تو سب سے پہلے اسے وہی مار پیٹ ملتی جس سے بچتی بچاتی وہ آئی تھی۔ پھر اس سب کا مطلب کیا ہوتا؟

"میری زندگی میں، اس گھر میں، اس دل میں آپکو خوش آمدید ہے"

فرہاد گاؤں سے آئے گا تو وہ اس سے ہی ملنے آئے گا، اسے یقین تھا۔ تب تک اسے ایک محفوظ ٹھکانے کی ضرورت تھی۔ اور وہ محفوظ ٹھکانہ تھا، اسکا دل کہتا تھا۔

بڑی چمکیلی دھوپ نکلی تھی۔

ایسا بڑے دنوں بعد ہوا تھا۔ پچھلے کئی دن تو ہر صبح سورج پیشانی تک ٹوپی اوڑھے، ناک مفلر سے ڈھکے نکلتا رہا تھا۔ سردی ایسی تھی نہیں کہ ہاتھ تاپے جاتے یا ہر وقت رضائی گدوں میں چھپے رہنے کی خواہش کی جاتی۔ لیکن پھر بھی دھوپ اچھی لگ رہی تھی۔

تہمینہ نے رات کے بچے روٹی کے ٹکڑے، زرہ زرہ سے کر کے چڑیوں کے واسطے رکھ چھوڑے تھے۔ دیوار سے ٹنگی بوگن کے پھیلانے کھارے کو سمیٹ، اس نے سوچا آنگن کو رگڑ کر دھو دیا جائے۔ یہ دھونا دھلانا تو نہ ابہانہ تھا، مقصد بس یہ تھا کہ کوئی مصروفیت ہاتھ لگی رہتی۔

Posted On Kitab Nagri

زبیر اپنی پڑھائی کے لئے چلا گیا تھا۔ تہمینہ جانتی تھی اسکے امتحان ہو رہے تھے۔ دوپہر چے وہ ضائع کر چکا تھا۔ اب بھی اسے ڈھیروں ہدایات کرتا گیا تھا۔

"ہر گز کسی کے لئے دروازہ مت کھولنا۔ بالکل بھی نہیں۔۔"

سب کہتے تھے دن چھوٹے ہو رہے تھے، اسکے لئے تو اتنے پہاڑ جیسے تھے۔ سارے کام نیپٹا، کھانا بنا کر، وہ بمشکل دوپہر کاٹ سکی تھی۔ زبیر شام ڈھلے لوٹا تھا۔

"کیسا گیا سارا دن"

وہ اسکے لئے تھال میں کھانا ترتیب دے رہی تھی۔ وہ منع کرتا رہا پر وہ کرتی رہی۔ کٹوری میں سالن، روٹی وغیرہ سب۔ وہیں برآمدے میں چار پائی پہ اسکے پاس بیٹھ کر وہ کھانے لگا تھا جب بیرونی دروازہ کھٹکایا جانے لگا۔ وہ رومال سے ہاتھ پونچھتا اٹھا تھا۔

"کون ہے"

جانے جواب آیا نہیں تھا کہ تہمینہ دوری کی وجہ سے سن نہیں سکی تھی۔ زبیر دوسری دستک پہ دروازہ کھول چکا تھا جب تہمینہ نے اسے دیکھا۔

وہ جو ماں کے شکم میں نو مہینے اسکا ہم سایہ تھا۔

Posted On Kitab Nagri

تہمینہ نے ابرار کو دیکھا کہ وہ بھی اس سب سے اتنا ہی حیران ہے جتنا کہ وہ تھی۔ لیکن اسے پریشانی ہوئی جب اس نے اسے دو بدو مقابلے پہ پایا۔ وہ تو یوں تھا گویا ایک وقت سے اس دنگل کے لئے تیار تھا۔ ایسے کہ اسے پتہ تھا اسے ایک اکھاڑے میں اترنا ہوگا تو جیتنے کے لئے وہ سارے لوازمات تیار کر چکا تھا۔

"غور سے دیکھ، میرا چہرہ ظالم کا نہیں ہے فرہاد۔ غور سے دیکھ، میں وہ نہیں ہوں جو تو سمجھ رہا ہے۔"

ابرار نے ناک سے بہتا خون کف سے رگڑا تھا۔

"پہل میں نے نہیں کی ہے۔ پہل میں تیرا گھر نہیں تھا۔"

"بکو اس بند کر"

فرہاد چلایا تھا۔

"تو میری بہن کے ساتھ ایسا کچھ کیسے کر سکتا ہے"

تہمینہ نے ایک بار پھر اسے ہنستے پایا

"میں نے تیری بہن کے ساتھ وہ سب ہر گز نہیں کیا جو میری بہن کے ساتھ ہوا تھا۔ فرہاد راجہ، میں نے تو تیری بہن سے نکاح کیا ہے"

"تم نے مجھے ہر ادا دیا ہے"

ایک بھائی اپنی بہن سے یہ کہے تو مجھے بتاؤ، اس بہن کے لئے اس سے بڑی گالی کیا ہوگی؟

Posted On Kitab Nagri

تہینہ نے ایسے غصے میں کسی کو بے بس نہیں دیکھا تھا۔ ایسے کہ اسکی آنکھوں میں قہر، بے بسی کے پانیوں میں تیر رہا تھا۔ اسکی کلائی فرہاد کی مضبوط گرفت میں ڈھیلی پڑتی چلی گئی۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ کہیں کمزور پڑنے لگو تو یاد کرنا تمہارا ایک بھائی ہے جس کی نو ماہ ایک سانس تمہارے ساتھ سانجھی رہی ہے۔ تم کمزور پڑیں اور میں ٹوٹ گیا تہینہ"

"میں مدد کے لیے تمہارے پاس ہی آئی تھی فرہاد"

"پھر؟ میں ملا نہیں تو مدد کے لیے سائل بن گئیں؟؟؟"

"اس نے کہا تمہارا دوست ہے"

"وہ میرا دوست بھی ہوتا تہینہ تب بھی وہ میں نہیں تھا۔ تم میرے لیے آئی تھیں، تم مجھ تک پہنچیں

کیوں نہیں؟ ایک دہلیز پار کر لی تو دوسری پہاٹک کیوں گئیں؟؟؟؟؟؟؟"

وہ خاموش رہ گئی

"مجھے تم پہ بھروسہ تھا فرہاد، تبھی تم سے جڑے انسان پہ بھی بھروسہ کیا"

فرہاد نے نفی میں سر ہلایا

"میں تمہیں بتاؤں تمہارا اصل جرم کیا ہے؟ گھر سے بھاگ نکلنا تمہاری خطا نہیں گنی جائے گی، تم منزل

پہ نہیں پہنچ سکیں، یہ اصل وجہ بتائی جائے گی۔ تم مجھے بتاؤ، کوئی میرے سامنے تمہارا نام لیتا اور میں

Posted On Kitab Nagri

پرچے اور تمہارے بیچ پرچے کو چنتا؟ مجھے بتایا جاتا کہ تم نے مدد کے لئے پکارا ہے اور میں کسی اور کو مدد کے لئے بھیجتا؟؟؟؟؟ کیا میں واقعی میں ایسا کرتا تھینہ؟؟؟؟؟"

وہ پھر سے خاموش رہ گئی۔

"تم نے مجھ پہ بھروسہ کیا ہی نہیں تھینہ"

ستون سے لپٹی بیل نے بڑے پیارے پھول کھلائے تھے۔ ننھے ننھے سے لال کوئل پھول جنگی بڑی پیاری خوشبو تھی۔ ابھی صبح تھینہ نے جب کیاری میں پانی بھرا تھا تو بڑی دیر تک انہیں دیکھا تھا اور پیار سے مسکراتی رہی تھی۔

اب جب اسی ستون کے پاس کھڑے ابرار کو پایا تو اسکا جی نہیں چاہا کہ پھولوں کو دیکھے۔ اسے لگا وہ بھی اسکی بیوقوفی پہ اسے منہ چڑا رہے ہیں۔ فرہاد اسکی کلائی جکڑے، اسے گھسیٹتا سا برآمدے سے صحن تک لایا تھا۔

www.kitabnagri.com

"میری بیوی کو ایسے زور زبردستی کیسے لے جاسکتے ہو فرہاد بابو"

اسکے دانت ہی اندر نہیں جارہے تھے۔

"اپنی بہن کو تم جیسے بھیڑیے کی گرفت سے نکال لے جانے کے لئے مجھے اس شہر کو آگ بھی لگانا پڑی تو وہ بھی کر گزروں گا"

Posted On Kitab Nagri

"بھیڑ یا؟؟؟؟"

وہ بھیڑ یا معصومیت سے پوچھ رہا تھا

"اپنی بہن سے پوچھ میری جان کہ میں بھیڑ یا ہوں کہ نہیں۔ اس سے پوچھ اس نے میرے ناخن دیکھے یا لمبے نوکیلے دانت؟؟؟؟ ویسے دانت جیسے ایک گاؤں سے شہر آئے بھیڑیے کے تھے جس نے میری بہن کو نوچ کھسوٹ ڈالا تھا؟؟؟؟؟"

فرہاد نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ ویسے ہی اسکے پیچھے بیرونی دروازے تک گئی تھی۔

"ابھی مجھ سے دور لے جا رہے ہو، اچھالے جاؤ۔۔۔۔۔ یاد رکھنا چھوڑ کر بھی تم ہی جاؤ گے"

وہ پیچھے ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا

سارے راستے وہ خاموش رہی تھی۔ وہی تھا جو بولتا رہا، بتاتا رہا کہ کیسے وہ اسکا سراغ کھوجنے میں کامیاب رہا۔ وہ سب نا بھی بتاتا تو تمہینہ کو اس میں چنداں دلچسپی نہیں تھی کہ وہ اس تک کیسے پہنچا تھا۔ جو ڈھونڈنے والے ہوتے ہیں، وہ پا ہی لیا کرتے ہیں۔ جنکی طلب میں اثر ہوتا ہے، انکے لئے قدرت نے ثمر رکھا ہوتا ہے۔

"وہ میرا دوست نہیں ہے، کبھی بھی نہیں تھا۔ وہ تو میرا کلاس فیلو بھی نہیں ہے۔ وہ بس ایک بد قسمتی تھا جو قسمت سے اس دن تمہیں مل گیا"

Posted On Kitab Nagri

اسکے لہجے میں جانے کیا کچھ تھا جو ہولے ہولے بول رہا تھا۔

"تم نے چوکیدار کو اپنا بتایا اور میرا سوال کیا۔ تمہارا سوال اس نے سن لیا اور تمہارا قاصد مجھ تک کبھی پہنچا ہی نہیں۔ وہ مجھ تک کبھی پہنچا نہیں تبھی تمہیں مل گیا۔ یا یوں کہوں کہ تم اسے مل گئیں" تمہینہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ اسے کیوں مل گئی۔

"تم اسے مل گئیں، شاید اس لئے کہ کچھ لوگوں کو سزا ملنی تھی۔ تمہیں۔۔۔ مجھے۔۔۔ ہم سب کو۔۔۔"

صرف ایک سوال تھا، بس ایک سوال جو وہ بھائی سے پوچھنا چاہتی تھی، جو اس نے پوچھا بھی تھا، وہ سوال جس کا جواب اسے نہیں دیا گیا تھا۔

"اس نے کس بات کا بدلہ تمہاری بہن سے لیا فرہاد؟؟؟"

دن طلوع ہوا تو بڑا نکھر نکھر اساتھا۔ پر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کسی شرارتی بچے کے جیسے اس نے خود کو کھیل کود کر کے میلا کر لیا تھا۔ یوں کہ زردی جتنا سورج بادلوں تلے چھپتا چلا گیا۔ دن کی روشنیاں سنہری سے پھیکی سرمئی ہو گئیں۔

"اب کہاں سے آئی ہے کمبات"

Posted On Kitab Nagri

بڑے ابا کا خون کھول گیا جب اسے دیکھا۔ اسے دیکھا کہ ہٹی کٹی، اتنے بے شمار روز جانے کہاں گزارا اب آئی تھی۔ اب آئی تھی اور پوری کی پوری ثابت تھی پر پھر بھی آدھی پونی دکھائی دے رہی تھی۔

"کہاں تھی۔۔۔ کہاں تھی بے شرم۔۔۔ میں پوچھتا ہوں کہاں گئی تھی۔۔۔۔"

پھر اس نے ماں کو دیکھا تھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسکی ماں کو ایسی گندی گالی دینی بھی آتی ہوگی۔ اسے کبھی یہ گمان چھو کر نہیں گزرا تھا کہ اسکی ماں کبھی اسے ایسی نظروں سے بھی دیکھے گی۔ یہ آج کا دن جب جب سوچا تھا، یہ تو سوچا تھا کہ ایسا سب کچھ ہوگا، پر جب وہ سب ہوا تو یقین نہیں آیا تھا۔ اسے پتہ تو تھا پر شائد وہم بھی تھا۔ وہم جو ہوا میں اڑتی کوئی مائی بڈھی تھا۔ حقیقت کی زرا سی پھونک نے اسکا تیا پانچہ کر ڈالا تھا۔

"یہ یہاں کیوں آئی ہے اماں۔۔۔۔"

اس نے ثمنہ کو دیکھا۔ اس نے اسکے عتاب میں بھگے لہجے کو خود پہ برستے پایا

"یہ کیوں آئی ہے یہاں؟؟؟؟؟ ابا جی؟؟؟؟؟ یہ یہاں کیوں آئی ہے؟؟؟؟؟ بڑے ابا۔۔۔۔ یہ یہاں کیوں؟؟؟؟؟"

وہ سمجھ نہیں سکی کہ وہ اتنی بے تحاشا آپے سے باہر کیوں ہو رہی تھی۔ ہاں ٹھیک ہے وہ وہاں سب کی مجرم تھی پر وہ، اسکی چھوٹی بہن، اسکا ایسا کیا بگڑا تھا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

Posted On Kitab Nagri

تب اس نے غور سے دیکھا۔ اماں تو کہتی تھیں "کنواری بچیاں یہ سرخی پوڈر کرتی اچھی نالگے ہیں" تو پھر اسکے ہونٹوں پہ لالی اور آنکھوں میں کجلے کا کیا کام تھا؟ تب اس نے غور سے دیکھا۔ وہ کیوں گھر میں نقشی دہلی کا ایسا پوشاک پہنے ہوئے تھی؟ تب اس نے دیکھا۔ اسکی کلائی میں چوڑیاں تھیں، کنگن تھے، کانوں میں سنہری جھمکے تھے اور۔۔۔۔۔ کیوں؟؟؟؟؟

اب کہ اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اب کہ اسے دیکھا تو اسکی آنکھوں میں ابو بکر کو دیکھ لیا تھا۔

اور کہاں بھیجی جاتی؟ صبح کی بھولی بھلے سے کئی شاموں بعد آئی تھی پر اپنے ہی گھر آئی تھی۔ اور کہاں بھیجی جاتی؟؟؟؟؟

سب سے پہلی وہی چھوٹی بہن تھی جس نے بڑے ابا کے فیصلے کی مخالفت کی تھی اور ابا کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"میں یہ ہونے نہیں دوں گی ابا۔ میں یہ کسی کو کرنے بھی نہیں دوں گی۔ جب فیصلہ ہو گیا تھا کہ یہ مر گئی ہے تو اب مردوں سے زندوں کے گھر آباد نہیں ہوں گے۔ اسکی قبر کھودی تھی، دفنادی تھی، مر گئی تھی تو ساری کی ساری مر گئی تھی۔ میں اسے زندہ انسانوں کے پیچ رہنے نہیں دوں گی"

وہ خاموشی سے اسے دیکھ کر جھکا گئے۔ اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا اور آگے بڑھ کر انہیں جھنجھوڑ ڈالا

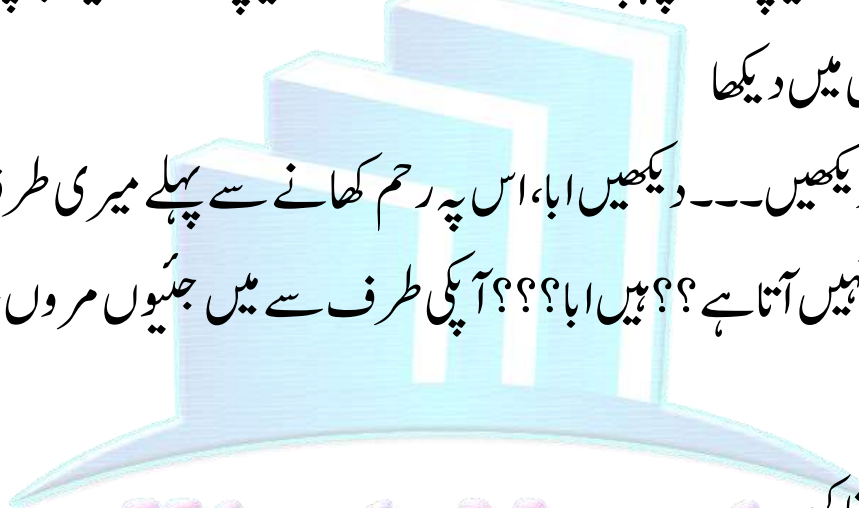
Posted On Kitab Nagri

"میں کہتی ہوں ہر گز نہیں۔ اب کی بار آپ نے یہ کیا تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔ اباب کی بار میں آپکو ڈنڈی مارنے نہیں دوں گی۔ دیکھ لیں، آج میرے ساتھ زیادتی ہوئی تو کل اللہ کے سامنے آپکا گریبان پکڑوں گی"

"تمہینہ"

فرہاد نے رسان سے اسے پیچھے ہٹانا چاہا پر اس نے غصے سے اسے پیچھے جھٹک دیا۔ باپ کا چہرہ ٹھوڑی سے اونچا کیا اور انکی آنکھوں میں دیکھا

"ابا، ابا۔۔۔ مجھے دیکھیں۔۔۔ دیکھیں ابا، اس پہ رحم کھانے سے پہلے میری طرف دیکھیں۔ مجھ پہ آپکو تھوڑا سا بھی رحم نہیں آتا ہے؟؟ ہیں ابا؟؟ آپکی طرف سے میں جٹیوں مروں، آپکو فرق نہیں پڑتا ہے؟؟؟؟؟"



Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

بوڑھی آنکھوں نے التجا کی

"میرے لئے؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا اور کئی قدم پیچھے ہٹی۔ چارپائی کی پٹی سے اتر کر ابازمین پہ آ بیٹھے۔ زرا سا ہاتھ بڑھایا اور وہ پیر چھونا چاہے جو ان سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

"یہ نا انصافی ہے ابا۔۔۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔۔۔ ابا یہ سب جو تم نے کیا ہے یہ۔۔۔۔۔ ابا یہ سب۔۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اماں چچی بھائی جو جو اسے چپ کرانے کو آگے بڑھا، اسے دھکا دے دیا، خود سے دور کر دیا۔ روتی روتی آنکھیں رگڑتی باپ کو دیکھ دیکھ بین ڈالتی رہی۔ پھر تھک گئی تو زرار کی اور ایک کونے میں کھڑی تہینہ کی طرف لپکی۔

کوئی شیرنی یا کہوں کہ بھو کی شیرنی گویا اپنے شکار کی اور لپکی تھی۔ اسکے بال مٹھیوں میں جکڑ کر، اس کئی سال بڑی بہن کو وہیں دیوار پہ دے مارا اور پھر فرش پہ پٹخا دیا۔ تھپڑ تھپڑ ایسے کہ اس جیسی ہر کو لیس اور کوئی ناہو۔ تکلیف سے تہینہ کی چیخیں نکل گئی پھر اسکا بلکنا بھی اسکے لئے رحم نابل سکا۔

"تم نے مجھے برباد کر دیا۔ تم نے مجھے برباد کر دیا۔ کیڑے پڑیں تمہیں، کتے تمہیں نوچیں، اللہ کرے عبرت بن جاؤ۔ تم نے مجھے۔۔۔۔۔"

چھڑانے والے ہانپ گئے پروہ اسے اسکی گرفت سے آزاد نہیں کروا سکے تھے۔

جب وہ سارا کچھ طے کیا، ہر ہر مہرے کے بارے میں سوچ بچار کر کے، قفس توڑ کر آزادی کا منصوبہ بنایا تھا تو ایک پل کے لئے بھی، بھول سے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ اسکی ایک چھوٹی بہن بھی ہے۔ یہ تو گمان ہی نہیں گزرا کہ جس زبان کی کہی سے خود کو بچاتی وہ بھاگ رہی ہے، اسی زبان کے شکنجے میں وہ چھوٹی بہن آجائے گی۔

Posted On Kitab Nagri

مار کھا کر، روپیٹ کر شام تک وہ وہیں دیوار سے لگی بیٹھی رہی۔ کوئی وقت گزر اجب وہ کھن کھن چوڑیوں سے سچی کلائیوں والی اسکی بہن اسکے پاس آ بیٹھی۔ ہاری ماندی، لٹی پٹی۔۔۔

"وہ کہتے ہیں ناکہ جوڑے آسمان پہ بنتے ہیں آپ۔ شائد ٹھیک کہتے ہیں لیکن وہ جوڑے سلائی یہیں زمین پہ ہوتے ہیں۔"

دن تو کب کا تھک کر ہار مان چکا تھا۔ اب تو وقت سے پہلے چھائی شام کا راج تھا۔

"اور تمہارے ناپ کا سلا ہوا جوڑا میرے ماپ کا کرنے میں کچھ وقت نہیں لگا آپ"

تہمینہ نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ بڑے کیارے کے ایستادہ بوٹے شام کے اندھیرے میں بھگے جتنے وحشت زدہ دکھائی دے رہے تھے، اسکی چھوٹی بہن کا بھی ویسا ہی حال تھا۔

"تم جاتے جاتے اپنے زیور جوڑے بھی ساتھ لے جاتیں۔ اپنی ساری بدنصیبی کیوں یہیں چھوڑ گئیں؟

تمہارے لاوارث ہو چکے رشتے کو میرے سر تھوپ دیا گیا، میرا کیا قصور تھا آپ؟؟؟؟"

تہمینہ کاشدت سے جی چاہا کہ اسکے گال پہ بہتے آنسوؤں کو پونچھ ڈالے۔ اسے پتہ تھا وہ اسے ایسا کبھی کرنے نہیں دے گی۔

"میں ناں کر سکتی تھی آپ؟؟؟ میں بھی تمہاری طرح بھاگ سکتی تھی؟؟؟؟؟ تب جب میری ماں اور

باپ میرے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے؟؟؟ تم بتاؤ، میں اور کیا کرتی؟؟؟؟؟؟؟"

رات بھی اسکے گالوں کی طرح بھگی ہوئی تھی۔ فضا میں اوس کی باس رچی ہوئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اس نے ابھی تک مجھ پہ ہاتھ نہیں اٹھایا آپ۔ ممکن ہے ساری زندگی کبھی ہاتھ اٹھائے بھی نہیں۔ ممکن ہے اس جیسا خاوند خوش نصیب لڑکیوں کو ملتا ہو۔ اس سب کے بعد بھی میں ساری زندگی خوش نہیں رہ سکوں گی آپ اور پتہ ہے اسکی وجہ کیا ہوگی؟؟؟"

وہ اسے دیکھتی رہ گئی

"وہ وجہ تم ہو"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"اب کبھی یہاں نہیں آؤں گی۔ اب اسے بھی کہہ دیا ہے، تمہیں زندہ مان لیا ہے، ٹھیک ہے، اب مجھ پہ فاتحہ پڑھ لیں۔ جب تک یہ گھر تمہارے ہونے سے سنا رہے گا، میرے قدموں کے لئے ترسا کرے گا۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ تمہینہ نے سر جھکا لیا تھا۔ وہ اسے ایک آخری بار نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

www.kitabnagri.com

اس گھر میں جہاں اسکی حیثیت کسی شاہزادی جیسی رہی تھی، وہ ایک دم سے بے وقعت ہو گئی تھی۔ اور یہ سب ہونے کے بعد وہ گلہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ زندگی میں کیسے گئے فیصلوں کا خمیازہ بھگتنے کے لئے اسی وجود کو اپنا آپ پیش کرنا ہوتا ہے، جس نے وہ فیصلے لئے ہوتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri

"اپنے حق کے لئے کھڑے ہونا اور آواز اٹھانا، غلط تھا کیا؟؟؟ وہ چا پ سب سہتی رہتی، آنکھوں دیکھی کے بعد بھی سستی ساو تری بن کر خود کو بلی کے لئے پیش کر دیتی تب ٹھیک ہوتا؟؟؟؟؟"

جاڑے نے سب اجاڑ دیا تھا۔ باغیچہ بے رونق ہو گیا تھا۔ کیارے ویران پڑے تھے۔ گلابوں پہ اوس شعلے بن کر برسی تھی۔ ڈوڈیاں بنا کھلے پتھر کی ہو گئی تھیں۔ آم کی اونچی ڈالیاں زرد پڑ گئی تھیں۔ رات بھر برسنے والے لکرنے ہر شے فنا کر ڈالی تھی۔

"میں تمہیں بتاؤں غلطی کیا ہوئی؟؟؟"

نیلے آسمان نے تو قسم کھالی تھی کہ سورج کو کبھی جیتنے نہیں دے گا۔

"میں بتاؤں یہ کب ہوا کہ تم مظلوم سے ظالم بن گئیں؟؟؟؟؟"

سارے گھر والوں نے اس سے بول چال بند کر رکھی تھی۔ یہ سب کا متفقہ فیصلہ تھا۔ وہ گھر بس ایک چھت اور دو وقت کی روٹی کے لئے پناہ گاہ بن کر رہ گیا تھا۔ اسکے علاوہ اور کے نام پہ کچھ بھی نہیں تھا۔ نا ماں ماں تھی اور نا ہی باپ باپ۔ بھائی منہ پھیر لیتے تھے، چچی لوگ تو دیکھتے ہی نہیں تھے۔

"تب جب تم نے بزدل بن کر فرار کی سوچی۔ تب جب تم نے شک کیا اور وہ شک تمہیں شرک تک لے گیا"

اس دن وہ فرہاد کے سامنے پھٹ پڑی

"میں اور کیا کرتی؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"وہی جو گھر سے نکلنے سے پہلے تک کر رہی تھیں۔ جو نہیں چاہیے تھا اس سے انکار۔ اپنے حق کے لئے۔ آخری لمحے تک۔ یہ حق تھا تمہارے پاس اور یہ حق تم سے کون چھینتا؟؟؟ یہ حق تم نے خود گنوا یا تھینہ"

"میں نکاح خواں کے سامنے انکار کرتی تو کیا ہو جاتا؟"

"شائد وہ سب ناہوتا جو تم نے سوچا تھا لیکن میری بہن، وہ سب ناہوتا جواب ہوا ہے۔ اور وہ بھی ناہوتا جو یہ سب چاہتے تھے کہ ہو۔"

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

[Fb/Pg/Kitab Nagri](https://www.facebook.com/KitabNagri)

Posted On Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ چپ رہ گئی۔

"چلو مان لیا میری غلطی ہے۔ اب کیا؟؟؟؟ اب سزا کب تک؟؟؟؟ جو بھگت چکی ہوں کیا وہ کافی نہیں

ہے؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

"شائد نہیں ہے"

تم وہ زندگی کتنی دیر تک گزارو گے جس میں بس تم ایک اکیلے ہو؟ جاگتے ہو، کھاتے ہو، سو جاتے ہو، روتے ہو، پھر سوتے ہو، جاگتے ہو، روتے ہو، سو جاتے ہو اور بس یہی۔ تمہارے آس پاس ایک بستی آباد ہے پر تمہارے لئے وہاں ہر سوسائٹا ہے۔

اسکے ہاتھ جھٹک دیئے جاتے جب وہ کوئی کام کرنے کا سوچتی۔ اسکی مدد دھتکار دی جاتی، اسکی بات سننے سے پہلے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی جاتیں۔ اسکے چار لوگوں کے بیچ بیٹھتے ہی محفل گونگی ہو جاتی اور سب خاموشی سے اٹھ جاتے۔ اسکے رونے چیخنے چلانے کا کسی پہ کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اسے لگتا تھا وہ پاگل ہونے والی ہے۔ اسکا دل چاہتا وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چلائے اور رو رو کر آنکھیں پھوڑ ڈالے۔ اتنی بے تحاشا سزا وہ کب تک جھیلتی؟

"تم نے اس گھر سے اسکی دو بیٹیاں چھین لی ہیں۔ اپنی سزا کے افیت ناک ہونے کا اوویلا کرنے سے پہلے سوچو کہ تمہاری خطا کیسی بڑی ہے"

اسکی یہ سزا بھی شاید عمر بھر کے لئے تھی۔ زندگی بھر کے لئے۔ زندگی جو کیلے اندھیرے سے بھری کوئی رہگزیر تھی کہ جسکا کوئی انت دکھائی نہیں دے رہا تھا اور اتنی بے تحاشا وحشت سے اسکی سانسیں بھی رکنے لگی تھیں۔ تبھی جب وہ ایک بار پھر مشرک ہونے کو تھی، اسے اس رہگزیر پہ ایک ٹمٹماتی لود دکھائی دی تھی۔

وہ جانے کب آیا، جانے کیوں آیا، پر تہمینہ نے پہلی نظر دیکھتے ہی اسے پہچان لیا تھا۔
"زبیر"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

گیارہواں باب: واپسی

اس سے سب کی بول چال بند تھی۔

Posted On Kitab Nagri

اسے دیکھ کر ہونٹ ایسے کس کر بھیج لئیے جاتے کہ کوئی لفظ آواز کا روپ دھار وجود میں نہیں آسکتا تھا۔ اسکی ہر آواز کے لئے وہ بہرے تھے اور جواب دینے کے لئے گونگے تھے۔ ان سب کی دیکھا دیکھ، باغیچے کے پیڑوں پہ پرندے بھی اس سے روٹھ گئے تھے۔ وہ گھنٹوں کیری کے پیڑ تلے بیٹھی رہتی تھی۔ کوئی اسے دیکھ کر شور مچاتا اور ناہی کتر کتر اس پہ پھل اچھالتا تھا۔ انار کے ترش پھلوں پہ بلبلیں اور چڑیاں اسے دیکھتیں تو چپکے سے آنکھیں موند، لب سی لیتیں۔ یہ سزا جان لیوا تھی۔

زندگی جینے کے لئے بس ہوا پانی، روٹی ٹکڑ، کپڑا جوتا اور ایک چھت ضروری نہیں ہوتی ہے۔ آپ کے پاس دوکان ہوں جو سنتے ہوں، دوا لب ہوں جو اپنی کہتے ہوں اور ان دونوں کا تال میل ہو۔ اور پھر یہ تال میل دل کے ساتھ ہو۔ اور یہ تال میل ذہن کے ساتھ ہوں۔ دل سے نکلتے خون، دماغ میں اڈتے خیالات کو جملوں میں ڈھال کر ایک بات بنایا جائے، اس بات کو کہا جائے تو پھر اس کا جواب سنا جائے۔۔۔۔

www.kitabnagri.com

اسکی یہ ضرورت پوری نہیں ہو رہی تھی۔

ذہن میں سوچیں جمع ہو ہو کوئی ناسور سا بنتا جا رہا تھا۔ دل کا سورج ہر سمے ڈوبا ڈوبا رہتا تھا۔ کان بہرے ہونے لگے تھے اور ہونٹوں پہ پیڑیاں جنمے لگی تھیں۔ جی چاہتا تھا جانے کیا کر ڈالے۔ کچھ تو کر ہی ڈالے۔

Posted On Kitab Nagri

زیر آید۔

بیٹھک میں بٹھایا گیا۔ اگر جو پہلے پتہ چل جاتا کہ وہ ہے کون تو یہ ہر گزنا ہوتا۔ باسط نے سمجھا مہمان ہے،
بیٹھک کھول دی۔ وہ تو بعد میں طوفان مچا۔

"اچھا تو یہ ہے وہ؟؟؟؟؟"

دادا جی کو بتایا گیا کہ وہ کون ہے۔ بتایا گیا یہ وہ ہے جسکے ساتھ وہ گھر سے بھاگ گئی تھی۔ کلمو ہن اسکی وجہ
سے گھر سے نکل گئی تھی۔

"میری بات تو سنیں"

"کیوں؟؟؟ تیرے جیسوں کی کوئی بات سننے والی ہوتی بھی ہے کیا؟؟؟"

"آپ ایک بار۔۔۔۔۔"

اس نے تہمینہ کا نام لے لیا۔ ابا تو سیخ پا ہو گئے۔ گریبان پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا۔

"طریقے سے کہہ رہا ہوں میرے گھر سے نکل جاؤ اور اس گاؤں کی حدود بھی پار کر جاؤ۔ دوبارہ اس گھر

کی طرف دیکھا یا گھر والوں کا نام لیا تو سچ میں جان سے مار ڈالوں گا"

"تہمینہ سے بات کروں گا، پھر جاؤں گا"

Posted On Kitab Nagri

یہ ممکن بھی تھا؟ اس سے وہ سارا جتنا بات نہیں کرتا تھا، وہ اس سے بات کیوں کرواتے؟ وہاں بات کرنے کا رواج تھا ہی کب؟ کب کس نے دوسرے سے بات کی تھی؟ یاد دوسرے کی بات سنی تھی؟ سنی تھی اور سمجھی بھی تھی؟؟؟؟؟

شام میں فرہاد آیا تھا۔ رات گئے دادا جی کے کمرے میں اسے بلوایا گیا تھا۔ تہمینہ برآمدے کی سیڑھی پہ بیٹھی تھی۔ مجال ہے جو کوئی بات سنائی دی گئی ہو۔ اس نے بہت کوشش کی، غور کیا اور کان لگا کر سنا۔ کچھ ٹوٹے پھوٹے فقرے، کچھ لفظ اور چند جملے۔ ان سب کو جوڑا تو وہ ایک بات بن گئی۔ وہ ایک بات جو شاید زبیر اس سے کرنے آیا تھا۔

اس سے دو دن بعد گھر پہ وہ مہمان عورتیں آئی تھیں۔ اس سے دو ہفتے بعد فرہاد کا رشتہ طے کر دیا گیا تھا۔ اس سے دو ہفتے بعد اسکی شادی کر دی گئی تھی۔

www.kitabnagri.com

وہ اس دن پھر آیا تھا۔

فرہاد کی نئی دلہن کل شام ہی میکے گئی تھی۔ دو دن پہلے ہونے والے شادی کے ہنگامے اور بکھرے کھارے اب ہولے ہولے سمیٹے جا رہے تھے۔ ایسے میں وہ آیا تو باسط پہچان لیا۔ اسے پچھلی بار پہ سختی

Posted On Kitab Nagri

سے کہا گیا تھا کہ اسے ہر گز گھر میں گھسنے نہ دیا جائے۔ اب کی بار اس نے وہ سبق یاد رکھا اور اسے دیکھتے ہی دروازہ بھیڑ دیا۔ وہ بند دروازے کے اس پار سے پکار لگانے لگا۔

"فرہاد" !!!

وہ چاہتا تو تہمینہ کا نام بھی لے سکتا تھا۔ شاید لیتا بھی اگر جو فرہاد کی پکار پہ دروازہ نہ کھلتا۔

"کیوں آئے ہو؟؟؟"

فرہاد نے اسے سر تاپا گھورا

"ایک بار تہمینہ سے بات کرنی ہے"

"یہ ممکن نہیں"

"مجھے اس سے بات کرنی ہے فرہاد"

"زیر بات کو مت بڑھاؤ۔ گڑھے مردے اکھیڑنے سے کیا مل جائے گا؟"

"میں کچھ لینے نہیں آیا فرہاد۔ بس ایک بار اس سے بات کروادو"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"میں تمہارا راز کھولنے نہیں آیا۔ میں گڑھے مردے اکھیڑنے ہر گز نہیں آیا ہوں۔ میں وہ سب کرنے

بھی نہیں آیا ہوں جو تم سوچ رہے ہو۔ میں۔۔۔ میں اسے تمہارا جھوٹ بتانے نہیں آیا ہوں، میں اسے

اپنا سچ بتانے آیا ہوں فرہاد۔۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ بولتا چلا گیا

فرہاد نے دیکھا۔ نالے کے اطراف میں خود روپہ بہار برسی تھی۔ نیلے لال پیلے پھولوں کی بوندیں ہرے سبزے میں اٹکی ہوئی تھیں۔ زرد اور آڑو کا پیڑ گلابی پھولوں کی شال اوڑھے شرمایا سا تھا۔ بھنورے اسکے کانوں میں جانے کیا کیا کہتے تھے، تتلیاں اس کے ساتھ اٹھکیاں کرتی تھیں۔

"مجھے وہ سب نہیں کرنا چاہیئے تھا"

اس نے زبیر کو کہتے سنا تھا۔ اسکی بہن سر پہ سیاہ چادر ڈالے، اس سے بہت دور خاموش کھڑی تھی۔
"تمہارے بھائی نے میری بہن کے ساتھ جو کیا، وہ اس دنیا کا بدترین گناہ تھا۔ میں نے اسے سزا دینے کے لئے یہ سب کیا۔"

"پھر؟؟؟؟"

"یہی سوال میں نے خود سے پوچھا تھا تھینے۔ پھر؟؟؟؟ کیا؟؟؟؟ میں بھی وہ سب کرتا، پھر؟؟؟"
اس نے ان آنکھوں میں خالی پن دیکھا تھا۔

"کیا میری بہن کے ساتھ ہوئی زیادتی کا ازالہ تمہارے ساتھ ہوئی زیادتی ہو سکتی تھی؟؟؟؟ میں تمہارے ساتھ بدترین کر گزرتا، اسکے بعد میری مردہ بہن زندہ ہو جاتی؟؟؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

تہمینہ نے جھکاسراٹھایا۔ بے یقینی سے اسکی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ زبیر اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ فرہاد کو دیکھ رہا تھا۔ فرہاد، جو سر جھکائے کھڑا تھا۔ مجرم جو بھی رہا تھا، نقصان بہت ساروں کا ہوا تھا۔

"برا انسان بننا، ظلم کرنا، یہ بہت مشکل کام ہے۔ یہ میں نہیں کر سکتا، یہ مجھ سے نہیں ہوگا تہمینہ۔ بدلہ لینا، کسی کو برباد کرنا، یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تو میں یہی کہنے آیا ہوں، میں تمہیں ہرا کر خود سے ہارنا نہیں چاہتا۔ میں اسے یہیں ختم کرتا ہوں"

فرہاد نے اب سراٹھایا اور اسے خود کو دیکھتے پایا تھا۔

"ہمیں معاف کر دو"

"مجھے یہ نہیں چاہیے"

اس نے بے رخی سے اسے دیکھا اور تہمینہ کی طرف مڑا

"مجھے معاف کر دو"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

وہ زرار کا۔

"میں نے بہت سارے جھوٹ بول کر، بہت ساری چالیں چل کر تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا تھا، اب میں سچ بول کر تمہیں اپنا ناچاہتا ہوں۔ مجھے کوئی انتقام نہیں چاہیے، اپنی مردہ بہن کے لئے انصاف نہیں چاہیے، کوئی انتقام نہیں چاہیے۔ مجھے اب سکون چاہیے۔ اب تم بتاؤ، تمہیں کیا چاہیے؟؟؟؟؟"

پانی کے نالے میں خاموشی سے بہتی لہریں اسے بولتا سن رہی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"نافرمان بن کر دانہ بننے کی خطا کوئی ایسا گناہ نہیں کہ جو معاف نہ ہو سکے۔ ایک بار کی بہشت سے نکالا جانا یہ مطلب نہیں رکھتا کہ اس جنت کے دروازے اب ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں گے۔ تم نے تپسیہ کی، نادم ہو کر معافی طلب کی تو تمہاری معافی قبول ہو جائے گی۔ عین ممکن ہے تمہاری غلطی در گزر کر کے تمہیں بہشت واپس لوٹا دی جائے"

ثمینہ آئی تھی۔

خوشی کی خبر لائی تھی اور مٹھائی کا تارٹا کرہ۔ ساتھ پھپھو تھیں۔

"اللہ نظرِ بد سے بچائے۔ میرے گھر کی پہلی پہلی خوشی ہے، میرے ابو بکر کی اولاد۔۔۔۔۔"

ثمینہ نے اسے تب غور سے دیکھا جب وہ پھپھو کے کہنے پہ مٹھائی کی پلیٹ لئے اسکے پاس آئی تھی۔ تب اس نے غور سے دیکھا کہ اسکی داہنی آنکھ کے گرد کیسا نیل تھا۔ اسے چھپانے کا اس نے تردد بھی نہیں کیا تھا۔ پھر ثمینہ نے اسکی کلائی پہ وہ زخم دیکھا تھا۔ وہ سکے کے برابر دور تک پھیلا ہوا۔

بنا کچھ کہے، پلیٹ اسکے پاس رکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ثمینہ نے بے بسی سے اسے دور تک دیکھا تھا۔

"مجھے معاف۔۔۔۔۔"

"ساری زندگی نہیں"

Posted On Kitab Nagri

وہ اس شام ہی پھپھو کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اماں نے لاکھ روکا، منت کی پراسکی ایک ناں تھی۔

وہ ایک بار پھر آیا تھا۔ اب کی بار تو با آپے سے باہر ہو گئے۔

"تمہیں انسانی زبان سمجھ نہیں آتی تو مجھے بتاؤ، مجھے جانوروں کو بھی اپنی بات سمجھا کر سیدھا کرنا خوب آتا ہے"

"مجھے تمہینہ سے بات کرنی ہے"

"یہاں اس نام کا کوئی انسان نہیں ہے"

اس نے با آواز بلند اس نام کو پکارا تھا۔ حویلی نے دور تک "تمہینہ" کے نام کی صدا سنی تھی۔

"تمہیں فیصلہ کرنے کے لئے وقت دیا تھا، فیصلہ کر دو۔ چاہو تو ابھی کہہ دو تو اس رشتے سے آزاد ہو جاؤ، چاہو تو ابھی میرے ساتھ چلو۔ جو بھی کرو، بس ایک طرف لگ جاؤ تاکہ میں بھی ایک طرف لگ سکوں"

www.kitabnagri.com

اسے دروازے سے بہت دور روک دیا گیا۔ وہ اسے دیکھ نہیں سکتی کہ وہ یہ کہتے ہوئے کیسا نظر آتا تھا۔ کیا

اسکا چہرہ آج بھی ویسا دکھائی دے رہا تھا جیسا اس دن جب اس نے کہا تھا "میں فرہاد کا دوست ہوں"

"تم دو ٹانگوں پہ واپس جاؤ گے یا چار کندھوں پہ؟؟"

"اس سے پوچھیں وہ کیا چاہتی ہے؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"کس سے پوچھوں؟؟؟"

"اپنی بیٹی سے"

ابا نے اسے بغور دیکھا

"میری ایک بیٹی ہے اور وہ اپنے سسرال میں ہے۔ اب ایک آخری بات سنو، اگر اب دوبارہ گاؤں کی سرحد پہ بھی نظر آئے تو زندہ واپس نہیں جاسکو گے"

اگلے کئی دن ویسے ہی تھے جیسے پچھلے بہت سارے دن تھے۔ پھپھوندی لگے، گلے سڑے، باس دیتے ہوئے۔ اسکی کھوئی وقعت واپس نہیں مل سکی تھی۔ اسکے لئیے سب گونگے بہرے ہی رہے۔ اماں ابا کے لئیے وہ ایک لڑکی ہی بنی رہی، واپس سے بیٹی نابن سکی۔

فرہاد سب کے درمیان اٹھتا بیٹھتا، خوشی خوشی باتیں کرتا، خوب ہنسی ٹھٹھہ بھی ہوتا۔ نئی دلہن کے لاڈناز اٹھائے جاتے، لاڈ کیے جاتے تھے۔ اس سے کوئی سوال جواب ہوا اور نا ہی کوئی عدالت لگائی گئی تھی۔ اس رات کے بعد جب اس نے سر جھکا کر، ابا کے سامنے قبول تھا کہ اس سے غلطی ہو گئی تھی اور وہ شرمندہ ہے، اسے کوئی سزا نہیں سنائی گئی تھی۔ دنوں میں اسکی شادی کر دی گئی اور سب مردے دوبارہ گاڑ دیئے گئے۔

"تم نے کیا کیا اسکی بہن کے ساتھ؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

اس دن جی کڑا کے اس نے فرہاد سے پوچھ ہی لیا تھا۔ وہ خاموش رہا تھا۔

"وہ سچ میں تمہاری وجہ سے مر گئی فرہاد؟؟؟؟؟"

اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ مل بھی جاتا تو کیا ہو جاتا۔ جیسے اس دن زبیر نے کہا تھا جب اس نے یہی سوال اس سے بھی پوچھا تھا۔

"اس نے جو بھی کیا، نتیجہ یہ ہے کہ میں نے اپنی بہن کو کھو دیا اور یہ میرے لئے بدترین تھا"

وہ بہت دنوں تک اسی کشمکش میں رہی تھی۔ وہ سب اب اسے تھکانے لگا تھا۔ پہلے تو ان سب کی خاموشی اور تھک وہ چپ چاپ سہہ رہی تھی کہ برداشت کے سوا اور چارہ بھی کیا تھا۔ اس نے اس سب سے سمجھوتا

کر لیا کہ اپنے جرم کی اتنی سزا تو ملنی ہی تھی۔ لیکن اب۔۔۔۔۔ اب اسکی ہمت جواب دینے لگی۔ اب اسکے اندر کوئی کہتا تھا کہ شرک کے سوا ہر گناہ کی معافی ہے اور شرک کی بھی ہے اگر معافی مانگ لی جائے۔ تو اب وہ معافی مانگ رہی تھی، بار بار مانگ رہی تھی، اور کیا کرتی؟؟؟؟؟ سزا کاٹ رہی تھی، اور کب تک کاٹتی؟؟؟؟؟

اب تو حکم ہو کہ تمہارے آنسو سچے ٹھہرے، ایک موقع اور دیا جاتا ہے۔ اب تو حکم ہو کہ دوزخ کی سزا ختم ہوئی، بہشت کے لئے جہد شروع کی جائے۔

لیکن یہ ہو ہی نہیں رہا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے نہیں پتہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میں یہ تعین نہیں کر پارہی کہ نافرمان بن کر، حکم عدولی کرتے ہوئے وہ پھل میں نے پہلے چکھ لیا ہے کہ اب چکھنے والی ہوں۔ معلوم نہیں کہ بہشت سے نکالی جا چکی ہوں کہ ابھی نکالا جانا ہے۔ میں کیسے پتہ لگاؤں، مجھے یہ بھی پتہ نہیں ہے۔ مجھے بس یہ پتہ ہے کہ میں خاک سے تخلیق کی گئی ایک کمزور انسان ہوں جسکی شاید سرشت میں بھٹک جانا ہے۔ میں پہلے بھٹک گئی تھی یا اب بھٹکنے والی ہوں، میں دونوں صورتوں کے لئے معافی مانگتی ہوں۔ خدا میری توبہ قبول کرے، اگر جو میں پہلے نافرمان تھی تو وہ مجھے معاف کر کے میری بہشت لوٹا دے، اور اگر ابھی حکم عدولی ہونا باقی ہے تو وہ میرے قدموں کو بھٹکنے سے روک دے"

زبیر کے نام خط اس نے چھپ کر لکھا اور ایک دن نظر بچا کر ڈاک میں ڈال آئی۔

اب انتظار شروع ہوا۔ وہ ہر آہٹ پہ چونک پڑتی تھی، ہر آواز پہ باہر کی اور دوڑتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک دن آگیا تھا۔ ابا اور دادا کی ہر دھمکی کی گردن پہ پاؤں رکھے دروازے پہ کھڑا رہا۔ اسکی ہمت نے تہمینہ کی ہمت باندھی۔

"مجھے اسکے ساتھ بھیج دیں ابا۔"

شال سر پہ ڈالے وہ دالان پار کر گئی۔

"غلطی ہے تو ایک آخری غلطی ہی سہی"

Posted On Kitab Nagri

انہوں نے بڑی دیر اسے دیکھا۔ فیصلہ کن چار نظریں آپس میں ملیں اور انہوں نے دروازہ چھوڑ دیا۔ کوئی آخری ملامتی جملہ نہیں، کوئی گلہ شکوہ بھی نہیں۔ اسکے قدم باہر رکھتے ہی حویلی کا پھاٹک بند کر دیا گیا تھا۔

بیری کے درخت پہ سفید پھولوں نے حملہ کر دیا تھا۔ یہ ننھے چُنے سے چار چھ پتی کے پھول جنکی مٹھاس بھری خوشبو نے ایک عالم پاگل کر رکھا تھا۔ انار کے بوٹوں پہ کلیوں کی بہتات تھی۔ مغرور خون رنگ ڈوڈیاں جو کھلتی تھیں تو ملائم پتیوں سے سجے پھولوں کے لئے مثل ملانا مشکل ہو جاتا تھا۔ کدو کی بلیں بھی شیطاں ہو گئی تھیں۔ زرا زرا سے ہاتھ پیر نکال، ہر ڈالی شاخ کو مضبوطی سے گرفت میں لئے آگے سے آگے بڑھ رہی تھیں۔

حویلی کی اونچی منڈیروں نے اسے جاتا دیکھا، اسے عرصہ ہو چکا تھا۔ وہ زمین پہ جہاں نشان چھوڑ گئی تھی، وہ زمین بھی اسے بھول گئی تھی۔ نشان کب کے مٹ چکے تھے اور اسکی خوشبو اب پھیکی پڑ چکی تھی۔ باغیچے نے تھک ہار اب اسے یاد کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اماں نے اسکے سارے کپڑے جوتے ایک گٹھری میں باندھ پیٹی میں اتار دیئے تھے۔ اسکا بستر اچاردن دھوپ میں پڑا رہا، پھر دھو کر تہہ لگا رکھ دیا گیا۔

گھر اور گھر والوں نے مان لیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے چلی گئی ہے۔ تبھی ایک دن اسکی واپسی ہوئی تھی۔ ابامنہ اندھیرے نماز کے لئے نکلنے کو تھے جب دروازہ کھولا اور دہلیز پہ اسے گٹھری کی صورت پایا۔ جیسے گئی تھی، اسی صورت۔ خالی ہاتھ، خالی دامن۔ ویسی ہی خاموش آنکھیں، ویسا ہی ستا ہوا چہرہ۔ آہٹ پہ سر

Posted On Kitab Nagri

اٹھایا اور نا نہیں دیکھا۔ ہولے سے انکی ٹانگ کے ساتھ لگ کر، سر گٹھنے سے ڈکا کر، دونوں ہاتھ انکے پیر پہ رکھ، آہستگی سے بولی تھی۔

"میں بہشت سے نکال دی گئی ابا"

ابانے بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر اسے جو اسکے پاس ہی کھڑی تھی۔ کچھ ہی سال کی کمزور سی بچی۔

آخری باب: بہشت

لاری میں بیٹھنے سے لیکر ڈھلتی شام کے شہر پہنچنے تک تہمینہ بس یہی سوچتی رہی تھی۔

"غلط فیصلہ پہلے ہوا تھا کہ اب ہوا ہے؟؟؟؟؟ اب صحیح ہوا ہے نا؟؟؟؟؟ مجھے یہ کرنا چاہیے تھا نا؟؟؟؟؟ یہ ٹھیک ہوا ہے نا؟؟؟؟؟"

www.kitabnagri.com

اب کی بار وہ اسے سیدھا گھر لے گیا تھا۔ وہ گھر جسکے بارے میں پہلے اس نے بتایا تھا کہ وہاں اسکی ماں رہتی ہے، چھوٹی بہن ہے۔ وہاں ماں تھی اور نا ہی چھوٹی بہن۔ ہاں ایک چھوٹی سی بچی تھی۔ کمزور سی، پیاری سی۔ موتیا۔

"میری بہن کی آخری نشانی۔ زندہ نشانی جو اسکے مرنے کے بعد سے میں نے سینے لگا رکھی ہے"

Posted On Kitab Nagri

تہمینہ نے بہت دیر تک اسے دیکھا اور حیران رہی۔ اس نے اپنے بچپن کی وہ کالی سفید تصویریں سینکڑوں بار دیکھ رکھی تھیں۔ اب کی بار لگان تصویروں کو زندہ سلامت دیکھ رہی ہے۔ ایسے ہو بہو نقش و نگار۔ "تخلیق کار کے اختیار میں بے تحاشا رنگ تھے جنہیں اس نے اپنی تخلیق کو بے مثل بنانے کے لئے کمال خوبصورتی سے استعمال کیا تھا"

وہ گھرا سکی حویلی کی طرح دور تک نہیں پھیلا ہوا تھا۔ اس میں ویسا باغیچہ بھی نہیں تھا جہاں وہ جھولا جھولتی تھی۔ آم کے اونچے اونچے پیڑ، گلابوں کی کیاریاں اور بڑے بڑے دالان نہیں تھے۔ "تم سے جتنے جھوٹ بولے ہیں، ایک ایک کر کے گنونا نہیں چاہتا ہوں۔ وہ سب جھوٹ ایک دم سے غائب نہیں ہو سکتے ہیں، ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ اب کی بار اتنا سچ بولوں کہ وہ سارے جھوٹ سچ کے پیچھے چھپ جائیں۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر سے سو بار کے سوچے خدشات کو سوچا اور وہی سوال دہرایا۔ "میں نے ٹھیک فیصلہ لیا ہے نا"

www.kitabnagri.com

اور یہ آخری بار تھا۔ کمر کس کر وہ کام پہ پہ لگ گئی۔ اس گھر کو اسکا بتایا گیا تھا تو اس نے اسے اپنا بنانے کی ٹھان لی۔ رگڑ رگڑ پتھر کا فرش دھویا، کیاری میں اُگی خود رونوچ ڈالی اور زبیر سے کہاں مئے بوٹے لا دے۔ بستروں کی چادریں دھوئیں، جالے اتارے، ساری دھول گرد صاف کئے۔

Posted On Kitab Nagri

وہ خوش تھا کہ وہ اسے اپنا گھر سمجھ رہی تھی۔ وہ سب کام تو ملازمہ بھی کرتی تھی پر وہ اسکا اپنا گھر نہیں تھا تو ویسے نہیں کرتی تھی۔ تو اس گھر کو ایک اپنا چاہیئے تھا اور وہ اس گھر کو اپنا مان چکی تھی۔ ساتھ ہی اس بچی کو اس نے اپنا مان لیا تھا۔ وہ تو ویسے بھی اسی کا عکس تھی یعنی کہ وہ ہی تھی۔ تو اپنے کو تو اپنا مانا ہی تھا۔

محبت کسی پیڑ کی ڈالی پہ ایک ننھی سی کو نیل کی طرح ہوتی ہے۔ شروعات ایک ڈوڈی سے ہوتی ہے۔ بڑی پیاری سی، زر اسی ہری ڈوڈی جو ہولے ہولے اپنے راز کھولتی ہے۔ دن پہ دن گزرتے ہیں اور وہ سانس لیتی رہتی ہے۔ ننھی سی، سہمی ہوئی بہت سارے ڈر گرہ میں باندھے خود کے سارے روز آہستے آہستے کھولتی ہے۔

تہمینہ کے دل کی مٹی سے وہ زر اسی کو نیل نمودار ہوئی تھی۔ اتنی زر اسی کہ جیسے نظر کا دھوکہ کہ کچھ ہے کہ نہیں۔ وہی جو شروعات تھی۔
www.kitabnagri.com
لمحے لمحے جوڑ وقت کی بُنت جاری رہی۔

تھوڑی تھوڑی، چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں جنہوں نے آپس میں یکجا ہونا تھا۔ اس سے یہ ہونا تھا کہ وہ اسکی محبت میں گرفتار ہونا تھی۔ لیکن یہ ایسے نہیں تھا کہ ایک لمحے کا کھیل تھا۔

Posted On Kitab Nagri

ایسے ہوتا بھی نہیں ہے۔ محبت ایسی گری پڑی شے تو ہے نہیں کہ ایک لمحے میں کسی کی جاگیر بن جائے۔ بس دوپل کے عوض خرید لی جائے اور کوڑیوں کے بھاؤ بک جائے۔ اس زمانے کی محبت نہیں کہ جس کا خمار چڑھنا بخار چڑھنے سے بھی کم سے لیتا ہے۔

اسکے لئے محبت نے وقت لیا تھا۔ اچھے سے سوچ سمجھ کر طے کیا کہ کون سا وقت، کب اور کہاں، کیا کیا ہوگا۔ تو تب اسے محبت ہوئی، ہونے لگی۔ اس چھوٹے سے گھر میں محبت ہو جانے کے لئے بڑے مواقع تھے۔ آدم کا بیٹا تھا جسے اپنی خطا کا اندازہ تھا اور اپنی پشیمانی میں اسکے ازالے کے لئے تگ و دو میں لگا ہوا تھا۔ اسے اس کھوئی ہوئی بہشت کو پھر سے پانا تھا اور اسکے لئے حوا کی بیٹی کا ساتھ درکار تھا۔ حوا کی بیٹی جو کوئی ایسی پتھر نہیں تھی کہ خطائیں معاف نہ کرتی اور ہمیشہ تک یہی سوچتی رہتی کہ یہ یہ سب ناہوتا تو یہ یہ سب ہوتا۔

زبیر کے ساتھ وہ گھر اس نے اپنا گھر طے کر لیا تھا۔ وہ ننھی سی تخلیق اس گھر میں برکت تھی۔ اسے اس سے بھی محبت ہونے لگی تھی۔ یوں جیسے وہ ہمیشہ سے اسکی ہی رہی ہو، اسکے لئے ہی بنی ہو۔ قصہ مختصر یہ کہ اب اسکے لئے دنیا کا وہ حصہ ہولے ہولے جنت بن رہا تھا۔ وہ جنت جہاں سے اسے ایک بار پھر سے نکالا جانا تھا۔

گھر سے آئے لگ بھگ پانچ ماہ ہونے والے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

اسکا زبیر سے رشتہ استوار ہو چکا تھا۔ ماضی کی ہی ہر بد مزگی اور کڑواہٹ کو پیچھے چھوڑ، راحت کی ناؤ میں سوار وہ جوڑا اب سکون کے سمندر میں محو سفر تھا۔ یوں لگتا تھا اب ساری زندگی یونہی بسر ہونا ہے۔ تبھی ایک دن وہ سب ہو گیا تھا۔

اسے پتہ چلا وہ ماں بننے والی ہے۔ زبیر سے محبت کی وہ نشانی اسکے وجود میں سانس لینے لگی تھی۔ اس نے خوشی خوشی وہ خبر زبیر کو دی تھی اور اسکی آنکھوں میں وہ چمک دیکھی تھی۔ اس شام دیر تک وہ اسکے کندھے پہ سر رکھے، مستقبل کے سنہری کناروں والے چمکیلے خواب دیکھتی رہی تھی۔

وہ رات انہی خوابوں کے آسرے کٹ گئی تھی۔ اگلی صبح وہ بیدار ہوئی تو بستر میں اکیلی تھی۔ اسکے پہلو میں جہاں گزری رات اسکا محبوب سو رہا تھا، وہ پرچہ موجود تھا۔

"تم نے بہت بار مجھ سے پوچھا، اور شاید لاتعداد بار اپنے بھائی سے بھی سوچا ہو کہ میری بہن کے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا جسکا بدلہ میں نے تم سے لیا۔ آج میں تمہیں جواب دے رہا ہوں۔ اس نے محبت کی اور اس محبت پہ اعتبار کیا۔ اور وہ محبت اسے اس دن چھوڑ گئی جس دن اسے پتہ چلا کہ وہ محبت اب اسکے وجود میں ایک وجود بن کر سانس لینے لگی ہے۔ ہاں تمہینہ، تمہارے بھائی نے میری بہن کے ساتھ ٹھیک وہی سب کیا جو میں تمہارے ساتھ کر چکا ہوں، فرق بس اتنا ہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا ہے اور تمہاری کوکھ میں سانس لیتا بچہ خطا نہیں ہے۔"

Posted On Kitab Nagri

"میں بہشت سے نکال دی گئی ابا"

باپ کی ٹانگ سے لپٹی، گٹھنے سے سر ٹکائے وہ بہت تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ بچی حیرانی سے اسے دیکھتی تھی اور پھر اس انجان جگہ کو۔ وہ دماغ اس ساری صورتحال کو سمجھنے کے لئے بہت چھوٹا تھا اور وہ دنیا اسکی سوچ سے بھی زیادہ ظالم تھی۔

"کونسی جنت کونسی دوزخ۔ پہلے یہ تو طے ہو کہ بہشت تھی کونسی۔۔۔۔۔ پہلے یہ تو پتہ کرو کہ کبھی بہشت میں تھے بھی کہ نہیں۔۔۔۔۔ کیا خبر تم نے حرام کھانے کی بجائے حلال نا کھانے خطا کی ہو۔۔۔۔۔ کیا خبر تمہاری خطا، کبھی تمہاری خطا رہی ہی نا ہو۔۔۔۔۔ کیا پتہ بہشت انعام نا ہو بلکہ سزا ہو۔۔۔۔۔ کیا پتہ بہشت سے نکالی نہیں بلکہ اس میں داخل کی گئی ہو۔۔۔۔۔"

اسکے ایک بار پھر اس گھر کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ اور کیا کیا جاتا؟؟؟؟

بس اتنا سا فرق پڑا کہ اب کی بار ماں نے اسے گلے سے لگا کر آنسو بھی بہائے تھے۔ ابا نے دو لمحے کو اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ چھوٹی چچی نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

فرہاد شہر سے لوٹا تو اسے دیکھا۔ اسے دیکھا اور پھر اسکی ابتر حالت کو دیکھا۔ پھر جب دیکھا کہ وہ اسے کیسی نظروں سے دیکھ رہی ہے تو سر جھکا گیا۔

Posted On Kitab Nagri

ممنوع شجر کے بارے میں پہلے انسان کو پہلے سے ہی بتادیا گیا تھا۔ ہر نعمت اسکی دسترس میں دیکر بس ایک اس شے کی منہا ہی تھی۔ بس اتنی زرا سی بات تھی۔ بس اتنی سی بات کی آزمائش تھی اور وہ اس پہ کھرا نا اتر سکا۔ جو پاس ہے اسکی قدر جانے بغیر وہ پالینے کی خواہش جسکے بارے میں علم بھی ہے کہ نقصان دہ ہے۔ تو سارا کھیل اسی نفع نقصان کا ہے۔ سارا کھیل اسی ایک لمحے کا ہے جب تم مظلوم سے ظالم بن جاتے ہو۔

"کاش تو گھر سے قدم نا نکالتی تہینہ"

"کاش آپ میری بات سن لیتے ابا"

"کاش تو دوسری بار اس گھر کو نا چھوڑتی"

"کاش آپ پہلی بار کی غلطی معاف کر دیتے"

"کاش تو ابو بکر سے نکاح کر لیتی"

"کاش آپ ابو بکر سے میرا زبردستی نکاح نا کروانا چاہتے"

"کاش تو نے یہ سب نا کیا ہوتا۔۔۔"

"کاش آپ نے وہ سب نا کیا ہوتا۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

وہ سب گول گول دائروں میں، دن میں کئی بار یہ کھیل کھیلتے تھے۔ وہ چپ رہتی، انکے کاش کاش سنتی رہتی اور انہیں اپنے کاش سناتی۔ اور کرنے کو رہ بھی کیا گیا تھا۔ بس ہر وقت کی یہی باتیں تھیں، یہی سب کچھ تھا۔ تو نے ایسے ایسے کیا تب ایسے ایسے ہوا۔ ویسے ویسے کرتی تو ایسے ایسے ہوتا۔

بہاریں موسم کی شدت سے ہار گئیں۔ پھر وہ شدت برستی برسات سے ہار گئی۔ ایک بار پھر سے وہ موسم خود کو دہرانے آن پہنچا جس موسم میں اس نے گھر چھوڑا تھا۔

ثمینہ ابو بکر کے بیٹے کی ماں بن گئی۔ چھلہ نہا کر پورا ہفتہ رہنے آئی تھی۔ ٹوٹے بدن سے اسے دیکھتی تو جتا جتا کر اپنی روح کے گھاؤ دکھاتی تھی۔ وہ اسے دیکھتی اور پھر ایسے ہو جاتی جیسے صدیوں کی مرضہ ہو۔ سب اسے جھوٹی مرضہ کہتے تھے پر اسے غور سے نہیں دیکھتے تھے۔ وہ بھلے جھوٹی تھی پر اسکی بیماری سچی تھی۔ وہ بیماری جو سن کر چٹکیوں میں اڑادی جاتی تھی پر وہ سرطان سی خطرناک تھی۔ وہ ساری سوچیں، یہ بہت سی ندامت اسکے دماغ میں کیڑے بن کر کراتے رہتے تھے۔ اسکے بھیجے کی پرتیں گلنے سڑنے لگی تھیں اور اس میں پیپ بھرنے لگا تھا۔

www.kitabnagri.com

ثمینہ اپنے بیٹے کو لیکر واپس چلی گئی۔ اگلی خوشخبری فرہاد کے ہاں تھی۔ ایک اور نعمت اس حویلی میں اتاری گئی تھی۔ اس سے کچھ ہی دن بعد اسکی شہر میں ملازمت ہو گئی تھی۔ وہ نو مولود بیٹے اور بیوی سمیت شہر جا بسا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

ایک بار پھر اس نے سب کچھ بھلا کر زندگی جینے کی کوشش کی تھی۔ باغیچہ جو کہ اجڑنے لگا تھا، اس نے پھر سے سنوارنے کا سوچا تھا۔ اس نے کھیتوں سے رنگ رنگ کے پھول بوٹے لا کر کیاریاں بھر ڈالی تھی۔ ننھے ننھے جامن آم کے پودے، لیموں کے کچھ بوٹے اور گلاب کی قلمیں۔ مٹھی بھر دھنیے کے بیج، مرچیں اور شلجم، ساتھ میں پیاز اور لہسن کی کوئلیں۔

اپنی ساری بے چین سوچوں اور تکلیف دہ ندامتوں کو وہ ان سب کے ساتھ زمین کے شکم میں دفن کر دینا چاہتی تھی۔ وہ ننھی بچی جس کا نام بھی انہی پھولوں جیسا تھا، سارا وقت ننھی ننھی ہتھیلیاں مٹی میں بھرے، اسکی مددگار بنی رہتی تھی۔

"یہ دیکھو یہ پودا میں نے موتیا کے لئیے لگایا ہے۔ پتہ ہے اس پہ بالکل تمہاری طرح گورے چٹے، نرم نرم پیاری خوشبو والی کلیاں کھلیں گی۔"

وہ اسکی بات پہ خوشی سے تالیاں بجاتی تھی۔ تہمینہ اسے غور سے دیکھتی اور اسے زیر کی مردہ بہن کا چہرہ دکھائی دینے لگتا تھا۔ اسے یاد آتا کہ وہ رات کے اندھیرے میں گھر پار کر گئی تھی۔ پھر وہ دیکھتی کہ ابو بکر نے مٹھی میں آمنہ کے بال جکڑ رکھے ہیں۔ ابو بکر دکھائی دیتا اور تہمینہ جسکی آنکھ تلے اتنا بڑا نیل ہوتا۔ اور اسکا جی چاہتا ہر شے تہس نہس کر دے۔

ہوائیں ٹھنڈی ہونے لگی تھیں۔ سرسوں کے زرد پھول آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ پانی کے نالے میں بہتا شفاف پانی ٹھٹھرنے لگا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اسے وقت بے وقت درد اٹھنے لگے۔ پیٹ کی دیوار پہ کسی کی حرکت محسوس ہوتی۔ رات کے سناٹے میں وہ اپنی دھڑکنوں کے ساتھ وہ معصوم دھڑکنیں بھی گنتی رہتی تھی۔

اس نے بڑے لاڈ سے موتیا کو نہلا دھلا کر وہ گلابی فراک پہنائی تھی جو گزرے دن اس نے خود سلائی کی تھی۔ یو نہی بیٹھے سوچا تھا کہ بچی کے لیے کوئی نیا خوبصورت لباس ہو تو یہ کر ڈالا تھا۔ اب وہ چھوٹی سی پیاری بچی اسی گلابی رنگ میں گلابی گلابی ہو رہی تھی۔ تہمینہ نے بالوں میں کنگھی کر کے زرا راسی پونیاں کر دیں۔ وہیں ہلکی سی دھوپ میں بچی اسکے پاس چار پائی پہ بیٹھی تھی جب بہزاد بھائی باہر کو جاتے لمحہ بھر کور کے اور پھر بہت دیر اسے دیکھتے رہے۔ پھر ہاتھ بڑھایا اور بچی کے سر پہ رکھا۔ تہمینہ نے ہاتھ کا چھجسا بنا کر دیکھا، انکی آنکھیں بھیگی معلوم ہوتی تھیں۔

"غلطیاں بانجھ نہیں ہوتیں، بچے دیتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔"

وہ زرا رکے۔ معصوم بچی کے سر پہ ہاتھ ابھی تک رکھا ہوا تھا۔

"اتنی معصوم خطا، اتنی خوبصورت غلطی۔۔۔۔۔"

وہ نا سمجھی کے عالم میں انہیں دیکھ رہی تھی۔ بچی سے نظر ہٹا کر اب وہ اسے دیکھنے لگے۔

"جرم کسی کا، سزا کسی اور کو۔۔۔۔۔ اب جو مجرم معافی مانگے تو سزا ٹل جائے گی؟؟؟ اب کوئی راہ ہے

کہ غلطی سدھاری جاسکے؟؟؟"

Posted On Kitab Nagri

"میری غلطی؟؟؟؟ گھر چھوڑ جانے کی؟؟؟؟"

اس نے انہیں نفی میں سر ہلاتے دیکھا

"میری غلطی۔ کسی کی محبت کو ٹھکرا دینے کی غلطی اور پھر بیچ راہ چھوڑ جانے کی غلطی۔۔۔۔"

وہ حق دق بیٹھی رہ گئی۔ وہ افسردگی سے بچی کو دیکھ رہے تھے۔

"مجھے لگا اگر میں نے اسے اور بچی کو اپنا نام دیا، آمنہ سے طے شدہ رشتہ توڑا تو ابو بکر بھی میری بہن کو نہیں اپنائے گا۔ بہن کا رشتہ بچاتے بچاتے دیکھو میں نے کیا کر ڈالا۔ بھائی میرا جھوٹ اپنے چہرے پہ تھوپ کر بدنام ہو گیا اور بہنیں اسی بچائے رشتے کی رسی گلے میں ڈال کب کی بے موت مر چکی ہیں۔۔۔۔"

"وہ۔۔۔ وہ آپ نے کیا؟؟؟؟؟ فرہاد کا جھوٹ اصل میں آپکا سچ تھا؟؟؟؟؟"

وہ نادام نظریں اور جھکا سر اسکے سوال کا جواب تھا۔

"مجھے معاف کر دینا میری بچی۔۔۔۔ میں برا بھائی، برا باپ اور شاید سب سے برا انسان ہوں"

"اس سے بات کریں، اسکی بات سنیں۔ اسکے ساتھ مل کر اسکی پریشانی کا حل ڈھونڈیں۔ ایسا نا ہو کہ وہ

اپنی مشکلیں خود حل نا کر سکے تو ہار مان لے۔۔۔۔"

Posted On Kitab Nagri

اب کی بار جاڑہ بہت شدید تھا۔ ہوا میں پسی ہوئی برف ملی ہوئی تھی۔ دن چڑھے تک سورج ناراض سا بادلوں کے لحاف اوڑھے چھپا رہتا تھا۔ باغیچے میں بوٹے کمرے میں بھینگے رہتے۔ ساری رات ککر برستا اور ذی روح ٹھٹھرے رہتے تھے۔

"خود کی جان لینے کی کوشش کرنے کے لئے بہادر بننا پڑتا ہے۔ وہ اپنی بزدلی کو ہرا کر بہادر بنی یہ کر چکی ہے۔ دھیان رہے اسکے لئے پھر سے یہ بہادری دکھانا مشکل نہیں ہوگا"

وہ شام ڈھلنے تک بہت دیر باغیچے میں رہی۔ خاموش، جانے کیا کیا سوچتی ہوئی۔ سوچیں اتنی بے تحاشا تھیں اور ایسی گنجلک کہ سوچوں کے دھاگے علیحدہ کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ لال نیلی ہری بے شمار سوچیں اور ہر ایک کا بس ایک انت تھا۔

اس شام جب سورج کے مغرب میں ڈوبنے سے پہلے ہی آسمان سے دھوئیں جیسی دھند برسنے لگی، وہ چپکے سے بڑے کمرے میں گھسی کباڑ میں کچھ ڈھونڈتی رہی۔

"یہ چوہے مار گولیاں تھیں جنہیں کھا کر بچ گئی، اگر جو گندم والی گولیاں ہوتیں تو ممکن ہی نہیں تھا کہ زندہ بچ جاتی"

اسے وہ کرخت لہجے والی بڑھیا آج بھی یاد تھی اور اسکی بات جو اس رات اسکے بستر کے ساتھ والے بستر پہ تھی اور اسے گھورتی نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ آخری درجے کے سرطان سے لڑتی، قطرہ قطرہ

Posted On Kitab Nagri

زندگی کو ترستی، اسکے بس میں ہوتا تو اس بیوقوف لڑکی کو زندگی کی قدر سکھاتی اور بتاتی کہ یہ اپنی آئی پہ آئے تو کیسا مزہ چکھاتی ہے۔

اس نے مٹھی میں وہ پوٹلی دبالی تھی۔ زندگی کا سواد اب بے مزہ ہو چکا تھا۔ اسے اب موت کی ترشی چکھنا تھی۔

اس نے آہستگی سے لیٹے لیٹے موتیا کو بانہوں میں بھر کر اپنے نزدیک کیا تھا۔ وہ ہولے سے کسمپائی اور جگنو سی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اسے خود کو دیکھتا پا کر تہمینہ اداس سا مسکرائی۔

"مجھے معاف کر دینا۔۔۔ نہیں بھی کرو گی تو مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔۔۔ اتنے بے شمار انسانوں میں ایک تم بھی سہی جنکی میں مجرم ٹھہری۔۔۔"

وہ ہولے ہولے بول رہی تھی۔

"میں یہ کر رہی ہوں کہ یہ کرنا چاہتی ہوں۔ اور میری زندگی کا مصرف بھی کیا رہ گیا ہے؟ اس گھر تو کیا اس دنیا میں کسی کو کیا ضرورت کہ میں زندہ رہوں کہ مر جاؤں؟ مر بھی جاؤں تو کیا۔۔۔"

اس نے لمبی سانس بھری تھی۔ اسکا تنفس بگڑنے لگا تھا۔ ابھی لیٹنے سے پہلے گلاس بھر پانی کے ساتھ اس نے یکے بعد دیگرے آدھی درجن گندم میں رکھنے والی گولیاں نگلی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

"میں یہ اپنے لئے تو کر رہی ہوں، ساتھ ہی تمہارے جیسی ایک موتیا، ایک گلاب کے لئے جسکی کوئیل میرے وجود میں پھوٹ نکلی ہے۔ تمہیں کیا ملا جو کچھ اسے ملے گا۔ تو کیا فائدہ ایک اور موتیا، ایک اور تہمینہ کے جنم لینے کا۔۔۔۔۔"

اس نے ہولے سے اپنے ہونٹ اسکی پیشانی پہ ثبت کیئے اور آہستگی سے آنکھیں موند لی تھیں۔ اسکی دسترس میں دنیا کی ہر نعمت دے کر اسے بس ایک بات کہی گئی تھی کہ اس ممنوعہ شجر کا پھل نہیں کھانا ہے۔ اور اسکی بس ایک یہی ضد تھی۔ اب کے اس نے ہاتھ بڑھایا تھا اور پھل توڑ لیا تھا۔ اب یہ لازم تھا کہ اس سے بہشت ہمیشہ کے لیے چھین لی جاتی۔۔۔۔۔

"میرے بچو یاد رکھنا۔۔۔۔۔"

سانسوں کے اُتھل پُتھل ہونے سے ایک لمحے پہلے اسے وہ آواز سنائی دی۔ در سگاہ میں استانی جی کہہ رہی تھی۔

"دنیا میں اتاری کسی بھی آزمائش، کسی بھی پریشانی، کسی بھی مسئلے کا حل موت نہیں ہے"

اور پھر تہمینہ مر گئی۔

اب کہ سچی مچی مر گئی۔ کہہ تو عرصے سے رہی تھی، بتایا تو تھا کہ مرنے کو بیتاب ہوں، پر سچ میں مر گئی۔

Posted On Kitab Nagri

اس صبح جب حویلی کے در و دیوار دہشت سے کانپ رہے تھے، دائی اماں دوڑی دوڑی کمرے میں گھسی تھیں۔ اماں ڈوپٹہ سینے پہ ڈالے، چھاتی پہ دوہتر مارتی بین کر رہی تھیں۔ چچی انہیں سنبھالنے میں لگی تھیں جب آمنہ نے ہی مردہ شکم میں زندگی محسوس کی تھی جسے دائی اماں نے اس بے جان وجود سے کھینچ نکالا تھا۔

کمزور نحیف سی، بمشکل دھڑکتی زندگی۔

ڈھیٹ زندگی جس نے خود کو موت سے لڑ لڑ بچا لیا تھا۔

اور پھر تہمینہ مر گئی۔

اس نے مر ہی جانا تھا۔ اس نے خود کے مرنے کا سارا انتظام کر رکھا تھا اور سب اسے پکڑ پکڑ اس انتظام کی اور دھکیلتے رہے تھے۔ اس نے مر ہی جانا تھا۔

سب خوب روئے پیٹے، وہ سب جو اسے روتے دیکھ چپ کر سکتے تھے، اسکا جی بہلا سکتے تھے، اسے نافرمانی کرنے سے بچا سکتے تھے اور شاید اسکی موت ٹال سکتے تھے۔

تو وہ سب کچھ نہیں کر سکے اور تہمینہ ہمیشہ کے لئے مر گئی۔

باغیچہ سوکھنے لگا۔ گلابوں کے کیارے کو رانگل گیا۔ ننھے بوٹوں سے روح قبض کر لی تھی۔ پھلوں کی ڈالیاں جھاڑیاں بن گئیں۔ موسم بدلا اور باغیچے کے رنگ ڈھنگ بھی بدل گئے۔ انار کے بوٹے پہ اتنا بے تحاشا پھل لگا کہ ٹہنیاں زمین سے جا لگیں۔ پھل پک کر سڑنے لگا تھا پر مجال ہے جو کسی پرند نے اس

Posted On Kitab Nagri

پھل کو چونچ بھی ماری ہو۔ وہ ایسا بے تحاشا ترش پھل یا تو چڑیاں کھاتی تھیں یا وہ جواب ہمیشہ کے لئے
منوں مٹی تلے جا سوئی تھی۔ اب جو وہ نہیں رہی تھی تو چڑیوں نے بھی اس سے منہ پھیر لیا
تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ختم شد



Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

www.kitabnagri.com

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595